UNIVERSAL LIBRARY
OU_188585
UNIVERSAL LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۲۳۵۱ Accession No. ۱۳۴۰۷

Author

Title سوانح ٹیپو سلطان

This book should be returned on or before the date last marked below.

فہرست مضامین سوانح عمری سلطان ٹیپو مرحوم

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	ٹیپو سلطان کا تخت سلطنت پر جلوس فرمانا سنہ ۱۱۹۶ھ	۲
۲	لشکر کشی کرنا جنرل لانگ اور جنرل اسٹوات کا وانڈیواش کیطرف اور مدراس کو ناکام واپس جانا	۵
۳	نواب حیدر علیخاں کے انتقال کی خبر سنکر بعض اشرار کا سر اٹھانا	۶
۴	استیصال اشرار کے لیے ٹیپو سلطان کی کارروائیاں سنہ ۱۱۹۷ھ	۷
۵	کوڑیال بندر کی مہم واقع سنہ ۱۱۹۷ھ	۱۰
۶	شجیع محمد علی کمیدان کا انتقال واقع سنہ ۱۱۹۷ھ	۱۱
۷	مدراس سے مسٹر سلیز راور کرنل ڈالسن کا آنا اور صلح کا قرار پانا واقع سنہ ۱۱۹۷ھ	۱۲
۸	جایزہ نقود وجواہر دافیال وافراس وغیرہ سرینگ پٹن با تعداد خرج وسامان حرب واقع سنہ ۱۱۹۷ھ	۱۳
۹	لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ حصہ دوم سے اقتباس	۱۶
۱۰	ممالک پائین گھاٹ میں میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار کی جوانمردی اور انگریزوں سے جنگ وصلح واقع سنہ ۱۱۹۸ھ	۲۲
۱۱	عزم تسخیر کوہ درگ کونڈا۔ راجہ پنگنور کا استیصال رحمان گڈھ کی تعمیر سنہ ۱۱۹۸ھ	۲۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
١٢	کوہ نرگنڈا کا فتح ہونا واقع سنہ ١١٩٨ھ	٢٨
١٣	ٹیپو سلطان کا سرکشان کورگ پر لشکرکشی کرنا اور اسی ہزار مرد و زن کا اسیر کرلانا واقع سال مذکور سنہ ١١٩٨ھ	٣٠
١٤	ٹیپو سلطان کے ملک پر دربار پونہ اور نظام حیدرآباد کی لشکرکشی اور سلطان کا عزم مدافعت مع معرکہ آرائی و تسخیر قلعہ ادھونی واقع سنہ ١١٩٩ھ	٣٨
١٥	مرہٹوں کی گوشمالی دریائے تنگ بھدرا سے عبور کنچن گڈھ اور کپلی کی تسخیر مع محاربات عظیم روئیداد سنہ ١١٩٩ھ	٤٤
١٦	غنیم کی فوجوں سے مقابلہ اور محاربہ کے بعد سلطان کی فتح شانور کی تسخیر واقع سنہ ١١٩٩ھ	٤٩
١٧	سپاہ غنیم کا عاجز آنا۔ صلح کا قرار پانا بعض راجاؤں کے تعلقوں کا بندوبست مع بعض کیفیتوں کے واقع سنہ ١٢٠٠ھ	٥١
١٨	لیوس بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کا خلاصہ بابت واقعات مذکورہ باب پنجم حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان	٥٩
١٩	دارالسلطنت کا جدید انتظام ممالک محروسہ کا نیا بندوبست میر صادق دیوان کی معزولی مسجد اعلیٰ کی تعمیر وکلائے سلطان کا سلطان روم کے حضور سے واپس آنا جو سنہ ١١٩٥ھ میں گئے تھے یا دیگر واقعات واقع سنہ ١٢٠٢ھ	٦١
٢٠	فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف پھر نقصان شدید اُٹھا کر کوچی بندر کا لے لینا واقعات سنہ ١٢٠٥ھ	٦٥

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۱	جنرل میڈوس کی لشکر کشی۔ ٹیپو سلطان کی معرکہ آرائی مع واقعات متعلقہ واقع سنہ ۱۲۰۵ھ	۶۷
۲۲	لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر گورنر جنرل کا نظام حیدرآباد اور پیشوائے پونا کو ورغلانا۔ پھر تینوں کا متفق ہو کر سلطان پر چڑھائی کرنا یا دیگر واقعات۔ واقع سنہ ۱۲۰۶ھ۔	۷۱
۲۳	دارالسلطنت کا بندوبست۔ کشن راؤ کی سزائے نمک حرامی۔ ٹیپو سلطان کا دارالسلطنت میں پہونچنا۔ فوج مغول و مرہٹہ کے ہاتھ سے ملک کی بربادی مع واقعات دیگر ہمیں سال واقع سنہ ۱۲۰۶ھ	۷۹
۲۴	آملنا سکندر جاہ فرزند نظام علی خاں اور مشیر الملک کا گورنر جنرل بہادر کے لشکر سے اور تاخت کرنا شہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج محاصرہ پر۔ دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سرنگ پٹن پر اور شبخون یورش کرنا پھر سلطان اور انگریزوں سے صلح کرنا۔ واقعات سنہ ۱۲۰۷ھ	۸۴
۲۵	لیون۔ بی بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کے حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان کا اقتباس نسبت واقعات مذکورہ بالا۔	۸۸
۲۶	کوچ کرنا سلطان فوجوں کا اطراف کے راجاؤں کی تنبیہ کو بندوبست ممالک محروسہ۔ قلعہ دارالسلطنت کی تعمیر و مرمت میر صادق کا پھر دیوان مقرر ہونا مع حالات واقع سنہ ۱۲۰۸ھ	۹۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۲۷	واقعات از ابتدائے سنہ ۱۲۰۸ھ ہجری لغائت سنہ ۱۲۱۲ھ ہجری	۱۰۰
۲۸	فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سرنگ پٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل حسب مشورہ میر عالم و مشیر الملک دیوان حیدرآباد۔ اور مسخر ہونا قلعہ دارالسلطنت کا معہ واقعہ شہادت ٹیپو سلطان واقع سنہ ۱۲۱۳ھ	۱۰۳
۲۹	شاہزادہ فتح حیدر سے افسران فوج کی آخری التماس	۱۱۲
۳۰	مثنوی فارسی یادگار شہادت ٹیپو سلطان	۱۱۴
۳۱	مثنوی فارسی۔ بتعریف ملک ٹیپو سلطان	۱۱۵
۳۲	لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس آئی چیف کمشنر کی تاریخ کا خلاصہ۔ ابتداء فوجکشی سے تا خاتمہ سلطان و سلطنت	۱۱۷
۳۳	ٹیپو سلطان کے صفات۔ عادات حکومت۔ مذہبی جوش ظلم کی نسبت لیون بی بورنگ صاحب کے نوٹس۔	۱۲۸
۳۴	ٹیپو سلطان کا اجمالی حال مہد سے لحد تک (حسب تحریر حملات حیدری)	۱۴۲
۳۵	عہدنامہ۔ جو ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر اور پیشوا رائو پنڈت پردھان بہادر کے درمیان سلطان شہید کے ملک و انتظام کی بابت لکھا گیا ہے۔	۱۶۴
۳۶	پہلی شرط	۱۶۵
۳۷	دوسری شرط	۱۶۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۸	تیسری شرط	۱۶۷
۳۹	چوتھی ۔ پانچویں ۔ چھٹی شرط	۱۶۸
۴۰	ساتویں شرط	۱۶۹
۴۱	آٹھویں ۔ نویں شرط	۱۷۰
۴۲	دسویں شرط	۱۷۱
۴۳	مہر نواب نظام الدولہ بہادر کی	۱۷۱
۴۴	بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علی خاں بہادر اور ٹیپو سلطان کی اولوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے	۱۷۲
۴۵	ٹیپو سلطان کی طرف سے سلطان سلیم کے خط کا جواب جو عربی عبارت میں مرقوم تھا	۱۸۰
۴۶	مخترعات ٹیپو سلطان	۱۸۲
۴۷	نظام حیدرآباد سے قرابت کی درخواست	۱۸۷
۴۸	ٹیپو سلطان نے اپنے تخت پر جلوس کا موقع نہیں پایا	۱۹۰
۴۹	ہندوؤں کی نسبت زمانۂ ٹیپو سلطان کی رائے	۱۹۲
۵۰	مثنوی	۱۹۴
۵۱	ٹیپو سلطان کا ملک لینے کے بعد ۱۸۲۱ء تک انگریزوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک بقید سال تصرف بمقابلہ عہد سلطنت اورنگ زیب	۱۹۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۵۲	ٹیپو سلطان کی اولاد کا مجمل حال	۱۹۹
۵۳	تاریخ بنائے مسجد	۲۰۰
۵۴	قطعہ تاریخ بناء مسجد واقع دھرم تلا کلکتہ تعمیر سنہ ۱۲۵۸ھ	۲۰۱
۵۵	شاہزادگان ٹیپو سلطان مقیم کلکتہ کی بقاء در حلت تا سنہ ۱۸۴۷ء سنہ ۱۹۰۸ء	۲۰۲
۵۶	ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مؤلف کتاب ہذا کی رائے	۲۰۵
۵۷	انگریزی الزامات کے جواب	۲۱۵

سوانح حیدر علی سلطان

یہ میسور کے مشہور اسلامی فاتح اور آٹھارھویں صدی کے نامور مشرقی جنرل نواب حیدر علی خاں اور اُن کے شہرہ آفاق فرزند ٹیپو سلطان کے حالات میں مشرقی و مغربی مورخوں نے بکثرت کتابیں تالیف کی ہیں اور ہر ایک مؤلف نے اپنے نقطہ خیال کے مطابق اس تصویر میں رنگ بھرا ہے۔ وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر نے ان تمام خصوصیتوں کو ملحوظ رکھکر حال میں ایک ایسی ضخیم کتاب شائع کی ہے جسے اس باب میں بہترین و مستند ترین تاریخی سرمایہ کہہ سکتے ہیں۔ اور جس کی کمال جامعیت کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ انگریزی و فرانسیسی و فارسی و اردو میں نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے حالات میں جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان سب کا جوہر اس کتاب میں لے لیا گیا ہے اور واقعات کی تحقیق روایت و درایت دونوں حیثیتوں سے کی گئی ہے۔ پوری کتاب چار سو آٹھ صفحوں پر تمام ہوئی ہے اور اس وسیع حجم پر بھی صرف ۲ر قیمت رکھی گئی ہے۔ شروع میں سلطان حیدر علی کا فوٹو ہے۔ اس میں قابل عبرت امر یہ ہے کہ ایک معمولی حیثیت کے مسلمان نے جیسے زمانہ کی کڑیاں موجودہ صدی سے بالکل ملی ہوئی ہیں محض اپنی ہمت و حوصلہ و جوش و اولوالعزمی سے کیسی حیرت انگیز ترقی کی اور ایک ادنےٰ درجہ سے بڑھکر شہرت کے اس شاندار سٹیج پر جا پہونچا جہاں اس کے پہلے نادر شاہ اور نپولین پہونچ چکے تھے۔ اُمید ہے کہ اس تاریخ کے مطالعہ سے ناظرین کے معلومات میں ہی ترقی نہ ہوگی بلکہ قدرت کا یہ فلسفہ بھی ذہن نشین ہو جائیگا کہ دنیا میں لوگ کیونکر بنتے اور کسطرح بگڑتے ہیں۔

خطبات احمدیہ

یہ وہ کتاب ہے جس کیلئے سر سید نے ولایت کا سفر کیا۔ سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس کے ایک ایک حرف کا جواب ہے نہایت محققانہ جواب ہیں شرط یہ ہے کہ کسی شخص کے آگے ڈالدو کیسا ہی بیدین کیوں نہ ہو اس کو تسلیم کریگا۔ غرضیکہ بے نظیر کتاب ہے جس میں حقیقت اسلام کو روز روشن کیطرح ظاہر کر دیا ہے اسمیں بارہ خطبے ہیں جنمیں جاہلیت عرب۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات۔ حضرت ہاجرہ کی حریت ادیان وغیرہ پر بحثیں کی ہیں ح دیگر الہامی مذاہب سے اسلام کی مناسبت کو دکھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لئے رحمت اور تمام انبیا کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام تمدن کے موافق ہے۔ کثرت ازدواج۔ طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں۔ یہودیوں او عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ پہونچانا قرآن مجید کی جمع و ترتیب او نزول پر بحثیں۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔ آنحضرت صلے الله علیہ وسلم کا نسب نامہ اور بشارت نسبت آنحضرت صلے الله علیہ وسلم) بہ جو توریت و انجیل میں ہیں محققانہ بحث کی ہے۔ روایت شق صدر اور معراج کی تحقیق اور ولادت سے بارہ برس تک کے حالات **قیمت** مجلد عما ۔ بلا جلد عہ)

اشاعت اسلام اس رسالہ میں اصول روایت و درایت سے اس الزام کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے ابتدائے اسلام کے واقعات دکھلا کر کامیابی تمام اٹھایا گیا اور دکھلایا گیا ہے کہ اسلام میں ایک خاص خوبی عالمگیر ہونیکی موجود ہے اور یہی وجہ اسکی اشاعت کی اصلی وجہ ہے قیمت ۸ صفحات ۲۵۸

ٹیپو سلطان میسور

روزمرہ کا دربار بدستور ہوتا رہا۔ کریم شاہ نے بھی اس عارضی تخت پر بیٹھکر ہر طرح کے انتظام اور ہر ایک کے مناصب و مراتب کا خاص لحاظ رکھا اور نئے الفاظ تنخواہ تقسیم کرادی۔ ازاں بعد مہا مرزا خان کو شہزادہ بزرگ ٹیپو سلطان کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ جو اُن دنوں کو نیا ٹور اور پائی گھاٹ کی نواح میں مصروف تنبیہ و انتظام تھا۔

جب مہا مرزا خان نے شاہزادہ کے حضور میں باریاب ہوکر سانحۂ رحلت نواب مرحوم کو بیان کیا تو شاہزادہ متاسف ہوا۔ پھر شاہزادہ کریم شاہ کے تخت نشین ہونے سے اُسکے دل میں ایک لازمی تردد پیدا ہوا لیکن جب مہا مرزا خان نے قسم کھائی اور دوسرے اعیان دولت کی عرضیاں پیش کیں جن کا مضمون یہ تھا کہ یکا رروائی مصلحتاً کی گئی ہے حضور تشریف لائیں اور تخت سلطنت پر جلوس فرمائیں تب ٹیپو سلطان کو کسی قدر اطمینان ہوا۔ اور وہاں کی نگرانی اور خبر رسانی کا ضروری انتظام کرکے مع فوج آرکاٹ کو روانہ ہوا۔ اور مہا مرزا خان اور دوسرے معتمدین کو جو یہ پیغام لیکر آئے تھے ہر کارہ پہنچنے کا حکم دیا۔ اور کوچ در کوچ اپنے والد کے کیمپ میں پہونچا۔ امراء دولت اور اعیان سلطنت نے بمعیت شاہزادہ کریم شاہ آگے بڑھ کر استقبال کیا اور آداب تہنیت بجالائے۔ شاہزادہ کریم شاہ نے اپنے بھائی کے سامنے ادب سے سر جھکا دیا۔ ٹیپو سلطان نے بھائی کا سر سینہ سے لگایا اور سراپردۂ شاہی میں داخل ہوکر بیوں محرم ۱۱۹۷ھ ہجری روز یکشنبہ کو سلطنت کا چارج لیا۔ امراء دولت اور اعیان سلطنت نے نذریں پیش کیں۔ مبارک سلامت کی دھوم ہوئی۔ شادیانے بجے۔ فرمان پروانے چاروں طرف اطلاع تخت نشینی کے لئے روانہ ہوگئے۔

ارکان دولت کو خلاع فاخرہ سے سرفراز کیا گیا۔ فوج کو انعام دیا گیا۔ محفل جشن آراستہ

ہوئی۔ شاعرانِ پایۂ تخت و ناظمانِ بیدار بخت نے قصاید و قطعات تہنیت کے حملۂ والعام سے مالامال ہوئے ذیل کے اشعار سے اُس وقت کی حالت معلوم ہوتی ہے اور ہر ایک کے جذبات کا اندازہ ہوتا ہے:۔

مثنوی

سرانِ سپہ محفل آراستند … ہمہ دست بر سینہ برخاستند
بگفتند کاے شاہ گردون سریر … ہمہ چاکر آئیم فرمان پذیر
سرِ ماست بر خطِ فرمان بری … ز تو حکم کردن ز ما چاکری
نہ ترسیم از آتش و آب و خاک … فدائے ہوا خواہیت جانِ پاک
چو سلطان لقب یافتی از تخت … کنون تخت و تاجِ شہی زانِ تست
پسر در جہان آن بود نیک نام … کہ برتر نہد از پدر چند گام
ز رخسار چون ماہ برکش نقاب … نہان چند داری بابر آفتاب
چو ایزد ترا داد فرِ شہی … بتقدیم فرمان مکن کوتہی
سکندر صفت ملک تسخیر کن … سرِ دشمنان زیر شمشیر کن
بزن سکۂ خویش بر سیم و زر … کہ از سکۂ نامِ شاہان شد سمر
بسر ہائے دہ تاجِ شاہنشہی … بنہ پائے بر تختِ فرماندہی
بفتح و ظفر پائے نہ در رکاب … جہانگیر شو چون بلند آفتاب
پئے نامداران و گردنکشان … پئے خدمتت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقتِ وغا … چو جوہر د آہن بسازیم جا
بفرمانت ملک شاہ مالکِ رقاب … بدریا بتازیم ہمچون حباب

بفرمانت اے ش ... در آذر ردیم — نداریم غم چون سمندر ردیم
باقبالت اے س ... ـرور دین پناہ — برابشیم از فرق کیوان کلاہ
خدایا در و بخت یا ... ـر تو باد — جہان از کرم زیر بار تو باد
سر پر تو باد اسپ ... ـہر بریں — شہم مرکبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پا ... ـے تو باد — ہمہ عیش عالم برائے تو باد

تمام ملک کے ناظموں قلعہ ... ـاروں اور افسران فوج کو لکھا گیا کہ جو جہان سے اپنا فرض منصبی اطمینان سے ادا کرتا ر ... ہے۔

نظام حیدر آباد اور دربار پونا ... کی طرف سے مبارکباد دینے کو ایلچی مع تحائف کے آئے دربار پونا نے مبارکباد کے ساتھ ایلچ ... ہا دو سال کی رقم خراج بھی طلب کی سلطان نے اُس کے جواب میں اپنا سفیر مع تحائف کے د ... بار پونا کو روانہ کیا اور رقم خراج کے جواب میں لکھا کہ نواب حیدر علیخان نے سوائے چند ضرب توپ و تفنگ کے میرے پاس کیا چھوڑا ہے جو روپیہ ملک سے وصول ہوا وہ دربار پونا اور نظا ... ر علیخان بہادر کی تحریک سے لڑائیوں میں صرف ہو گیا۔ دس لاکھ روپیہ بطور پیشکش بھیجا جاتا ہے اس کو قبول کیجئے۔

لشکر کشی کرنا جنرل لانگ اور جنرل اسٹولمرٹ کا وانڈیواش کی طرف اور بعد اس کے ناکام واپس جانا

ٹیپو سلطان بعد تخت نشینی انتظامات ضروری میں مصروف تھا اسی اثنا میں موسیو لیلیش (سپہ سالار فرانسیس مع دو ہزار جوان فرنگی روانہ کئے جن کو سلطان نے پسند و منظور کیا۔ اور

مع لشکر ظفر پیکر کادیری کو روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں معلوم ہوا کہ جنرل اسٹوارٹ اور جنرل لانگ
انگریزی فوجیں لیکر جنگل پٹیا کی راہ سے وانڈیواش میں پہونچے تو ٹیپو سلطان اپنی فوج
ظفر موج لیکر دوشی ماہیر کے راستہ سے وانڈیواش سے تین کوس ادھر خیمہ زن ہوا
دوسرے روز میمنہ میسرہ اور قلب لشکر کو درست کر کے سامنے توپخانہ لگادیا۔ سرداران
عساکر انگریزی نے اُس روز لڑائی کو ٹالدیا۔ اُس کی صبح کو گورنر مدراس کا حکم پہونچا کہ تم
وانڈیواش کا محاصرہ چھوڑ کر مدراس چلے آؤ۔ مطابق اس حکم کے وہ دونوں سردار اپنی
اپنی فوجیں لیکر مدراس کو روانہ ہوگئے۔ اور ٹیپو سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے نواح
ترپاتور میں مقام کیا۔

نواب حیدر علیخان کے انتقال کی خبر سُن کر بعض اشرار کا سر اٹھانا

ٹیپو سلطان نواح ترپاتور میں خیمہ [illegible] مشتمل تھا اس میں جاسوس خبر لائے کہ نواب مغفور
کے [illegible] پالک ایاز خان نے جسکو [illegible] نواب مرحوم نے حیدر نگر اور کوڈیال بندر کا حکمران بنایا
تھا براہ نمک حرامی سب [illegible] انگریزوں کے حوالے کر دئے اور خود بہت سا زر و جواہر
لیکر جہاز پر بیٹھ بمبئی کو [illegible] روانہ ہو گیا۔ اور انگریز اُن قلاع و ممالک پر قابض اور متصرف
ہو گئے [illegible] دوسرے بد خیال اور فتنہ پرداز موقع پاکر بغاوت پر آمادہ پائے جاتے
[illegible] اپنی [illegible] سرکاری ڈاک کا افسر تھا ڈاک کا سلسلہ بند کر دیا اور وہاں
کے قلعدار [illegible] نمک حرامی اور بغاوت پر آمادہ معلوم ہوتا ہے اور نواب عبدالحکیم خان
افغان حاکم کڑپہ کے داماد سید محمد خان نے بھی پیادہ و سوار جمع کر کے پچھلی پٹھن کے
انگریزوں سے قول و قرار کر کے فتنہ و فساد برپا کر رکھا ہے۔ پس ان نمک حراموں اور

مفسدہ پردازون کا استیصال ضرور ہے۔

استیصال اشرار کیلئے ٹیپو سلطان کی کاروائیان

۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان نے ایاز نا محمود کی نمک حرامی کا حال سُنا تو بدر الزمان خان کو سات ہزار تفنگچیون کے ساتھ اور صلابت خان اور میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھ ہزار سلحدار اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدین بہادر سپہ سالار کی ماتحتی میں پائین گھاٹ کے سرکشوں کی سرکوبی اور انتظام جدید کے لئے روانہ کیا اور مشہور شجیع محمد علی کمیدان کو اُس کی جمعیت کے ساتھ دار السلطنت کے انتظامات ضروری اور مدافعت اشرار کے لئے مامور فرمایا اور میر قمر الدین خان بہادر کو مع لشکر کثیر سید محمد خان کی سرکوبی کو پورے اختیار دیکر کڑپہ کی طرف بھیجا۔ اور آپ دیون ہلی اور ہدیگیری (صوبہ سرا) کے راستہ سے مع فوج و حشم کوچ کرکے چیتل درگ کے سواد میں خیمہ زن ہوا۔

وہان کا فوجدار دولت خان نہایت خلوص و عقیدت سے مع نذرانہ حاضر ہوا ٹیپو سلطان نے اُس کے حال پر خاص نوازش مبذول فرمائی اور عطائے خلعت سے سرافراز کیا۔ پھر وہان سے چل کر رنگر گھاٹ کے میدان مین خیمہ گاہ قایم کی۔

اب ذرا محمد علی کمیدان کا حال سن لیجئے جو دار السلطنت کے انتظام اور مدافعت اشرار کو روانہ ہوا تھا یعنی دہ کوچ در کوچ بنگلور کے راستہ سے نکلکر کرشی گتی کی پہاڑی کے نیچے ایک ندی کے کنارے جا اُترا اور بغاوت شعار قلعدار کے پاس

یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو کل حسب الحکم سلطانی کرمک کے بندوبست کو جانا ہے اگر ممانعت نہ
ہو تو آج کی رات مع چند سپاہیون کے اپنے اہل وعیال کو دیکھ لون۔ قلعدار نے اُسکو
اس سادگی سے آنے کی اجازت دیدی۔ یہان محمد علی نے اپنی فوج کے تجربہ کار
افسرون اور سپاہیون کو رات کے وقت دریا پار ہو حصار کی دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور
اُنھیں تاکید کر دی کہ مین قلعہ مین جاتا ہون جب مین قرنا پھونکوں تم جھٹ پٹ اندر
گھس پڑنا۔ اُن کو یہ تعلیم دیکر خود پچاس بہادرون سمیت قلعہ کے دروازہ سے اندر داخل
ہوا اور قرنا پھونکنا شروع کیا۔ اور قلعہ کے پاسبانون کو قید کر کے اپنے سپاہیون
کی چوکی بٹھادی۔ آن کی آن مین قرنا کی آواز سُن کر وہ سب سپاہی قلعہ کے اندر ٹوٹ
پڑے اور جابجا چوکی پہرے قایم کر دئے اور فی الفور برجون وغیرہ پر جا پہونچے۔
اور ہر مقام کا مناسب انتظام کر لیا۔ پھر بہادر محمد علی نے اُس نمک حرام قلعدار اور
ڈاک کے سردار اپجی شامیا وغیرہ سرکشون کو گھرون مین گھس گھس کر گرفتار کر لیا۔
ان مین بعض کو ٹیپو سلطان کی والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے مُنہ پر باندھ کر اُڑایا گیا۔
اور اپجی شامیا کے غیر مکون کو دار پر کھینچا گیا۔ اور اُس نمک حرام اور دغاباز کو لوہے کے
پنجرے مین قید کیا گیا۔ ازان بعد محمد علی کمیدان نے قلعہ دارالسلطنت کی قلعداری
سید محمد خان مہدوی کے سپرد کی اور قلعہ کی پاسبانی اسد خان رسالدار کو سونپ کر
اپنی جمعیت سمیت ٹیپو سلطان کے حضور مین آ پہونچا۔ سلطان نے اس کی خدمات
سے خوش ہو کر یک الماس مالا سر مروارید اور خلعت فاخرہ سے اسکو سرفراز کیا
اور دوسرے روز گھاٹ [illegible] کا حکم دیا۔ آگے انگریزی فوجیں استادہ
پڑی تھیں مگر فوج سلطانی [illegible] سے نکل گئی۔ یہ حال دیکھ کر انگریزی فوجین

ہر طرف سے ایک جگہ مجتمع ہوکر قلعہ نگر کے اندر داخل ہوگئیں تب فوج سلطانی نے اُس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا اور گولوں کی زد سے حصار قلعہ کا توڑ ڈالنا چاہا۔ اتفاق سے ایک دیوار ٹوٹ کر کنوئیں میں جا پڑی اور وہ کنواں بند ہوگیا۔ قلعہ کے سب لوگ اُسی کنوئیں کا پانی پیتے تھے۔ جب یہ کنواں بند ہوگیا تو قلعہ والوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوئی۔ آخر کو وہ ایک رات اُس تالاب سے پانی بھرنے گئے جو قلعہ کے باہر تھا لیکن دوسری رات فوج سلطانی نے اُس تالاب کی راہ روکی اور جب قلعہ کے دو تین ہزار آدمی تانبے پیتل کے گھڑے لے کر تالاب سے پانی بھرنے آئے اُن پر باڑھ ماری گئی۔ اس میں سے کچھ وہیں مارے گئے اور باقیماندہ پسپا ہوکر قلعہ میں بھاگ گئے اور بعد کئی دن کی لڑائی کے وہ قلعہ متعدان سلطانی کو سپرد کر دیا۔ اور شیخ محمد علی کمیدان کی بہادری سے اٹھارہ روز میں یہ قلعہ مفتوح ہوگیا۔ ایک شخص نے اس فتح کی یہ تاریخ کہی "حیدر نگر گرفتہ" بعد فتح کے سلطان نے اکثر سرکشوں کو گرفتار کر کے ۱۱۹۷ھ
قید کا حکم دیا۔ انگریزی جماعت کو دوسرے مقامات میں علیحدہ علیحدہ قید کرنیکا ارشاد ہوا لیکن ایاز ہاتھ نہیں آیا کہتے ہیں کہ وہ زر خطیر و جواہر کثیر لیکر بندر سورت میں جا بیٹھا۔

زاں بعد ٹیپو سلطان مع فوج ظفر موج کوڑیال بندر کی طرف روانہ ہوا۔ آگے بڑھ کر معلوم ہوا کہ انگریزوں کی اور فوج جنرل کیمبل کی سرکردگی میں قلعہ نگر کی مدد کے لئے آرہی ہے۔ بہت سا سامان رسد بھی اُس کے ساتھ ہے۔ تب سلطان نے غارت گر سواروں اور سلحداروں کو اس کی لوٹ معاف کر کے اس کے لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اور توپخانہ سے گولے مارنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ وہ لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ اور توپخانہ سے گولہ باری

ہونے لگی۔ اور سلطان بنفس نفیس اپنے خاص سواروں کے ساتھ جنگ قراولی میں مشغول ہوا۔ جنرل کیمبل دو پہر دن تک بڑی جوانمردی سے لڑائی جاری رکھی لیکن آخر میں بارود کی کمی اور پانی کے نایاب ہونے سے اُس کا انتظام ٹوٹ گیا اور چار ہزار سپاہی اور بارہ سو گھوڑے بیکار ہو گئے۔ اس حالت میں سلطان نے میدان جیت لیا اور اس فوج کا تمام سامان جنگ واسباب راحت سلطان کے قبضہ میں آ گیا اور جنرل کیمبل مع تین ہزار مردم بارا در سات ضرب توپ اور ایک ہزار سپاہ فرنگ کے قید کر لیا گیا۔ اس فتح کے صلہ میں سلطان نے اپنی فوج کے سپاہیوں کو سونے کے کڑے اور افسروں کو پدک الماس اور مالائے مروارید مرحمت فرمائے۔

کوڑیال بندر کی مہم

واقع ۱۱۹۷ھ

ٹیپو سلطان قلعہ بیدنگر کی فتح اور فوج انگریزی کو شکست دینے کے بعد مع فوج دریا موج قلعہ کوڑیال بندر پر جا پہونچا۔ اور حصار شہر پر قبضہ کر کے فوج کو قلعہ مذکور کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ہر چند بارش آ گئی تھی اور شدت بارش سے ہر کام خاطر خواہ نہ ہو سکتا تھا پھر بھی تجربہ کار و کارآزمودہ سپاہ نے متعدد مورچے بنا کر گولہ باری شروع کر دی گولوں کے مار و ہانوں نے ایک تہلکہ ڈال دیا۔ اور ایک جماعت فوج نے خوربا کے راستے سے رسد کا آنا روک دیا۔ اہل قلعہ نے دو مہینے تک مقابلہ کیا۔ آخر کو محاصرہ کی تنگی اور رسد نہ پہونچنے سے لاچار ہو کر سلطان سے امان کے خواستگار ہوئے ٹیپو

سلطان نے اُن کو امان دینا منظور کر لیا اور ان میں ہر ایک نے اپنے درجے کے موافق عہدہ پایا اور اطاعت اختیار کر لی۔ الغرض جب منگلور اور بنادر ذخیرۂ ٹیپو سلطان کے تحت فرمان آ گئے۔ اور اشرار نے فتنہ پردازی اور بغاوت کی سزا پالی تب افواج سلطانی بغیر وفیروزی کوڑگ اور بِل کی جانب متوجہ ہوئیں۔ سلطان نے اس طرف کے تمام قلعوں پر اپنے خیرخواہ و معتمد مامور کئے۔ اور بدر الزمان خان کو فوجداری نگر پر مامور فرمایا +

شیخ محمد علی کمیدان کا انتقال

واقعہ ۱۱۹۷ھ

نواب حیدر علیخان کو محمد علی ایسا جانباز بہادر اور فن حرب سے واقف اور لڑائی کے وقت خدع اور فریب کی چالیں چلنے والا ہاتھ لگا تھا جس نے فوجی اور جنگی خدمات کو لاثانی بہادری اور عاقلانہ تدبیرات سے انجام دیا۔ حیدر علیخان کی تاریخ میں اُس کا درجہ ایسا ہی ہے جیسے شاہنامہ میں رستم کا۔ حیدر علیخان کے بعد ٹیپو سلطان کی خیرخواہی اور رفاقت میں بھی ہر وقت حاضر اور سلطان کا سینہ سپر رہا۔ کوڑیال بندر کی فتح کے بعد اُس مرد میدان نے انتقال کیا جس کا واقعہ عجیب ہے یعنے ایک سردار نے جسکی نسبت ٹیپو سلطان نے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا تھا محمد علی کے خیمہ میں جا کر پناہ لی۔ سلطانی افسروں نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا۔ محمد علی نے کہا کہ میرے جیتے جی یہ گرفتار نہیں ہو سکتا۔ آخر اس بات نے اتنا طول پکڑا کہ سلطان نے محمد علی کو گرفتار کرا لیا

اور بند پالکی میں ڈلوا کر سرنگ پٹن کو روانہ کیا۔ اُس غیور بہادر نے راستہ میں ہیرے کی کنی کھا کر یا اور کسی طرح سے خود کو ہلاک کر لیا +

مدراس سے مسٹر سٹلینز اور کرنل ڈالسن کا آنا اور صلح کا قرار پانا

واقع ۱۱۹۷ھ

انہیں دنوں میں کہ سلطان پے در پے فتوحات حاصل کر رہا اور دغا پیشہ اور بغاوت اندیشہ لوگوں کو سزا دے رہا تھا۔ مسٹر سٹلینز اور کرنل ڈالسن گورنر مدراس کی طرف سے مصالحت کا پیغام لے کر آئے۔ اور بہت سے نادر اور قیمتی تحفے سلطان کی نذر کو لائے۔ اور اپنی نہایت شستہ اور معقول تقریر میں اپنا مدعا ظاہر کیا۔ ٹیپو سلطان نے اُن کی معقول تقریر کو پسند فرما کر مصالحت پر رضامندی ظاہر کی۔ اُنہوں نے واسطے رہائی نواب عبد الوہاب خان کے جو نواب حیدر علیخان کے وقت سے سرنگپٹن میں قید تھا۔ اور واسطے رہائی تمام اہل فرنگ کے التماس کی۔ رحمدل سلطان نے کینۂ دیرینہ سے گزر کر اسکو بھی قبول کر لیا۔ اور ان کی رہائی کا حکم دیدیا۔ تب وہ دونوں سفیر خائبز المرام ہو کر مدراس کو واپس گئے۔ اور سلطان نے اس مصالحت سے مطمئن ہو کر بعد انتظام قلاع و ممالک اس نواح کے دار السلطنت سرنگپٹن کیجانب کوچ کیا۔

قلعۂ بل کی نواح میں پہونچ کر اس کا نام مظفرآباد رکھا۔ اور ایک معتمد خاص کو وہاں کا قلعدار مقرر کیا۔ پھر کورگ کی چھاونی کی سرداری زین العابدین خان مہدوی کو عطا فرمائی۔ وہاں سے چلکر قلعہ پر کرا کو جہاں صوبہ رہتا تھا ظفرآباد سے موسوم فرمایا۔

پھر دارالسلطنت کو روانہ ہوا۔ یہاں تمام امراء و عمال دیوانی اور خوش باشان شہر اور تمام فوج نے ایسا پرجوش استقبال کیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ یہاں ایک مہینے تک عیش طرب کی مجلسیں رات دن گرم رہیں۔ اور سلطان ایک مہینے تک بخشش و عطا میں مصروف رہا۔ منوں سونا اور پنسیریوں جواہر انعام واکرام میں دے ڈالا روپیوں کا حساب نہیں۔ ایک مہینے تک باورچیخانہ سلطانی میں ہزاروں دیگ روزانہ کی پخت جاری رہی۔ تمام شہر کو دعوت کا اذن عام تھا۔ پھر سلطان والاشان نے انتظام ممالک و مسالک اور فوج و دیوانی کے لئے قواعد اور ضوابط جاری کئے۔ اور لشکری قواعد جو فرانسیسی زبان میں تھے۔ اُن کو موقوف کر کے زین العابدین خان شوشتری کی تجویز سے جو ابوالقاسم میر عالم نایب نواب نظام الملک کا حقیقی بھائی تھا فارسی اور ترکی کے الفاظ و محاورات داخل ہوئے اور اُن کو کتاب فتح المجاہدین میں لکھا گیا۔

جایزہ نقود و جواہر و افیال و افراس وغیرہ سیرنگ پٹن

با تعداد فوج و سامان حسب واقعہ ۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان اپنے باپ نواب حیدر علیخان بہادر کی جگہ سریرآرا ہو کر دارالامارۃ سرینگ پٹن میں آیا تو تمام نقود و جواہر اور اشیاء و اسباب سلطنت اور افیال و افراس اور سوار و پیادہ کے جایزہ کا حکم دیا۔ اس حکم کے مطابق عمال مال و متصدیان دفتر اور بخشیان فوج و افسران محکمہ جات و عہدہ داران دیوانی نے ہر چیز کا علیحدہ علیحدہ دفتر

تیار کیا اُس کا گوشوارہ یہ ہے:۔

نام جنس	تعداد	قیمت
نقود و جواہر		اسّی کروڑ روپے
ہاتھی	نو سو زنجیر	
اونٹ	چھ ہزار قطار	
اسپان ہر قسم	ساٹھ ہزار راس	
گاؤ و نرگاؤ	چار لاکھ راس	
بھیڑ بکری	چھ لاکھ راس	
گاؤمیش	ایک لاکھ راس	
تفنگ چقماق	تین لاکھ فرد	
تفنگ توڑہ دار	تین لاکھ فرد	
شمشیر	دو لاکھ قبضہ	
توپیں خورد و بزرگ	بائیس ہزار ضرب	
باروت گولہ	بیحساب	
آلات و اسباب حرب	بیشمار	

جو ممالک ٹیپو سلطان کے قبضہ و اختیار میں تھے عرض و طول اُن کا اسّی ہزار میل مربع انگریزی سے کم نہ تھا۔ ان میں ایک ہزار جزیرے تھے اُن کا سالانہ خراج بعد وضع اخراجات ملکداری تین کروڑ روپیہ خزانۂ سلطانی میں داخل ہوتا تھا۔ اُن کے باشندوں کا شمار ساٹھ لاکھ نفوس سے زیادہ تھا۔ اُن میں ایک لاکھ چھتیس ہزار سوار اور پیادے

قواعد وان اُن ممالک کے حصار و قلاع پر متعین رہتے تھے تاکہ اُن کی حفاظت اور حراست میں بدنظمی نہ ہونا پائے۔ علاوہ اُن کے اور فوجیں دارالملک اور اطراف و حدود میں واسطے انتظام نیز تمام ملکداد کے پھیلی رہتی تھیں ان فوجوں کا شمار ایک لاکھ اسی ہزار تھا۔ اور ان کی علیحدہ علیحدہ ٹولیاں مقرر تھیں۔

جیسے دکھنی۔ کرناٹکی۔ ہندی۔ حبشی۔ ایرانی۔ ترکی۔ عربی۔ فرانسیسی۔ انگریزی وغیرہ۔ ہر ایک کی وردی جداگانہ مقرر تھی۔ ان سب کو جمع کر کے ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ کا ایک مجموعی نمونہ فراہم کیا گیا تھا۔

ٹیپو سلطان نے انتظام سابق میں ترمیم کی۔ سواروں کی جمعیت کو کم اور پیادوں کی تعداد کو زیادہ کیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دینے کے لئے پارسی اور ترکی الفاظ میں ایک کتاب تصنیف کر کے فتح المجاہدین اُس کا نام رکھا۔ اس سے پہلے اس قسم کے احکام انگریزی یا فرنچ زبان میں دیئے جاتے تھے۔ ٹیپو سلطان نے اپنے قواعد کی علیحدہ کتاب مرتب کی اور حکم دیا کہ سرینگ پٹن کے ذخیرہ میں اتنا ذوقہ جمع رہا کرے جو فوج کے خرچ کو سال بھر تک کے لئے کافی ہو جائے۔ اسی طرح تمام چھوٹے بڑے قلعوں میں پاس کے درجہ اور مقامی حیثیت کے لحاظ سے ہر قسم کے ذخائر موجود اور تیار کئے جاتے

اوپر کے واقعات تاریخ نشان[51] حیدری فارسی و تاریخ حملات[52] حیدری اُردو سے

---

[51] تاریخ نشان حیدری میر حسین علی کرمانی نے ۱۲۱۷ھ میں ٹیپو سلطان کی انتزاع سلطنت سے تین چار برس بعد لکھی اور یہ خود ٹیپو سلطان کے ملازم رہ چکے تھے۔

[52] تاریخ حملات حیدری اردو میں زیادہ تر نشان حیدری کے ترجمے سے لکھی ہے اور کہیں کہیں اور واقعات پیدا کئے گئے ہیں یہ ۱۲۶۲ھ کی تالیف ہے جو مولوی ٹیپو سلطان کے فرزند محمد سلطان کے نام پر بمقام کلکتہ تالیف و ترجمہ کی۔

لکھے گئے لیکن اُن کے بعض ناموں اور بعض مقاموں کے واقعات میں لیون بی
بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنر میسور کی تاریخ انگریزی[۱] سے مطابقت نہیں ہوتی اسلئے
بورنگ صاحب کی تاریخ کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو انگریزی ناموں اور مقامات
جنگ کی نسبت زیادہ صحیح مانا جاسکتا ہے +

لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ حصہ دوم سے اقتباس

واقعات بالا کی نسبت

اپنے باپ حیدر علی کے انتقال پر ٹیپو[۲] تخت نشین ہوا۔ وہ مئی ۱۷۵۳ء میں بمقام
دیونہلی پیدا ہوا تھا میر معین الدین خان کی بیٹی فخر النسا بیگم ٹیپو کی ماں تھی۔ اور یہ
میر معین الدین چند سال تک کڈاپہ میں صوبہ دار رہے تھے۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ حیدر علی کی رحلت کا وقت قریب ہے تو اُس کے وزیر
پورنیا نے اُس کی اس حالت کو بہت چھپایا۔ اور ٹیپو کے پاس بادرفتار سانڈنی سوار

---

۱ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے اپنے زمانۂ چیف کمشنری میسور میں یہ تاریخ لکھی اور اُس کے پہلے حصہ میں نواب حیدر علیخان بہادر کے اور دوسرے حصہ میں ٹیپو سلطان کے حالات و واقعات تحریر کئے۔

۲ بورنگ صاحب کو یہ غصہ ہے کہ وہ حیدر علی کے نام کے ساتھ نواب اور نواب نہ سہی تو خان بہادر کا لکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور نہ ٹیپو کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ اُن کے قلم سے نکلا ہے۔ وہ ہر جگہ حیدر علی اور ٹیپو ہی لکھتے ہیں۔

دوڑ لئے گئے تاکہ ذہ تعجیل تمام موقع پر آ پہونچے اور حیدر علی کی نعش بند پالکی میں بہت بڑے اخفا سے سرینگ پٹن کو روانہ کی گئی گویا حیدر علی بیمار جا رہا ہے۔ صرف بعض خاص افسروں ہی کو اس راز کی خبر تھی۔ یہ خبر چار روز کے عرصہ میں ٹیپو کو پہونچ گئی اور اُس نے اپنا کیمپ جو چیلیانی کے قریب تھا توڑ کر تعجیل تمام فوج خاصہ کی طرف کوچ کیا جو دریائے پنار پر اُس کا انتظار کر رہی تھی ٹیپو کو دیکھتے ہی فوج میں مسرت کے نعرے بلند ہوئے ٹیپو نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی اِس وقت کم سے کم نوے ہزار فوج اُس کے قبضہ میں تھی اور خزانہ سرینگ پٹن کا کچھ شمار نہیں جب انتہا تھا۔

ملیبار میں کرنل ہمبرسٹن کی فوج ٹیپو کی فوج سے مقابلہ کر رہی تھی لیکن وہ بھی مالنتمیس نہ تھی اِس لئے بمبئی کی گورنمنٹ نے ہمبرسٹن کی مدد کے لئے ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ جنرل میتھیوز کو مامور کیا۔

اِس مہم میں یہاں تک کامیابی ہوئی کہ شمالی کنارا میں راجہ من درگ اور ہونا ور[۱] اور حیدر علی کے چند جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور جب بمبئی کی گورنمنٹ کو حیدر علی کے انتقال کی خبر پہونچی تو اُس نے فوراً جنرل میتھیوز کے نام پر حکم بھیجا کہ بدنور ا حیدر نگر پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ جنرل مذکور اپنی چھوٹی سی فوج کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا اور کنڈاپور

[۱] ہونا ور سے بیس میل کے فاصلہ پر دریائے شراوتی کے مشہور گرسوپا آبشار واقع ہیں یہ آبشار اگرچہ امریکہ کے نیاگرہ آبشار سے چھوٹے ہیں تاہم ان آبشاروں کی خوبصورتی خارج از بیان ہے۔ راجہ آبشار منجملہ چار آبشاروں کے ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے نیچے گرتا ہے اور نصف راستہ میں رودکد آبشار سے ملجاتا ہے۔ یہ رودکد آبشار بڑا ہیبتناک لیکن نہایت خوبصورت آبشار ہے سنہ ۱۸۵۶ء میں اس آبشار کا عمق بڑی ہوشیاری سے ناپا گیا تھا۔ ایک جھولا فلاخن کے طور پر کھڈ کے دوسرے کنارہ پر پھینکا گیا تھا اور اس میں خود بیٹھکر باپ کی مدد سی تہ تک پہونچائی گئی تھی اب یہ آبشار راجہ میسور کی ریاست میں ہیں۔ اور اس سے بجلی پیدا کیجاتی اور کولار کے ذریعہ بھیجی

میں چالیس ہزار بھیر تین روز میں حسین گدی درہ پر جا پہونچا۔ اس درہ سے حیدر گڈھ کی چڑھائی جو گھاٹ کی چوٹی پر آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نہایت خوفناک ڈھلوان اور پتھریلی ہے یہیں کرنل میکلوڈ پنیانی سے چل کر اُس کا شریک ہو گیا جس کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنے کی مشاق رجمنٹ تھی۔ ان بہادر سپاہیوں نے سنگینوں کی مدد سے سب مورچے چھین لئے۔ ہندوستانی سپاہی بھی اُن کے دوش بدوش چڑھتے چلے گئے۔ ہر چند غنیم کے ہزاروں آدمی مع توپوں کے حفاظت کو موجود تھے[1]۔

اِس زمانہ میں بڈلور (حیدر نگر) کا گورنر مالابار کی نیر قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا۔ یہ زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا۔ اور حیدر علی کو اُس سے بڑی محبت تھی لیکن ٹیپو کو اُس سے عداوت ہو گئی تھی۔ اور اُس کی بجائے لطف علی بیگ کو اس کا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ لیکن قبل اِس کے کہ لطف علی بیگ حیدر گڑھ پہونچ کر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہو گیا۔ اور اُس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھیوز کے حوالہ کر دیا۔ اور خود ایک بڑا خزانہ لیکر بمبئی کو بھاگ گیا۔

ٹیپو کے لئے یہ امر ضروری تھا کہ اِس مقام کو از سر نو اپنے قبضہ میں لائے اِس لئے اُس نے ایک بڑی فوج فراہم کر کے اُسکے دو حصّے کئے۔ ایک حصّہ کو ساحل پر اس غرض سے بھیجدیا کہ انگریزوں کے خشکی سے تعلقات قطع کر دیئے جائیں اور دوسرے حصّہ سے اُس نے حیدر گڑھ کا محاصرہ کیا۔ اِس وقت انگریزی سپاہ میں صرف ایک ہزار چھ سو آدمی تھے ان میں چار سو یورپین تھے۔ اِس ناکافی جماعت نے خود کو مجبور و محصور دیکھکر اطاعت قبول

[1] بورنگ صاحب انگریزی فوج اور جنرل میتھیوز اور کرنل میکلوڈ کی تعریف کرتے ہیں کہ بہادری سے ایسا کیا یہ نہیں کہتے کہ یہ سب شیخ ایاز کی سازش کا نتیجہ تھا۔

کر لی اور ٹیپو نے سب انگریزوں کو پابزنجیر کر کے سرنگاپٹن کو روانہ کر دیا جہاں جنرل میتھیوز بھوک کے مارے یا خراب کھانے کے زہریلے اثر سے فوت ہو گیا۔ پھر ٹیپو نے بذات خاص منگلور پر حملہ کیا جو اس سے پہلے جنرل میتھیوز نے لے لیا تھا تاکہ وہ کھویا ہوا قلعہ پھر واپس لے لیکن کرنل کیمبل بڑی بہادری سے مقابلہ پر جما رہا۔ ٹیپو کی طرف سے فرانسیسی فوج بہت تیز و تند حملے کر رہی تھی لیکن جب اسکو معلوم ہوا کہ یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں سے صلح ہو گئی تو اُس نے معذرت کے ساتھ حملے کرنا موقوف کر دیا۔ با ایں ہمہ ٹیپو کے عزم میں فرق نہیں آیا اور اُس نے قلعہ کے ہر طرف کے رستے بند کر دیئے تاکہ محصورین کو رسد نہ پہونچے اور وہ فاقوں سے تنگ حال ہو کر اطاعت قبول کر لیں اسی عرصہ میں ایک وبا پھیل گئی اور مریضوں سے ہسپتال بھر گئے۔ تب محصورین نے یہ حال زار دیکھ کر باہم مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ اطاعت قبول کیجائے چنانچہ اطاعت قبول کر لی گئی اور اس بہادر فوج کو تیلی چری چلے جانے کی اجازت مل گئی جو وہاں سے اسی میں ہے یہ عہدنامہ ۱۷۸۴ء میں واقع ہوا۔ اِس کی شرطوں کے موافق ٹیپو اس تمامی ملک پر جو کنارا اور مالابار میں حیدر علی کے قبضہ میں تھا از سر نو قابض ہو گیا۔ اور اُس نے قریب قریب تیس ہزار عیسائیوں کو کھدیڑ کر میسور میں داخل کر دیا۔ اس ظالمانہ فعل کے متعلق خود ٹیپو کا بیان ہے کہ پرتگالیوں نے مغربی ساحل پر مسلمانوں کو مذہبی آزادی سے روکا اور ہندوؤں کو اُنکے ملک سے نکالدیا اور جو لوگ نہ گئے انکو کرسٹان کر ڈالا یہ اُس کا بدلہ ہے۔ چنانچہ ٹیپو لکھتا ہے کہ بادولت کے سامنے ساٹھ ہزار عورت مرد گرفتار لائے گئے اور وہ دارالخلافہ کو روانہ کئے گئے۔ وہاں اُن کو دیندار افسروں نے مسلمان بنایا۔ اِسی قسم کے ظلم کورگ کے باشندوں کے ساتھ ہوئے۔ یہ وہی کوہستانی ضلع ہے جہاں پہلے ان لوگوں نے حیدر علی سے مقابلہ کیا تھا

اور اب ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا جس کو سنتے ہی ٹیپو فوج لیکر اُن کے ضلع میں گھس پڑا۔ اور کورگ والوں کی رسم قبیحہ پر کہ اُن کی عورتیں کئی کئی خاوند کرتی ہیں ان کو سخت ملامت کی۔ اور کہا کہ اگر پھر ایسا مفسدہ ہوا تو تم سب کو مسلمان کر لیا جائیگا اور وطن سے خارج کئے جاؤ گے۔ چنانچہ اس مفسدہ پر اُس نے پچھلی دھمکی کو سچ کر دکھایا یعنی تمام لوگوں کو اُس ضلع سے نکال کر سرنگا پٹم میں لے گیا اور وہاں وہ مسلمان کئے گئے اور انہیں ایسے کام کرنا پڑے جو خود سر بادشاہ نے کرنیکو حکم دیا۱؎۔

حیدر علی کے انتقال سے قبل تھوڑے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر سلیون نے ملابار میں کوئمبٹور کے راستہ سے پال گھاٹ کو ایک فوج بھیجکر یہ قصد کیا تھا کہ یہ فوج کرنل ہمبرسٹن کی فوج کے ساتھ ملکر کارروائی کرے لیکن اس میں آئیر کوٹ نے مدد نہ کی جس سے اس مہم میں اول سے آخر تک ناکامی ہوئی اب مسٹر سلیون نے انگریزی مقاصد کو ترقی دینے کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترمل راؤ سے خط وکتابت شروع کی۔ یہ سفیر مقید راجہ کو مسند نشین کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ بسر کردگی کرنل لینگ ایک فوج روانہ کی گئی۲؎۔ اور اس فوج نے کوئمبٹور اور مدیورا کے مابین بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد کرنل فلرٹن کمانیر مقرر ہوا۔ اور یہ خبر پاکر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا کرنل فلرٹن محصور فوج کی مدد کے واسطے ڈنڈی گل سے پال گھاٹ کو روانہ

۱؎ ان لوگوں نے جلاوطنی کے بعد خود اپنا مسلمان ہونا بہتر سمجھا۔ اور وہ مسلمان ہونیکے بعد فوجوں میں بھرتی کر لئے گئے۔

۲؎ ذرا اس نیک نیتی پر غور کیجئے۔ اُدھر تو حیدر علیخاں سے دوستی اور مصالحت کا اقرار جو ولایت سے مستند ہوکر آیا۔ اِدھر صاحب رزیڈنٹ کی یہ خفیہ کارروائی۔

ہوا اور یہ مُن کر کہ میسور کی فوج میں ناراضی کے آثار موجود تھے اور ٹیپو کو معزول کرنے کی سازش
ہو رہی تھی اُس کی ہمت اور بڑھ گئی لیکن ٹیپو کو عین وقت پر خبر مل گئی اور سازش کے سرغنہ
سوائے دو شخصوں کے جو آہنی پنجروں میں بند تھے توپ سے اُڑ دیئے اور بعض کو سولی دی گئی
فلرٹن باوجود اکثر موانع کے جو بارش سے پیدا ہو گئے تھے اور نیز انا ملی پہاڑ کے گنجان جنگلوں کے
جو درمیان میں حایل تھے پال گھاٹ جا پہونچا اور یہاں کی فوج نے اس کی اطاعت قبول
کر لی۔ پھر وہ کوئمبٹور کو روانہ ہوا اور اسے فتح کر لیا۔ اور قبل اس کے کہ وہ اور کارروائیاں
کرے اُسے خبر ملی کہ ٹیپو نے صلح کی گفتگو کے لئے وکیل بھیجے تھے اور صلح قرار پا گئی۔
اور فلرٹن کے پاس ہدایتیں پہونچیں کہ وہ آیندہ جنگ کی کارروائی ملتوی کرے۔ چونکہ
اُس کی فوج میں تیرہ ہزار سپاہی تھے اس لئے خیال ہوتا ہے کہ اگر یہ[1] اور دوسری
انگریزی افواج سے اس کی فوج بھی جا ملتی تو ٹیپو کو کامل شکست ہو جاتی لیکن انگریزی
فوج کی زبردست کوششیں مدراس کے سول حکام کی بزدلی اور بے ... سے
بیکار ہو جاتی تھیں اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ ... کے بعد
جس میں مدراس کے وکلاء خوب ذلیل ہوئے ٹیپو نے ۱۷۸۴ء میں ... پر دستخط
کر دیئے جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ فریقین اپنے اپنے مفتوحہ مقامات اور قیدی واپس
کر دیں۔ یہ ایسا صلح نامہ تھا جس پر ٹیپو نے بڑا فخر کیا کہ انگریز ایسے ساعاجز ... گردن جھکا کر ... میرے حضور میں ...

[1] یہاں مطلب برعکس ہو رہا ہو جیسے خالی نہیں ٹیپو سلطان برابر فتح پر فتح حاصل کر ... انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا ان سے ود ... لے لیں فتح کامیابی دا ... ہے رہا تھا ... کی کیا ضرورت تھی بلکہ خود مدراس سے اُسکے پاس ایلچی آئے تھے اور ان کی ... قرار پائی اور فلرٹن کی فوج ساحل کی فوج سے کیونکر مل سکتی تھی جبکہ ٹیپو نے تمام راستے مسدود کر رکھے تھے

اس صلحنامہ کا یہ قدرتی نتیجہ نکلا کہ ساحل مالابار کا جنوبی حصہ پھر ٹیپو کے قبضہ میں آگیا اور فلرٹن کی سب محنت رائیگاں گئی رہی قیدیوں کی رہائی تو سینکڑوں قیدی تو جیلخانوں میں پڑے گھل رہے تھے۔ اور ہزاروں کو ٹیپو جبریہ اُن کے وطن سے پکڑ لے گیا تھا۔ اُن میں بہت ہی محدود تعداد کے قیدی رہا ہوئے اور بہت سے قیدی شدید تکلیفات سے مر گئے۔ اور بہتیرے ٹیپو کے جلادوں کی نذر ہوئے۔ علاوہ جنرل میتھیوز کے اور بھی بہت سے انگریز ناقص کھانوں کی زہریلی تاثیر سے ہلاک ہو گئے یا ہلاک کر دیئے گئے۔

ممالک پائیں گھاٹ میں میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار کی جوانمردی اور انگریزوں سے جنگ و صلح

واقعہ سنہ ۹۸ ۱۱ھ

جب ٹیپو سلطان دارالسلطنت کو روانہ ہوا تو میر معین الدین خان سپہ سالار دال پنڈل ندی کے کنارے خیمہ زن تھا۔ اس میں جاسوسوں نے خبر دی کہ جنرل لانگ بہادر مع فوج انگریزی کروڑ اور ڈنڈیکل کی تسخیر کے ارادہ سے آرہے ہیں ترچناپلی سے روانہ ہو چکے یہ خبر پہونچتے ہی پہلے تو بدر الزمان خان حسب الحکم سلطانی تفنگچیوں کے بارہ رسالے مع آتواپے کے روانہ ہو گیا۔ پھر اسکے پیچھے دوسرا لشکر روانہ ہوا جب خان مذکور ڈریالے میں پہونچا معلوم ہوا کہ قلعہ کروڑ کے قلعدار عثمان خان کشمیری نے باوصف موجود ہونے سپاہ اور ذخیرۂ جنگ کے وہ قلعہ جنرل موصوف کے حوالہ کر دیا اور خود روشن خان اور سرپاپاؤ

کے پاس چلا گیا۔ جو نایروں کی تنبیہ پر مامور تھے۔ اِدھر جنرل لانگ نے اُس قلعہ میں اپنا انتظام قایم کر کے قلعہ اڑواکرچی کا محاصرہ شروع کیا۔ خان موصوف نے قمر الدین خان کابلی کے اتفاق سے جنرل لانگ کی فوج پر تاخت کا سامان کیا لیکن کچھ مفید نہ ہوا۔ انگریزی توپوں سے بہت لوگ کام آئے اور جنرل لانگ نے وہ قلعہ فتح کر لیا۔ اور بدر الزمان لاچار ہو کر دھاراپور چلا گیا لیکن روشن خان اور سریت راؤ انگریزی فوج کے آس پاس رہکر لوٹ مار کرتے رہے۔ یہ حال سُن کر چار پانچ روز کے بعد میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار فوج سلطانی نے وہاں پہونچ کر عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی پر اُسکو پھانسی دیدی پھر انگریزی فوجونکی مدافعت پر آمادہ ہوئے۔ اسی درمیان میں موشیر موسی پھدار فرانسیسی کا ایک خط اُن کے نام اِس مضمون سے آیا کہ انگریزی فوج لڑنے کے قصد سے گوڈپور میں آرہی ہے تم جلد اپنی جمعیت سمیت یہاں آجاؤ تاکہ ہم اور تم دونوں مِلکر اُن سے جنگ کریں اس کے بعد اُس طرف کا انتظام کیا جائے۔ میر معین الدین خان نے اِس خط کو پاتے ہی روشن خان اور بدر الزمان خان کو تاکید کی کہ یہاں کی حفاظت کا انتظام رکھیں اور خود کریلم گرھی کے محاصرہ کو جا پہونچے۔ یہاں انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع تھا۔ اس گرھی کو سید صاحب نے گھیر لیا نتیجہ یہ کہ قلعہ والے مقابلہ کرنے سے عاجز آئے اور اسی رات کو اپنا ضروری اسباب لیکر اور باقی اسباب کو آگ لگا کر ترچنا پلی کی راہ لی۔ سید صاحب نے اُسپر قبضہ کر لیا۔ پھر گوڈپور کو گئے۔ اور کچھ رسالے اور توپیں موشیر موسی کی کمک کو قلعہ میں بھیجکر خود مع سوار و پیادہ سلمبر کی راہ روکنے کو روانہ ہوئے لیکن انگریزی لشکر جنرل اسٹوارٹ کی سرکردگی میں پلچری اور ناگور کے راستہ سے آکر قلعہ گوڈپور کے پچھم کورٹ ندی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔ ڈیرھ ہزار فرانسیس

ملازم سلطانی سے مع بارہ ضرب توپ کے مصروف جنگ ہوئے اور جنرل اسٹوارٹ نے پہاڑی پر توپیں چڑھا دیں وہاں سے گولہ باری ہونے لگی صبح کو مدراس سے ایک جہاز آپہونچا اس سے تین گورے قلعے کی طرف سرکے اور انگریزی فوجیں فرانسیسی فوج اور سلطانی سپاہ پر تاخت کرنے کی نیت سے قریب آگئیں۔

سپہ سالار فرانسیس نے جب یہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیڑھ ہزار فرنگستانی جوانوں کو آراستہ کرکے موسیو ٹیلیش اور موسیو کرمیو کرنل کے ہمراہ انگریزوں کی مدافعت پر مامور کیا۔ اور بہادر خان رسالدار اور میر علی بیگ نے بڑی بہادری سے توپوں پر قابو رکھا۔ اس موقع پر انگریزی فوج چار ہزار تھی اس نے گولوں کی بارش سے فرانسیسیوں کو پریشان کیا لیکن فرانسیسیوں نے بھی نہایت جوانمردی سے داد مردانگی دی اور توپوں سے بندوقوں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت پہونچ گئی اور سلطانی فوج نے بھی جان لڑانے میں کمی نہیں کی نتیجہ یہ کہ انگریز پسپا ہوئے۔ اور فرانسیسیوں میں سے پانچ چھ سو آدمی بچ کر قلعہ میں واپس آئے اور یہاں سے انگریزوں کی مدافعت کو ایک بڑی فوج تیار ہو کر میدان میں آئی لیکن انگریزوں نے دوسرے روز پر جنگ کو موقوف رکھا۔ دوسرے روز میدان جنگ پھر گرم ہونیوالا تھا۔ جو ولایت میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان صلح ہو جانیکی خبر آئی اس خبر کے آتے ہی دونوں نے جنگ موقوف کر دی اور دونوں ایک میز پر بیٹھکر کھانے لگے۔ اور انہیں دنوں ٹیپو سلطان اور انگریزوں سے مصالحت کا سامان ہوا۔

تب بدر الزمان خان اور میر معین الدین خان فرانسیسی سردار کی اجازت سے کے کو روانہ ہو گئے اور میسور کی سرحد میں جا اترے۔ یہاں میر معین الدین خان

بہادر سپہ سالار فوج سلطانی کے نام ٹیپو سلطان کا فرمان پہونچا کہ مابدولت اور انگریزوں درمیان صلح ہو گئی ہے تم قلاع پائین گھاٹ انگریزوں کے سپرد کر کے چلے آؤ چنانچہ میر معین الدین خان نے اُس طرف کے سب قلعداروں اور عاملوں کو جمع کر کے اِس فرمان کی تعمیل کی اور زمین دوز قلعہ مع شہرپناہ آرکاٹ جس کی از سر نو ترمیم ہوئی تھی توڑ تاڑ کر مع فوج و حشم حضور سلطانی میں حاضر ہو گئے۔

انہیں دنوں میں میر محمد صادق جنہوں نے ایک مدت تک آرکاٹ کی کوتوالی کا کام نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا ٹیپو سلطان کے مزاج میں دخیل ہو کر منصب دیوانی پر مامور و سرافراز ہوئے۔ اور اسی اثنا میں حاکم پونا اور نظام حیدرآباد کی طرف سے مبارک باد جلوس کے تہنیت نامے مع تحایف و جواہرات بیش قیمت پیش ہو کر ٹیپو سلطان کی طرف سے ان کے جواب میں اُن سے زیادہ قیمتی اور نادر تحفے پیشوائے پونا اور نظام حیدرآباد کو بھیجے گئے +

عزم تسخیر کوہ نرگونڈا۔ راجہ بنکنور کا استیصال سمان گڑھ کی تعمیر

۱۱۹۸ھ

ساحل تنگ بھدراندی کے خفیہ پرچہ نویسوں نے حضور سلطانی میں یہ حالات تحریر کیے کہ آج کل اکثر پاگندار سرکشی ظاہر کر رہے ہیں از انجملہ حاکم بابا وزر گونڈہ نے علانیہ انحراف و تمرد شروع کیا ہے۔ دو سال سے نذرانہ کی رقم روانہ نہیں کی بلکہ بعض علاقہ جات سلطانی میں لوٹ مار کا حوصلہ کیا ہے اور بنکنور اور مدن پلی کا راجہ بھی اُن کے

ساتھ ل گیا ہے تب ٹیپو سلطان نے دریافت حالات کے لئے سید غفار کو مع اُس کی جمعیت کے
اُس طرف کو روانہ کیا۔ سید غفار کو یہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ حاکم نرکونڈا نے پرس رام
ناظم مرج کے ورغلانے سے اِس انحراف و بغاوت کا سامان کیا ہے اور اُس کے دماغ
میں یہ خیال خام پیدا ہوا ہے کہ دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا ملک
اپنے قبضہ میں لائے اور وہ میرے آنے کی خبر سُن کر جنگ پر مستعد معلوم ہوتا ہے
جب حضور سلطانی میں یہ حالات پہونچے تو برہان الدین خان سپہ دار کو تین پلٹنیں
اور پانچ ہزار سوار جرار و آٹھ ضرب توپ دیکر حاکم نرکونڈا کے ملک کی تسخیر اور اُس کی گرفتاری
کا حکم دیکر روانہ کیا گیا۔ اور شیخ عمر کو دو ہزار سوار اور دو پلٹنیں اور چھ ضرب توپ دیکر مدن پلی
اور دیون پلی کی راہ سے راجہ ہنگنور اور مدن پلی کی سرکوبی کو بھیجا۔ شیخ عمر نے کوہستان
کیوار شرقی تندی درگ میں پہونچ کر ایک عمدہ مقام میں قیام کیا۔ یہاں لوگوں کی زبانی
معلوم ہوا کہ اس کوہستان میں ایک بہت بڑا بلند پہاڑ ہے اسکے اوپر ایک تالاب ہے جسکی
تھاہ نہیں ملتی۔ اگر وہاں کوئی قلعہ بنایا جائے تو اسطرف کے انتظامات میں نہایت
بکار آمد ہو۔ شیخ عمر نے اُس پہاڑ پر چڑھ کر اُس مقام رفیع کو اسی لائق سمجھا اور اُس کی حقیقت
بذریعہ عرضداشت حضور سلطانی میں گذارش کی۔ اور سرحد ہنگنور میں پہونچ کر راجہ کے
پاس پیغام صلح و اطاعت بھیجا لیکن اُس کی سرکشی اور نخوت نے اطاعت کی اجازت
نہ دی اور بارہ ہزار پیادہ لیکر مقابلہ کو باہر نکلا۔ تب سپہ دار موصوف نے بعد جدال و قتال
اس کو شکست دیکر اُس کا سر قلم کر دیا۔ اور اس کی بقیہ جماعت نے بھاگ کر ہوئی کنڈہ کے
جنگل میں پناہ لی۔ تب سپہ داران مذکور نے گڑھی رام سندام کو جو راجہ مقتول کا ایک
تنبہ مقام تھا ایک حملہ میں فتح کر کے ہوئی کنڈہ کے جنگل کو جا گھیرا۔ ہوئی کنڈہ کے

پالیکار راجہ کا نام چک رایل تھا۔ اُس نے یہ حالت دیکھکر قلعہ بنگنور اپنے معتمدین کو سپرد کر دیا۔ اور خود پہاڑ کے اوپر مہیب جنگل میں جا بیٹھا اور وہیں چار ہزار پیادوں کی جمعیت فراہم کر لی۔ اس حالت میں سپہدار مذکور نے قلعہ بنگنور کا محاصرہ کرکے اُس کو فتح کر لیا اور اس میں اپنا انتظام قایم کرکے کوہ اول پلی کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ جس کے جنگل میں وہ راجہ پناہ گزین تھا۔ آخر کار بمشکل تمام ڈھائی مہینے میں اُس کو فتح کر پایا۔ اور پالیکار مذکور تھوڑے آدمیوں کے ساتھ علاقہ چیتوڑ میں بھاگ گیا۔ اور قلعہ بنگنور اور اول درگ معہ قصبات و علاقہ جات متعلقہ و سامان موجودہ سپہدار کی ضبطی میں آئے۔ اور ہر ایک کا مناسب انتظام کرکے خیر خواہ قلعداروں کی حفاظت میں چھوڑے گئے اور سپہدار مذکور معہ مال غنیمت و افیال و افراس وغیرہ بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر مورد الطاف خسروانی ہوا۔ بعد ایک ہفتہ کے ٹیپو سلطان اُس کوہ فلک شکوہ کے ملاحظہ کو روانہ ہوا۔ اور پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ جدید بنانے کا حکم دیکر اس قلعہ کا نام رحمان گڑھ رکھا۔ پھر دیون ہلی کو قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی۔

چونکہ یہ مقام سلطان کا مولد تھا اس لئے وہاں کی رعایا پر نوازش خاص مبذول فرمائی۔ اور ہر ایک کو انعام و اکرام سے شاد کام کیا۔ اور دیون ہلی کا نام یوسف آباد رکھا۔ اور وہاں کے قلعہ کی مرمت اور تعمیر عمارت ہائے پختہ و سنگین کا حکم دیکر ڈیڑھ مہینے سیر و تفریح کرکے دار السلطنت کو واپس آیا اور بنگنور اور مدن پلی کی ریاستیں ضمیمہ ممالک محروسہ کی گئیں۔ برہان الدین سپہ سالار کا حال آیندہ آتا ہے ✦

کوہ نرکنڈا کا فتح ہونا

واقع سال مذکور یعنی ۱۱۹۸ھ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے برہان الدین سپہ سالار کو تین پلٹنیں اور پانچ ہزار سوار مع آٹھ ضرب توپ دیکر واسطے تسخیر کوہ نرکونڈہ اور گرفتاری راجہ کے روانہ کیا مطابق اُس کے سپہ سالار مذکور حدود کوہ نرکونڈہ میں پہونچا۔ اور اپنے ایک معتمد کو راجہ کے پاس صلح و آشتی کا پیغام دیکر بھیجا۔ لیکن اُس طرف سے بہت ہی تلخ و تند جواب آیا تب سپہ سالار مذکور نے ایک ندی کے کنارے خیمہ قایم کر کے دو طرف سے پہاڑ پر گولہ باری کرنے کو دمدمے قایم کئے۔ اور توپوں سے گولہ باری شروع کر دی لیکن اُس طرف سے بھی پوری مردانگی کا اظہار کیا گیا۔ بلکہ ایک رات کو موقع پا کر ایک جمعیت پہاڑ سے اتری۔ اور فوج سلطانی پر شبخون مارا۔ اس شبخون میں صلابت خان بخشی مع دو سو سوار کے شہید ہوئے۔ تب سپہ سالار و سپہداران عساکر سلطانی نے حلقۂ محاصرا کو اور تنگ کر دیا۔

لیکن گرمی کا موسم کوہستان کو قیام پانی کی قلت سے تمام فوج غیر معمولی تکلیف میں مبتلا ہو گئی اور باوصف تدبیرات چند کوئی صورت اُس پہاڑ کے فتح کرنے کی نظر نہ آئی۔ ادھر راجہ بھی سخت متردد اور پریشان تھا۔ کہ اب فوج سلطانی سے مخلصی ممکن نہیں اس لیئے ہراساں ہو کر ناظم صوبۂ مرہج اور کار پرداز پونا سے مدد طلب کی تھی۔ ادھر ناظم مرہج نے پانچ ہزار سوار روانہ کئے۔ اور دس ہزار سوار پونا سے آنے والے تھے

پونا کے پرچہ نویسوں نے یہ حال بارگاہ سلطانی میں لکھ بھیجا۔ سلطان نے فوراً قمرالدین خان کے نام حکم جاری کیا کہ تم اپنی جمعیت لیکر برہان الدین کی مدد اور افتتاح کوہ میں کوشش کرو لیکن سید محمد پیرزادہ داماد عبدالحلیم خان حاکم کڑپہ نے بہت سازیوریکر پانچسو سوار اور دو ہزار پیادہ نوکر رکھے تھے۔ اور انگریزوں سے ایک پلٹن اور دو توپیں حاصل کی تھیں تاکہ بلاد کڑپہ اور اُس طرف کے قلعہ جات کو واپس لے سکے۔ اور وہ اُس طرف کے علاقہ سلطانی میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا۔ جب قمرالدین خان اس نواح میں پہونچے تو پھل مارڑا میں دونوں سے مقابلہ ہوگیا۔ اور بعد جنگ و پیکار قمرالدین خان نے اسکو شکست پر شکست دی۔ اور قریب قریب وہ سب کے سب مارے گئے۔ سید محمد مع سردار انگریزی بھاگ کر جان بچائی۔ تب قمرالدین خان نے اُس طرف کے تمام انتظامات درست کرکے بفور ورود فرمان سلطانی فوج مرہٹہ پر تاخت کی جو دریائے کرشنا کو عبور کر رہی تھی۔ اُس میں سے بہتونکو وہیں مار لیا اور اکثر اسیر کر لئے گئے۔ پھر برہان الدین کے لشکر سے جا ملا اور مناسب مقام پر اپنا کیمپ علیحدہ قایم کیا۔ جب کوہ نشین راجہ کو فوج مرہٹہ کی شکست کی خبر پہنچی اُس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور افواج سلطانی سے مقابلہ و محاربہ کی قوت نہ دیکھ کر صلح کا پیغام بھیجا۔ قمرالدین خان اور برہان الدین نے سید حمید سپہدار اور مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کو راجہ کے پاس بھیجا تا اُس کو دام تزویر میں پھانس لائیں۔ چنانچہ یہ دونوں گئے اور اُسکو لے آئے۔ جب وہ آگیا تو اُسکو قید کر لیا گیا۔ پھر اُسکے تمام اہل و عیال کو قید کر کے سب کو مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کی حراست میں سرنگ پٹن کو روانہ کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ راجہ کی لڑکی نہایت خوبصورت تھی وہ مسلمان ہو کر

حرمسرائے سلطانی میں داخل کی گئی اور وہ پہاڑ اور قلعہ اور تعلقہ ایک خیرخواہ معتمد سلطانی کے سپرد کر کے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا۔

آگے چلکر عجب اتفاق ہوا کہ برہان الدین خان کو قمر الدین خان پر شک ہوا۔ اور ٹیپو سلطان کو عرضی لکھ بھیجی کہ قمر الدین خان کا ارادہ کچھ سے کچھ معلوم ہوتا ہے۔ وہ خفیہ نظام حیدرآباد کی سرکار میں جانیکا ڈول ڈال رہا ہے۔ اور چادر گھاٹ حیدرآباد میں ایک عالیشان مکان بنوایا ہے تا وہاں جاکر اُس میں سکونت اختیار کرے۔ سلطان نے اس عرضداشت کو ملاحظہ کر کے بلا تحقیق مزید قمر الدین خان کو مع اُس کے دیوان اور لشکر کے اپنے حضور میں طلب کیا۔ قمر الدین خان کو دیوان کی شہرت بدنامی سے خوف ہوا کہ مبادا اس کے ساتھ کچھ سختی کیجائے اسلئے اُسکو ایک لاکھ روپیہ دیکر حیدرآباد بھیجدیا۔ اور خود مع لشکر حاضر حضور ہوا۔ وقت حصول ملازمت سلطان نے دیوان کو پوچھا۔ تو عرض کیا کہ وہ رخصت لیکر اپنے متعلقات کو لینے حیدرآباد گیا ہے سلطان کے دل میں جو شک برہان الدین کی عرضی سے پڑ گیا تھا وہ مضبوط ہو گیا۔ اور سلطان نے قمر الدین خان کو قید اور اس کی جمعیت کو اپنے لشکر میں شریک کر لیا +

ٹیپو سلطان کا سرکشان کورگ پر لشکر کشی کرنا اور اسی ہزار مرد و زن کا اسیر کر لانا واقع سال مذکور یعنی ۱۱۹۸ھ

ٹیپو سلطان نے اپنے عہد فرمانروائی میں زین العابدین خان مہدوی کو بلاد کورگ کا فوجدار کیا جس نے اس سے پہلے سلطان کی مصاحبت میں رہکر اعتبار خاص پیدا کیا تھا۔

چونکہ خان مذکور کو یہاں کے سیاہ و سپید کا اختیار تھا اور سلطان کے دل میں خاص گنجایش رکھتا تھا اس لئے وہ نشہ حکومت سے مدہوش ہو کر شہوت پرستی پر مایل ہو گیا۔ اور معززین کوڑگ کی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں پکڑوا کر ہم بستر ہونے لگا۔ خان مذکور کی اس حرکت نے تمام اہل کوڑگ کو برافروختہ کر دیا۔ اور انہوں نے اتفاق کر کے ملک کو تاراج کرنا شروع کیا اور زر سرکاری دینا موقوف کر دیا۔ اور خان مذکور کے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ حالت دیکھکر خان مذکور گھبرایا اور ایک سانڈنی سوار کی معرفت بارگاہ سلطانی میں یہ عرضی روانہ کی کہ اس ملک کی رعایا بہت ہی سرکش ہے۔ نواب خلد مکان کے ساتھ بھی بار بار سرکشی و بغاوت کا اظہار کر چکی ہے۔ اُسی طرح اب بھی اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر رعایائے سلطانی کو لوٹنا شروع کیا ہے۔ اور محاصل سلطانی بھی ادا نہیں کرتی۔ مزید برآں قلعۂ سلطانی کو چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر رکھا ہے۔ میرے پاس اتنے گروہ کثیر و باغیان شریر کی سرکوبی و استیصال کا سامان نہیں۔

جیسے ہی یہ عرضی سلطان کو پہونچی اُس کے سنتے ہی سلطان کو اہل کوڑگ کی تمام پچھلی سرکشیاں یاد آگئیں اور اُن کے انحراف و شرارت کی گذشتہ تصویر اُس کے سامنے پھر گئی اور خیال کیا کہ باشندگان کوڑگ فوج سلطانی کو بار بار تکلیف دیتے ہیں اور بعد تنبیہ چند روز مطیع رہکر پھر سرکشی و انحراف کا طریق اختیار کرتے ہیں اس لئے ابکی مرتبہ اُن کو قرار واقعی سزا دینا چاہئے۔ یہ خیال کر کے سلطان نے اپنے لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا اور دارالسلطنت سے ڈیڑھ فرسنگ سلطان بیلیٹھ میں خیمہ زن ہو کر زین العابدین خان شوشتری سپہدار کو دو ہزار تفنگچی کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ تاکہ وہ ظفر آباد (کوڑگ) پہونچکر امنیت قایم کرے اور فوجدار محصور کو اطمینان دلائے

وہ دروازہ گھاٹ پر پہونچا ہی تھا کہ متمرد جماعت نے تیر و تفنگ سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اُس نے کبھی لڑائی کی صورت نہ دیکھی تھی اس لئے بیماری کا بہانہ کرکے ایک جگہ پناہ گزین ہوگیا۔ جب یہ خبر حضور سلطانی میں پہونچی تو سلطان نے اُس پر نفرین کی۔ اور خود بعد دو ہفتہ آراستگی لشکر اور تقسیم ماہوار فوج سے فارغ ہوکر مع بیس ہزار فوج باقاعدہ اور بارہ ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار تیغا گر اور بائیس ضرب توپ کے ۱۵۔ ذی الحجہ ۱۱۹۸ھ ہجری کو عازم کورگ ہوئے۔

اور سرحد کورگ میں پہونچ کر سواروں کو پریا پٹن۔ سداپور، منظر آباد میں چھوڑ کر فوج پیادہ و سامان جنگ کے ساتھ اُس ملک کے اندر داخل ہوئے۔ اُس ملک کی خوبیوں کا حال کیا بیان کیا جائے۔ کمر کمر تک وہاں کے کھیت لہلہا رہے تھے اور جنگل میں انواع و اقسام کے درخت مثل ساگوان و صندل و رال سفید و عود خام وغیرہ کی قدرت کا شاندار نمونہ ظاہر کرتے تھے۔ کالی مرچ (فلفل سیاہ) کے درختوں کا مسلسل جال نہایت دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ اور چھوٹی الائچی کے درختوں کے نیچے الائچیاں جوار مکا کے کھیتوں کی طرح پھیل رہی تھیں۔ دارچینی کے درخت آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ اور باغستانی درختوں میں فالسہ۔ موز۔ بیری۔ عین الناس۔ سفرجل۔ کٹھل۔ بڑھل۔ جامون وغیرہ کے درختوں سے اُس زمین پر باغ کی کیفیت نظر آتی تھی۔ اور پھولوں میں گل مہندی۔ گیندا۔ نسرین۔ سوسن۔ چنپا۔ گلزار ہمیشہ بہار کی کیفیت ظاہر کرتے تھے۔ ہاتھی اور ہتھنیوں کے گلے اور اُنکے بچے کثرت سے جنگل میں پھرتے اور پہاڑیوں کے نیچے سونڈوں سے درختوں کی شاخیں توڑتے نظر آتے تھے اور یہ جنگل اُن کا جولانگاہ تھا۔ اُس ملک کے لوگوں نے اِن ہاتھیوں کی تاخت سے محفوظ رہنے کے لئے ایک

بہت بڑا حصار مع بروج وفصیل کے بنا کر اُس کے آس پاس بہت گہرا خندق کھود لیا تھا اور حصار کے اندر رہنے کے مکان بنائے تھے تا ہاتھیوں کی تاخت سے اُن کو پناہ رہے۔ اُن گھروں میں رہتے اور اُس لالہ زار کا لطف اٹھاتے تھے۔ گلے سے گھٹنوں تک کا ایک لباس پہنتے چمڑے کی ٹوپی سر پر لگاتے۔ ایک رومال کمر میں باندھتے تیر لگانے اور بندوق چلانے میں ہر شخص مشاق پایا جاتا۔ اُن کی عورتیں حسن کی دیویاں نظر آتیں۔ اُن کے حسن وجمال سے اُس سرزمین پر پرستان کی کیفیت معلوم ہوتی اور اُن کے حسن کو اُن کا لباس پوشیدہ نہ کرتا بلکہ وہ دو ہاتھ کا رومال سینہ پر باندھ لیتیں اور ناف سے زانو تک دوسرا باندھتیں۔ باقی سب جسم کھلا رہتا۔ وہاں کے مردوں میں قوت رجولیت کم ہوتی اس لئے چار چار تین بھائی ایک عورت کو بیاہ لیتے تھے یا چار دوست ملکر ایک عورت کو زوجہ قرار دیتے اور ایک ایک روز کی باری سے اُس کے پاس رہتے یا سب کے سب ایک ہی رات کو یکے بعد دیگرے ہم بستر ہوتے۔ اور جو اولاد ہوتی وہ سب کے ورثہ کی حق دار پاتی +

اِس جنگل میں مذکورۂ بالا خوبیوں کے ساتھ بعض خوفناک چیزیں بھی کثرت سے پائی گئیں۔ مثلاً وہاں کے سبز شاداب درختوں کے پتوں پر پانی کی نمی سے جونکیں چمٹی رہتی ہیں۔ وہ آدمی پر کود کر گرتی اور کہیں نہ کہیں اُس کے جسم سے چمٹ جاتی ہیں۔ اور جب پیٹ بھر کر خون پی لیتی ہیں تب علیحدہ ہوتی ہیں۔ اسی طرح بڑے بڑے اژدہے اور زہریلے سانپ اور بچھو اور دوسرے زہریلے جانور کثرت سے اُس جنگل میں رہتے پائے گئے۔ سلطان نے اہل فوج کو ہر طرح کی احتیاط و حفاظت کا حکم دیا اور اِس جنگل کو ٹنگل کی راہ سے عبور کر کے خار بندرن منڈل کے سامنے کچھ فاصلے سے اپنا فوجی کیمپ قایم کر دیا۔ رن منڈل وہ حصار تھا جو اُس ملک کے آدمیوں نے سلطانی فوج کے مقابلہ کو تیار کیا تھا۔ اور مشہیر

پہاڑوں طرف کے سورماں بہادر اور وحشی نژاد نایر نیزہ و شمشیر و تیر و تفنگ سے مسلح ہو کر جمع ہوئے تھے سلطان نے اپنی فوج کے دو سپہداروں کو حکم دیا کہ دروازہ ساں منڈل کے سامنے جا کر تیر و تفنگ سے حملہ کریں اُس حکم کے مطابق وہ گئے لیکن ان لوگوں نے اپنی بہادری سے اُن دونوں لشکروں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا اور اکثر سپاہی کام آئے۔ تب سلطان نے خود حملہ کی تیاری کی اور ایک طرف سے موسیٰ لالی فرانسیس کو مع فوج فرنگ اور اسد اللہی* رسالوں کے اور دوسری طرف سے پیادگان جلودار کو ایک ہی وقت میں ٹوٹ پڑنے کا حکم دیا*

مگر اس گھسان کی جنگ اور متواتر حملوں میں بہادران مخالف نے بھی بڑی جوانمردی ظاہر کی کئی مرتبہ حملوں کو روکا اور فوج سلطانی کو پیچھے ہٹا لے گئے لیکن کہاں سلطان کی باقاعدہ فوج اور کہاں ان کی وحشی جماعت۔ آخر کار چار گھنٹے کی جنگ کے بعد ان کا شیرازہ جمعیت پریشان ہو گیا اور سلطانی فوجوں نے درمیان میں گھس کر ان کی صف بندیوں کو متفرق کر دیا۔ اکثروں کو تلواروں سے مار لیا۔ اور بہتیرے بھاگ کر جنگل میں جا چھپے اور وہ میدان صاف ہو گیا۔ ازاں بعد سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے سواد ملکی نار میں مقام فرمایا یہاں زین العابدین خان شستری بھی اپنی فوج الگ دور کرنے کے لئے موضع خوشحال پور کو غارت کر کے عورت مرد کی ایک جماعت کو اسیر لا کر حضور میں حاضر ہو گیا سلطان نے اُس کو دیکھ کر تبسم فرمایا مگر کچھ کہا نہیں۔ پھر حضرت نے چار رسالے مع سامانِ جنگ قلعہ ظفر آباد کو روانہ فرمائے اور خود بدولت ۵ محرم سنہ ۱۱۹۹ھ تک سواد ظفر آباد میں فروکش رہے

---

* نواب حیدر علیخان جن یتیم بچوں کی پرورش کرتا یا جو لڑکے مسلمان ہو کر فوج میں داخل ہوتے اُن کو رسالہ اسد اللہی میں جگہ دیجاتی اور یہ رسالے اسد اللہی کہے جاتے۔

اور اس درمیان میں دوسرے امرا اور افسران فوج نے دوسرے مواضعات کے فرقۂ مخالف سے دو تین ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

جب نایروں کے کارپرداز سرداروں نے جن میں موتی نار اور رنگا نار زیادہ سرکش اور اُس قوم کو بھڑکانے والے تھے یہ حال مشاہدہ کیا اور سمجھے کہ یہ فرقۂ وحشی کسی طرح سلطانی فوج کا سامنا نہیں کر سکتا تو نہایت سخت و دشوار گزار جنگل اور پہاڑ میں بھاگ گئے اُن کے پیچھے ہزاروں نایر گھر چھوڑ چھوڑ کر جنگل اور پہاڑ میں جا چھپے اور اپنے مواشی بھی ہانک لے گئے۔ تب سلطان نے اُس جنگل اور پہاڑ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور موشیر لالی کو کوہ الایچی کی طرف اور میر حسین علی خان بخشی کو عقرب نار کی جانب اور میر محمود اور امام خان کو کھل کا دیری اور خوشحال پور کی سمت مع افواج پیادہ و سامان جنگ کے روانہ کیا۔ اور خود بدولت نے دو تین مہینے تک وہیں قیام فرمانے کا عزم کر لیا۔ بعد چندے میر حسین علی خان بخشی نے اُس طرف جا کر تمام مواضع کو تاراج کر ڈالا۔ اور آٹھ ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی گرفتار کر لائے۔ اور موشیر لالی نے کوہ الایچی کی طرف جا کر اُس طرف سے تمام اشرار کو بھیڑ بکریوں کی طرح پکڑ لیا۔ اور حضور میں حاضر لایا۔ تب سلطان نے کوہ کھل کا دیری کے سواد میں جا کر خیمہ گاہ قایم فرمائی۔ اور اسی طرح جا بجا سرداروں کو واسطے تنبیہ و گرفتاری فرقۂ اشرار کے روانہ کیا۔ اُن سرداروں نے ہر طرف جا کر اشرار و مفسدین کا نام و نشان کھو ڈالا۔ اور فتنہ انگیزوں کی جماعتوں کو جوق جوق گرفتار کر کے لے آئے یہاں تک کہ سات مہینے اور چند روز میں اسی ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی اسیر ہوئے اور مفسدین و اشرار کے وہ دونوں سرغنہ یعنی موتی نار اور رنگا نار موشیر لالی کے حسن انتظام سے کوہ الایچی پر پکڑے گئے۔ اور سلطان کے سامنے حاضر کئے گئے۔ اور یہ عام جنگ تمام ہوئی۔ ۵

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی — مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

زاں بعد سلطان نے وہاں کا بندوبست اپنے کارآزمودہ اور خیرخواہ معتمدین کو سپرد فرمایا۔ اور کئی جگہ قلعے چوبین (لکڑ کوٹ) بنوا کر اُن میں ضروری سپاہ مع ذخیرہ متعلقہ چھوڑ کر دارالسلطنت کو مراجعت فرمائی۔ موتی نایڑ چند روز بعد مرگیا۔ اور ورنگا نایڑ مسلمان ہوگیا۔ سلطان نے شیخ احمد نام رکھا۔ اور عہدہ رسالداری پر سرفراز کیا۔ ملیبار نوحا کے نواح کیتیا نور سے جو قوم باج دہندہ تھی۔ وقت مراجعت سواد متصل کاویری میں دو سال کا زر پیشکش مع چند ہاتھی گھوڑوں کے نذر گزرانا اور بعض تحائف پیش کئے۔ سلطان نے اُس کی نسبت خاص توجہ کا اظہار فرما کر عطائے خلعت و معاش سے سرفراز کیا۔ جب سلطان دارالسلطنت میں پہونچا تو تمام اسیران کورگ کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کو اس جہالت اور وحشت سے نکال کر اس پاک مذہب کے فوائد بتلائے۔ چنانچہ وہ سب کے سب مسلمان ہوگئے۔ اس جماعت کا نام احمدی رکھا گیا۔ اور اس جماعت کو آٹھ رسالوں پر تقسیم کردیا گیا۔ اور اُن کی ترتیب و آراستگی کے لئے اپنی فوج سے دوسرے سردار و افسر مقرر کئے۔ انہوں نے تھوڑے زمانہ میں اس وحشی جماعت کو ایسا آراستہ کردیا کہ وہ ایک شائستہ اور بہادر جماعت نظر آنے لگی۔ زاں بعد سلطان نے اس فوج کے سرداروں کو زیورات مرصع اور سپاہیوں کو انعام تقسیم کئے۔ اور اُن کا لباس پارچہ ببری[*] کا خاص وضع پر تیار ہوا۔

اور اسی زمانہ میں سلطان نے چند قلاع اور تعلقوں کے دوسرے نام رکھے۔

[*] پارچہ ببری شیر کی کھال کی طرح ایک کپڑا ہوتا تھا جو سلطان نے اپنی تجویز سے ایجاد کیا تھا۔ اور وہ سلطانی کارخانہ میں تیار کیا جاتا تھا۔

اسم قدیم	اسم جدید	اسم قدیم	اسم جدید
قلعہ چیتل درگ	فرخیاب حصار	قلعہ گُتی	فیض حصار
بلاری	ثمر پتن	پنوکنڈہ	فخر آباد
پاوگڈھ	ختمی	صوبہ سرا	رستم آباد
نندی گڈھ	گردوں شکوہ	دیون ہلی	یوسف آباد
بنگلور	دارالسرور	ماگڑی درگ	ساوان گڈھ
قلعہ بل	منظر آباد	کوڑگ	ظفر آباد
کالیکوٹ	اسلام آباد	کویمتور	سلام آباد
ڈنڈگل	خالق آباد	سنگی درگ	مظفر آباد
کشن گیری	فلک الاعظم	میسور	دارالسرور

اسی سال اپنے نوکروں سے چھ سات ہزار آدمی شیخ۔ سید۔ مغل پٹھان منتخب کر کے بلاد کورگ کی آبادی کو روانہ فرمائے۔ ان میں سے بعض بوجہ ناموافقت آب و ہوا اپنے کی اجازت لیکر واپس آگئے۔ باقی نے وہیں بود و باش اختیار کی۔

ٹیپو سلطان کے ملک پر دربار پونہ اور نظام حیدرآباد کی لشکرکشی اور سلطان کا عزم مدافعت مع معرکہ آرائی و تسخیر قلعہ نونی واقع سنہ ۱۱۹۹ھ

جب ٹیپو سلطان کے وکیل مع تحائف اور دس لاکھ روپیہ نقد کے دربار پونا میں پیش ہوئے تو وہ دربار قتل پیشوائے سابق اور شورش باہمی مرہٹوں کی اور شکست سے ان پانی پت سے ابتری کی حالت میں تھا لیکن نانا فرنویس جو بااختیار وزیر مختار کے تھا کام چلائے جاتا تھا۔ اس نے ٹیپو سلطان کے ان تحائف اور پیش کش کو قبول نہ کیا اور وکیلوں کو باظہار ناراضی واپس بھیجا۔ اور نواب نظام علیخان ناظم حیدرآباد کو ٹیپو سلطان کے خلاف سمجھا کر اپنی طرف ملا لیا۔ اور وہ دونوں ملکر سلطان کے زیر کرنے پر آمادہ ہوئے۔

دربار پونا کی طرف سے اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ مع پچاس ضرب توپ کلاں و سامان حرب سرداران خاص کی سرکردگی میں روانہ کئے گئے۔ اور نظام علیخان مع نوابان مشیر الملک و سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ امراء اور چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ کے براہ بیدر قلعہ بادامی سرحد سلطانی پر جا پہونچے اور دونوں کے لشکر قریب قریب خیمہ زن ہوئے۔ دونوں کی فوجوں نے چاروں طرف سے قلعہ بادامی کا محاصرہ کر لیا۔ اور گولہ باری شروع کی لیکن اس قلعہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا۔ اور قلعہ دار سلطانی برابر کا جواب دیتا رہا۔ اور چونکہ اس قلعہ میں ہر قسم کا سامان حرب و ضرب

موجود اور ذخیرۂ زندگی فراہم تھا۔ اور پانی کے تالاب اور کنوئیں ضرورت سے زیادہ ہو رہے تھے
اس لئے قلعہ نشین اہل میدان سے مقابلہ کرتے رہے۔ غنیم کی فوج کو دور دور ہی سے پہنچنے کے سوا
قلعہ کے پاس تک جانے کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ اس محاصرہ کو نو مہینے گزر گئے اور
قلعہ والوں کی گولہ باری و آتشبازی سے کئی ہزار سپاہی کام آئے۔ تب کہیں یہ
قلعہ تسخیر کر پایا۔ پھر اپنے امرا اور سرداران فوج کو دوسرے قلعوں کی تسخیر پر مامور کیا۔
ان امرا اور سرداروں نے قلعہ وجے درگ اور قلعہ جالی ہال کے قلعداروں کو انعام و اکرام
کے دام فریب میں پھانس کر اُن پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اور حیدر بخش نے جو اِن دونو
قلعوں کا قلعدار تھا۔ قلعہ جات مذکور کو تیس ہزار روپیہ انعام لیکر سرداران مخالف
کے سپرد کر دیا۔ اور خود مع اہل و عیال پونہ میں جا رہا۔ اسی طرح کمبند گڈ اور قول کنڈہ
نرگونڈ وغیرہ کے قلعے اور علاقے جو دریائے تنگبھدرا کے اُس طرف تھے قلعداروں
کی نمک حرامی سے نکل گئے۔ اور نیز اُس طرف کے پالیگاروں اور تحت راجاؤں نے
مثل سرہتی والہ۔ ڈاڑی والہ۔ کنک گیری والہ اور راجہ اناگندی کے مرہٹوں سے
سازش کر لی۔ جب جاسوسوں نے یہ حالات حضور سلطانی میں عرض کئے اس پر
ٹیپو سلطان نے اپنے امرا و خوانین و اہل تنخواہ کو آمادۂ مدافعت کیا۔ اور خود ماہ شعبان
سنہ ۱۱۹۹ ہجری کو چھ قشون باقاعدہ اور ترتیب دیکے لشکر اور دس ہزار پیادہ اور تیس ہزار
سوار جرار اور بائیس ضرب توپ قلعہ شکن لیکر نکلا اور سواد بنگلور میں خیمہ زن ہو کر
قریب کے راجاؤں اور پالیگاروں کے نام احکام جاری کئے۔ کہ سب اپنی اپنی جمعیں
لیکر شریک لشکر سلطانی ہوں۔ چنانچہ بلے گڈھ والہ اور ہرپن ہلی والہ وغیرہ مع
اپنی اپنی جمعیت کے حاضر ہو گئے۔ ازاں بعد سلطان نے مع تمام لشکر اور بہیر
ہمراہ

بنگاہ کے سہ شنبہ رات کی صبح کو بالاپور کلاں اور ہندوپور و یاڈگڑھ کے راستے سے چلکر گری ندی کے کنارے پر دو روز مقام کیا۔ پھر یہاں سے یلغار کرکے چوتھے دن کی صبح کو شاہی لشکر کا ہراول صوبہ ادھونی کے پہاڑوں میں جا پہونچا۔ اور سلطان نے محل کلبائین میں آرام فرمایا۔

جب اس ناگہانی یلغار کی خبر نواب مہابت جنگ خلف نواب شجاع الملک بصالت جنگ حاکم ادھونی رداماد نواب نظام علیخان ناظم حیدرآباد ہے نے سُنی وہ ورود عساکر سلطانی سے سخت پریشان و متردد ہوا۔ اور جلد جلد اپنا تمام سامان مع زنانہ پہاڑوں پر بھیجدیا۔ اور اپنے دیوان اسد علیخان کو ٹیپو سلطان کی خدمت میں بھیجا تا عرض کرے کہ میں اس طرح یہ ورود عساکر سلطانی کو خوف و تعجب سے دیکھتا ہوں۔ سلطان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ کو تم سے کوئی عداوت نہیں۔ مگر نواب نظام علیخان بہادر نے میرے خلاف ایک کافر کو مدد دیکر مسلمانوں کی خانہ ویرانی کا سامان کیا ہے۔ اس پر البتہ مجھ کو رنج ہے۔ اور حتی الامکان اُس کی مدافعت کروں گا۔ اگر تم اپنی فوج مجھے دیدو تو تم میرے عزیز ہو۔ مہابت جنگ کے لئے یہ موقع بہت مشکل تھا۔ وہ اپنے خسر نظام حیدرآباد کے خلاف کیونکر فوج دے سکتا تھا۔ اس پر ٹیپو سلطان نے اُس سے برافروختہ ہوکر شہر کی لوٹ اور اُس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ لوٹ شروع ہوئی۔ یہ حال دیکھ کر مہابت جنگ کے سپاہیوں نے مقابلہ کیا۔ دونوں طرف سے لڑائی ہونے لگی۔ آخر کو سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر حصار گردوں آثار ادھونی کی تسخیر کا حکم ہوا۔ افسران توپخانہ

نے دو طرف دمدمے باندھ کر گولہ باری شروع کی۔ اس سے پہلے روز سلطان کا ارادہ اس
قلعہ کی مزاحمت سے نہ تھا ورنہ مہابت جنگ کو اتنی مہلت ہی نہ ملتی۔ اور سلطان کے
سپاہی قلعہ میں داخل ہو کر قبضہ کر چکے ہوتے لیکن سلطان نے نظام حیدر آباد کی
صاحبزادی اور مہابت جنگ کے ناموس کا پاس کیا۔ اب کے سلطان کو مہابت جنگ
کی کارروائی سے اطلاع ہوئی تو اس نے تسخیر قلعہ کا حکم دیدیا۔ اس قلعہ میں سات ہزار
سوار و پیادہ کی جمعیت تھی۔ اور قلعہ داری کی کمان خود مہابت جنگ کے ہاتھ میں تھی
اور لعل خان اور اسفان سر خیل قائم خانی چار سو بہادران جانباز کے ساتھ دروازہ
پر متعین تھے۔ اور یہ قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر اتنا بلند اور اس طرح پیچ کا بنا ہوا تھا کہ
بڑے سے بڑی توپ کے گولے کچھ کام نہ دیتے تھے تاہم افواج سلطانی کے محاصرہ
اور گولہ باری سے قلعہ والوں کے لئے ایک نہایت سخت انتشار کی حالت تھی جب
نظام حیدر آباد نے یہ حال سنا تو سخت تردد لاحق ہوا۔ اور سپہ سالار پونا کو اس
حال سے آگاہ کیا۔ دونوں مع امراء کے آپس میں مشورہ کرنے لگے بعض نے کہا کہ جب
ایک قلعہ سرحد بادامی کا نو ماہ کی سعی و کوشش میں کسی طرح کی تدبیرات خارجی سے فتح
ہو پایا تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ دونوں سردار اپنے اپنے امراء کو یہاں
چھوڑ کر خود واپس تشریف لے جائیں۔ یہ صلاح دونوں کو پسند آئی اور نظام حیدر آباد
نے مشیر الملک سیف جنگ وغیرہ کو مع فوج کثیر صوبہ دار ادھونی کی کمک پر مامور
کیا۔ اور کار پرداز پونا نے بسونت راؤ ہلکر اور پرسرام بھاؤ ناظم صوبہ میرچ اور ہری پنتھ
پھڑکیا و رایتہ مرہٹہ کو دوسرے امراء کے ساتھ تمام سوار و پیادہ و توپخانہ دیگر امراء
حیدر آباد کی شرکت و اعانت کا حکم دیا۔ اور خود پونا کو واپس گیا۔ اسی طرح نظام علی خان

بہادر بیماری کا عذر کر کے حیدر آباد کو روانہ ہو گئے۔

جب ٹیپو سلطان نے یہ واقعات سنے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کر کے کہا کہ ایک مہینہ بیس روز میں اس قلعہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچا۔ یہ بات کمال شرم اور بدنامی کی ہے یہ سن کر تمام افسران سپاہ نے باہم مشورہ کیا۔ اور نواب سید صاحب اور قطب الدین خان دولت زئی میر لشکر نے معتبرہ نواب بصالت جنگ کے بیٹے اور رحو شیرلالی اور امام خان سپہدار نے دروازہ محل سے اور حسین خان یوزی اور محمد حلیم نے ہزار زینہ بالا سنگ کوہ سے ایک دم حملہ کر کے فوج کو مع بہادران منتخب کمال شجاعت سے حصار قلعہ کے نیچے تک پہونچایا۔ اور نردبان جو ہمراہ لے گئے تھے دیوار حصار پر لگا دیئے۔ تاکہ حصار پر چڑھ کر اندر کود جائیں۔ اس کارروائی میں اوپر کی گولیوں سے کتنے بہادر وہیں کام آئے باقی ناکام رہے۔ کیونکہ بدقسمتی سے زینے چھوٹے نکلے۔ اور اوپر کی بارش تیر و تفنگ سے قریب دو ہزار آدمی کے جان بحق تسلیم ہوئے۔ سلطان نردبانوں کے چھوٹا پڑنے سے سخت برآشفتہ ہوا۔ اور اپنے بہادر سپاہیوں کے مفت ضائع ہونے پر افسوس کر کے اس کام کو دوسرے روز پر ملتوی کیا۔ دوسرے روز دوسرے بہادر افسران مذکور کے ساتھ مصروف جانبازی ہوئے۔ اور بڑے بڑے نردبان ساختہ بنا کر دیوار قلعہ سے لگا دیئے۔ اس عرصہ میں مشیر الملک اور سیف جنگ مع لشکر مرہٹہ قلعۂ مذکور کی کمک کو پہنچ گئے۔ سلطان نے دو طرف جنگ کرنا مناسب نہ جانا اور اپنے بہادر جانبازوں کو اس کام سے ہٹا کر وہاں سے کوچ کر دیا۔ اور کوہستان سیاہ ڈونگر کو پشت پر رکھکر خیمہ گاہ قایم کی۔ اتفاقاً دوسرے روز سلطانی طلایہ کے سواروں کو فوج

مرہٹہ و نظام کے سواروں سے مقابلہ ہوگیا۔ اور اس ہنگامہ میں سلطان کے کئی سو آدمی اور کتنے افسر مارے گئے اور دو تین سو سوار مع گھوڑوں کے گرفتار ہوگئے۔ سلطان نے یہ واقعات سُن کر مع تمام فوج کے تاخت کی۔ اور توپخانہ سلطانی سے فوج مرہٹہ اور لشکر نظام پر گولہ باری شروع ہوئی جس سے دونوں لشکر جو اس باختہ ہوکر شہر و قلعہ کی طرف بھاگے۔ سلطان نے شام تک اپنی فوج و توپخانہ کو وہیں جمار کھا کہ شاید وہ لوٹ کر مقابلہ کا عزم کریں تو جنگ کیجائے لیکن اُس طرف سے کوئی آثار جنگ ظاہر نہ ہوئے۔ تب سلطان اپنی فوج و توپخانہ کو واپس لاکر کیمپ میں داخل ہوا۔

دوسرے دن شیر الملک وغیرہ امرائے نظام نے نہایت جنگ عالم ادھونی کو مع زنانہ باخفا سے تمام قلعہ سے نکلوا کر قلعہ رائچور کو بھیجدیا۔ جب جاسوسوں نے یہ خبر سلطان کو پہونچائی تو میر صادق کو مع جمعیت بہادران کارآزمودہ و چار ضرب توپ دروازہ قلعہ پر بھیجا۔ وہاں اُس نے قلعہ خالی پایا۔ اور بعد اطلاع و حکم سلطانی قلعہ مذکور میں داخل ہوکر سب اسباب ضبط و قلمبند کیا۔ اور برج و فصیل پر فوجی دستے مقرر کئے گئے۔ اور خود سلطان نے بھاگنے والوں کا تنگبھدرا آٹھ فرسنگ تک تعاقب کیا۔ مگر جانیوالوں کا سُراغ نہ ملا۔ تب واپس آکر قلعہ ادھونی میں سلطانی نشان کھڑا کیا گیا۔ اور سلطان نے محلات قلعہ میں آرام فرمایا۔ اور قلعہ مذکور مع صوبہ ادھونی ضبط ہوکر ممالک محروسہ سلطانی میں داخل کیا گیا اور تمام اسباب توشکخانہ و سلاح خانہ و فراشخانہ کا جو قلعہ میں پایا گیا۔ توشکخانہ سلطانی میں داخل ہوا کہتے ہیں کہ بعض نہایت مضبوط اور پر تکلف صندوق جن میں جواہرات کے ہونے کا

خیال تھا جب سلطان کے سامنے کھولے گئے تو اُن میں ٹوٹے جوتے اور گھوڑوں کا بوسیدہ چرمی سامان برآمد ہوا۔ اس سے سلطان کا چہرہ متغیر اور شرم آگین دیکھکر مقربان درگاہ نے بات بنائی اور کہا کہ کیا بسالت جنگ اور مہابت جنگ کفش دوزی اور چرم دوزی کرتے تھے کسی نے کہا کہ کیا یہ تحفہ حیدرآباد کے لئے رکھا تھا نظام کی حضور میں پیش کیا جائے الغرض اس قسم کی باتوں سے اُس خیال کو مذاق میں ڈال کر ٹیپو سلطان کو مضحکہ خیز باتوں سے خوش کر دیا اور ہمیں عظیم الشان کامیابی اور ایسے ناممکن التسخیر قلعہ کی تسخیر پر ایک ایک امیر نے مبارکباد عرض کی۔

مرہٹوں کی گوشمالی۔ دریائے تنگ بھدرا سے عبور کنجن گڈھ اور گیلی کی تسخیر مع محاربات عظیم

روئیداد سنہ ۱۱۹۹ھ

جب قلعہ ادھونی فتح ہوگیا اور شہر و تعلقہ پر قبضہ کر لیا گیا تو بعد انتظام ضروری ٹیپو سلطان نے مرہٹوں کی گوشمالی کے لئے کنجن گڑھ کی راہ سے کوچ کیا۔ یہاں کا پالیگار مر چکا تھا اسکی عورت حکومت کرتی تھی وہ حلقۂ اطاعتِ سلطانی سے منحرف ہو کر معرفت ہری پنتھ پھرکیہ کے سردار لشکر غنیم سے مل گئی تھی اور اپنے دوازدہ سالہ لڑکے کو گڑھی سرکیہ میں جو اس کا دارالمقر تھا۔ چھوڑ کر مع اثاث البیت پونا کو بھاگ گئی۔ اسی طرح گوبند راؤ برادرزادہ مرار راؤ جسکا قصور نواب حیدر علیخان نے دربار پونہ کی سفارش سے

معاف کرکے تعلقہ سوندر بحال رکھا تھا اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر مرہٹوں سے جاملا تب سلطان نے اُس دوازدہ سالہ لڑکے کو اسلام سے مشرف کر کے علیمردان خان نام رکھا اور کنجن گڑھ ضبطی میں آیا اور تعلقہ سوندر مع توابع بغیر جنگ و فساد ضبط کر کے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا۔ پھر قلعہ کپلی کو سلطان نے جنگ سے فتح کیا۔ یہاں عساکر سلطانی کے اوباش سپاہیوں نے اکثر ہندو اور مسلمان عورتوں کی عصمت برباد کی۔ اکثر حوالہ ہوں کی عورتیں بخوف تاراجی عصمت دریائے تنگ بھدرا میں گر کر جان سے گزر گئیں۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اُس نے سپاہیان فوج کو نفرین کی اور سزا دی اور آئندہ کے لئے ایسے قبیح کام سے تمام فوج کو منع کیا۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے سواد رہس ملحقہ متعلقہ پالیکا ہرپن ہلی میں مقام کیا۔ بعد ادائے دوگانہ عید الفطر یہاں سے روانہ ہو کر دریائے تنگ بھدرا کے کنارے گھاٹ کرنیات کے برابر خیمہ زن ہوئے دریا کے دوسری طرف غنیم کا لشکر آپڑا۔ ادھر اُس طرف کے ملک پر غنیم نے قبضہ پا لیا۔ اور قلعہ کوپل اور بہادر بنڈہ کو علاقہ سلطانی ہے محاصرہ کا انتظام کیا۔ ان میں دو مہینے کی جانفشانی سے بہادر بنڈہ لے لیا۔ لیکن قلعہ کوپل کو قلعہ دار کی بہادری سے نہ لے سکے۔

سلطان دریا سے عبور کرنیکو سخت بیقرار تھا۔ لیکن دریائے تنگ بھدرا کی طغیانی کم نہ ہوتی تھی۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی سلطان نے اکیس توپیں دریا کے کنارے رکھوا کر دریا کو شلک مارنے کا حکم دیا۔ خدا کی قدرت سے دریا کا پانی گھٹنا شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے دریا گھٹ گیا۔ اسکو ارباب فوج اور دوسرے دیکھنے والوں نے سلطان کا معجزہ خیال کیا۔ اور اس کی فتح و نصرت کے نعرے مارے

اس کارروائی کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ مرہٹہ سرداروں نے خیال کیا کہ یہ توپوں کی شلکیں بے سبب نہیں ہیں تو سلطان کو فرانسیسیوں کی طرف سے کمک پہنچ گئی اور یا سلطان کے لشکر نے حیدرآباد پر فتح عظیم حاصل کی ان خیالات سے وہ بارہ ہزار سوار دریا کے کنارہ دریائے تنگ بھدرا سے اتر کر ادھر ادھر چلے گئے باقی فوج کو وہیں چھوڑا ادھر سلطان نے پچھلے وقت دو ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار سے مع توپخانہ عبور کر کے فوج مرہٹہ کو جو خواب غفلت میں سو رہی تھی جا دبایا - اور کئی ہزار آدمیوں کو قتل کر کے سات سو گھوڑے اور نقارہ و نشان کے ہاتھی اور اونٹ مع سامان و خزانہ لوٹ لئے باقی لوگوں نے بھاگ کر جان بچائی اور اپنے سردار فوج کو جو آگے بڑھ کر خیمہ زن تھا سلطان کے اس پار اتر آنے اور اپنی فوج کے قتل و غارت سے مطلع کیا - اور دوسرے دن سلطان کی سب فوج اس دریا کو عبور کر کے دوسری طرف کے کنارہ پر خیمہ زن ہو گئی یہاں سے غنیم کا لشکر چار فرسنگ پر خیمہ زن تھا سلطان اس کے مقابلہ کو مع فوج و توپخانہ دو فرسنگ آگے بڑھا - اور ایک زمین کے نشیب میں دو ہزار تفنگچیوں کو پوشیدہ بٹھا دیا - اور توپیں سامنے لگا دیں اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہوا ادھر سے فوج غنیم مقابلہ کو نکلی اور بڑے زور و غرور سے بلا جھجک آگے بڑھی تب سلطان نے غازی خان اور ولی محمد خان کابلی اور ابراہیم خان اور دوسرے کتنے سپہ سالاروں کو آگے بڑھ کر معرکہ آرا ہو کر فوج غنیم کو اس کمینگاہ کے منہ پر لگا لانے کا حکم دیا -

چنانچہ ان سپہ سالاروں نے آگے بڑھ کر فوج غنیم سے مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے بھاگ نکلے - ان کے بھاگنے سے فوج غنیم اور زیادہ نشہ نخوت میں سرشار ہو گئی -

اور اُن کے تعاقب میں دوڑتی ہوئی وہ تو آگے بڑھ آئے لیکن جب غنیم کی فوج انکو لیگا۔ کے سامنے آئی تو توپوں کے گراب اور بندوقوں کی باڑھ سے اُن کی اُن میں ہزاروں آدمی زمین پر گر گئے۔ اور پیچھے سے سلطانی سوار آپڑے انہوں نے قتل کرنا شروع کیا۔ اور باندار وں نے بانوں کی آگ برسانا شروع کی۔ اس حالت کو دیکھکر مرہٹہ سرداروں کے جی چھوٹ گئے۔ اور انہوں نے مع باقیماندہ لشکر کے راہ فرار اختیار کی سلطانی بہادروں نے ان کے ہیڈ کوارٹر تک ان کا تعاقب کیا۔ اور میدان میں اکثروں کو قتل کر ڈالا۔ اور بہتوں کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد سلطان نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اور بڑے استحکام سے کیمپ کا انتظام کیا گیا۔ اور غنیم نے اپنی فوج کے ہوش درست کر کے کٹک ندی کے کنارے خیمہ گاہ قایم کی۔

رات کو سلطان نے شیخ امام۔ شیخ عمرو۔ امام خان سپہداروں کو مع سامان جنگ یعنی توپ و تفنگ وغیرہ کے بانداروں کے ساتھ اور حسین علی خان اور بہا مرزا خان کی سرداری میں غازیخان کو دو ہزار سوار دیکر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن شیخ عمرو نے جو سب سے آگے تھا غلطی سے کئی بان قبل از وقت سر کئے۔ جس سے غنیم ہوشیار ہو گیا۔ اور وہ کام بن نہ پایا۔ تب سلطان نے دوسرے روز آگے بڑھ کر باباپور کی ندی کے کنارے کیمپ قایم کیا۔ غنیم بھی تین فرسنگ کے فاصلے سے خیمہ زن ہوا۔ دوسرے روز رات کے وقت امام خان۔ فاضل خان۔ میر محمود سپہدار ضروری سامان جنگ کے ساتھ شبخون مارنے کو بھیجے گئے۔ اور قادر خان۔ اور غازیخان کی سرداری میں دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندار لشکر غنیم پر تاخت کرنے کے لئے مامور ہوئے۔ چنانچہ یہ سب سردار و سپہدار نہایت اخفار و ہوشیاری

سے یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے۔ آگے بڑھ کر جب طلایہ داروں نے انہیں روکا تو انہوں نے مرہٹی زبان میں کہا کہ ہم لشکر مغول (یعنی حیدر آباد) کے سپاہی ہیں اور رایچور سے تمہاری کمک کو آئے ہیں۔ یہ کہکر بے دھڑک آگے بڑھتے چلے گئے اور فوج میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا۔ اور تمام فوج غنیم مع سرداروں کے سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلنے پر مجبور ہوئی۔ اور سوار و سردار ننگی پیٹھ کے گھوڑوں پر چڑھ کر بھاگ نکلے اور جہاں ان کا توپخانہ تھا وہاں جا کر دم لئے۔ ادھر سپہداران منصورہ نے غنیم کے کیمپ کے تمام آلاتِ جنگ اور سامان کثیر پر قبضہ کر لیا۔ اور ڈیڑھ ہزار گھوڑے اور اکثر عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے سلطان کے حضور میں حاضر لائے۔ سلطان نے ان بہادروں کو پدک ہائے الماس و مالائے مروارید اور سونے کے مرصع کڑے مع خلاع فاخرہ عنایت کئے۔ اور سواروں اور سپاہیوں کو معقول انعام دیئے۔ اور ان عورتوں اور لڑکوں کو ایک علیحدہ خیمہ میں نہایت عزت اور پردہ داری کے ساتھ فروکش کیا۔ پھر ہر ایک عورت علیٰ قدر مراتب خلعت و ملبوس دیکر پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر اپنے رسالہ یا ڈی گارڈ کی حفاظت میں مع لڑکوں کے غنیم کے پاس بھیجدیا۔ اور ان میں سے معزز اور معتبر عورتوں کی معرفت چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر مع زر نقد پوشیدہ ہری پنڈت و راستیا و مادھو ایتی سرداران مرہٹہ کے پاس خفیہ بھیجکر ان کو اپنا بندۂ احسان بنا لیا۔ اور غنیم وہاں سے لشکر اٹھا کر سرہتی میں جا رہا۔

غنیم کی فوجوں سے مقابلہ اور محاربہ کے بعد سلطان کی فتح شانور کی تسخیر

واقع سنہ ۱۱۹۹ ہجری

ٹیپو سلطان گذشتہ رات کے شبخون کے بعد دوسری رات کو کوچ کر کے اس مقام پر جہاں بالاتام ندی دریلسٹے تنگ بھدرا سے ملتی ہے خیمہ زن ہوا۔ یہاں ہتوڈلی کی طرف سے ایک سردار مع اپنی جمعیت کے لشکر سلطانی سے آملا۔ اور بدیع الزمان خان نگر سے بہت سی رسد لیکر باریاب حضوری ہوا۔ غنیم کی فوجوں نے بھی دو فرسنگ کے فاصلہ پر اپنا کیمپ جمایا۔

اب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ صبح شام اپنی افواج سوار و پیادہ سے قواعد کی مشق کرانے لگا۔ اور قواعد کرنے میں بندوقیں چھوڑنے کا حکم دیا۔ غنیم نے اس کو مدد مرہٹہ کا ایک مشغلہ خیال کیا۔ پانچ چھ روز کا وقفہ دیکر ایک رات کو سلطان نے میر معین الدین خان کو دو پلٹن اور فرانسیسون کا رسالہ مع پانچ ضرب توپ دیکر غنیم کی میمنہ کیجانب روانہ کیا اور برہان الدین خان کو تین پلٹن اور چھ ضرب توپ اور ایک ہزار سوار میسرہ کیطرف رخصت فرمایا اور دس پلٹن اور خاص رسالون کو لیکر دشمن کی قلب فوج کے توڑنے کو تیار ہوا۔ چونکہ رات نہایت تاریک تھی اسلئے راستہ کے نشیب و فراز میں بڑی زحمت پیش آئی۔ اور برہان الدین نے علامت صبح کے پہلے ہری پنڈت اور پرسرام کی فوج کے سر پر جا کر ایسا ہنگامہ قیامت برپا کر دیا۔ دوسری طرف سے میر معین الدین خان نے فرانسیسی ہلکی توپوں سے آگ برسا کر ہلچل ڈالدی اور سامنے سے ٹیپو سلطان حکم قضا کی طرح اجل گرفتہ کے سر پر آپہونچا۔ اور غنیم کے

بھاگ کر رہٹ کے لشکر میں جا رہا۔ اور ا
جب سلطان وہاں پہونچا تو باہر شہر کے
انحراف سن کر سید حمید اور سید غفار سپہ
مہدی خان بخشی کو دار الامارت کے تمام سامان
تمام شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور تمام اسباب ضبط
داخل کیا گیا۔ اور توپیں توپ خانہ کے شریک کر دی گئیں۔
باریاب سلطانی ہوا تو سلطان نے اُس سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ میں
شجاعتی جو اس نے مجھ کو چھوڑ کر اور سلسلۂ یگانگت کو توڑ کر ایک کافر کا ساتھ دیا۔
اور میرا پاس نہ کیا۔ بلا تحیر نیچا سر کئے خطرناک طور سے ان باتوں کو سنتا رہا۔ اور
اپنے باپ کی ناعاقبت اندیشی سے اظہار انفعال کیا۔ اس کے بعد سلطان نے اُس کو
اپنے خیمہ کے پاس ایک خیمۂ خاص میں جگہ دی۔ اور بطور نظر بند کے اپنے ساتھ رکھا

سپاہ غنیم کا عاجز آنا۔ صلح کا قرار پانا۔ بعض رجواڑوں کے تعلقوں کا بندوبست مع بعض کیفیتوں کے

واقع سنہ ۱۲۰۱ھ

ٹیپو سلطان نے بندوبست شاہنور سے فرصت پا کر آگے کوچ کیا۔ اور سومر گونڈ
میں نزول با جلال فرما کر موسم برسات وہیں قیام کیا۔ پھر اپنے لشکر کے بعد حصے کئے

ـشہ

		ـداد پیادہ	تعداد توپ
		چودہ ہزار	پندرہ ضرب
	ـس ہزار	پندرہ ہزار	چودہ ضرب
سپہ سالار	چوبیس ہزار	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
حسین علی خان بہادر میر بخشی	پچیس ہزار	پندرہ ہزار	پندرہ ضرب

اور ان کو حکم دیا کہ تم دو کوس دور جاکر خیمہ زن ہو جاؤ، چنانچہ وہ ایک نہایت لمبے چوڑے میدان میں جنگل کو پشت پر رکھکر خیمہ زن ہو کر سامان جنگ کی تکمیل کا انتظام درست کرنے لگے۔ تاکہ حکم ملتے ہی تعمیل کو تیار ہو جائیں۔

اور ادھر سلطان دس ہزار فوج باقاعدہ پیدل اور تین پلٹنیں جوانان جماعت اسد اللہی و احمدی اور آٹھ دستہ سواران لینڈگرا اور تین رسالہ کمپنی اور چار ہزار پنڈارہ اور دس ہزار پیادہ ہائے کرناٹکی کے ساتھ اپنے مقام پر جما رہا۔

اس تقسیم سے عام میں یہ افواہ اڑ گئی کہ سلطان والاشان سے ایک فوج تسخیر حیدر آباد کے لئے دوسری تسخیر پونا کے لئے اور تیسری اور چوتھی ایلچپور اور کولھو وغیرہ کی طرف روانہ ہونے والی ہے اور خود

نشان دیئے۔

		سوار پیادہ	تعداد توپ
		چودہ ہزار	پندرہ ضرب
	...س ہزار	پندرہ ہزار	چودہ ضرب
سپہ سالار	چوبیس ہزار	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
حسین علی خان بہادر میر بخشی	پچیس ہزار	پندرہ ہزار	پندرہ ضرب

اور اُن کو حکم دیا کہ تم دو کوس دور جاکر خیمہ زن ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ ایک نہایت وسیع میدان میں جنگل کو پشت پر رکھکر خیمہ زن ہوکر سامان جنگ کا تکمیل کا شمار درست کرنے لگے۔ تاکہ حکم ملتے ہی تعمیل کو تیار ہو جائیں۔

اور ادھر سلطان دس ہزار فوج باقاعدہ پیدل اور تین پلٹنیں جوانان جماعت اسد اللہی و احمدی اور آٹھ دستہ سواران یغاگرا اور تین رسالہ کنی اور چار ہزار پنڈارہ اور دس ہزار پیادہ ہائے کرناٹکی کے ساتھ اپنے مقام پر جما رہا۔

اس تقسیم سے عام میں افواہ اڑ گئی کہ سلطان والا شان نے ایک فوج تسخیر حیدر آباد کے لیئے دوسری تسخیر پونا کے لئے اور تیسری اور چوتھی رائچور اور کوڑلہ وغیرہ کی طرف دوسرے راجاؤں کے علاقے ضبط اور فتح کرنے کے لئے نامزد کی ہے اور خود

دشمن کے مقابلہ کے لئے یہاں بیٹھ گیا ہے تاکہ بعد مدافعت غنیم کے وہ حیدر آباد یا پونہ کے لشکر سے جا ملے۔ اور ان ملکوں کو حسب دلخواہ فتح کر ڈالے۔ اس افواہ کے پھیلنے سے غنیم کے لشکر میں ایک عجیب خوف و انتشار پھیل گیا۔

اس میں میر معین الدین خان نے سید حمید اور سید غفار کی صلاح سے رات کو کوچ کر کے سدرنگی درگ پر جہاں غنیم کا بھنسوا تھانہ تھا حملہ کر دیا اور دم بھر میں حریف کی فوج کو زیر کر کے شہر کو لوٹ لیا اور زر و زیور اور ساز و سامان لیکر واپس آ گئے۔ اور برہان الدین خان نے بنکاپور اور مصری کوٹ کو جو غنیم کے زیر عمل تھے تاخت تاراج کر ڈالا۔ اور جو سامان پایا لوٹ لے گئے۔ اُدھر فوج غنیم نے حوصلہ افزائی کر کے رسد سلطانی کے دس ہزار بورے چھین لئے۔ اس پر سلطان نے افواج غنیم کے اعلیٰ سرداروں سے کہلا بھیجا کہ ہماری تمہاری طرف سے اس طرح کی لڑائی بھڑائی اور لوٹ مار ہونا ٹھیک نہیں بہتر ہے کہ ایک روز ہم تم کھلے میدان میں نمٹ لیں۔ اس پر وہ بھی راضی ہو گیا اور اسی ہزار فوج میدان میں نکل پڑی۔ یہ ٹھہرا کہ طرفین سے ایک ایک ٹکڑی برابر تعداد کی لڑتی جائے تاکہ دونوں طرف کے جنگ آزما بہادروں کے معرکۂ کارزار کا لطف آئے۔ مطابق اس کے ٹکڑیاں دوپہر تک لڑتی رہیں طرفین کے بہادروں نے خوب خوب کرتب دکھلائے۔ اکثر سورماں زخم شمشیر سے خون میں نہائے۔ ازاں بعد فوج مخالف نے اپنی تمام فوج سے یکبارگی حملہ کر دینے کی ٹھہرائی۔ یہاں سلطان نے بھی ان کی دعوت کا سامان تیار کر رکھا تھا کہ اگر وہ قول و قرار کا پاس نہ کر کے یکدم حملہ کریں تو ان کو اس دھوکا دہی کا مزا چکھایا جائے۔ چنانچہ افسران فوج مرہٹہ اسی قصد سے یکدم حملہ کرنے کو آگے بڑھے اور بڑے زور شور سے جنگی باجوں کی گرج میں

فوج آگے بڑھی جیسے ہی سلطانی توپخانہ کے سامنے پہونچی توپوں کے گرابے اور پیتا
فرش بچھنے لگا پیچھے سے سواروں نے بندوقوں کی باڑھیں ماریں اور فوج میں گھس کر
قتل شروع کیا۔ اس سے فوج غنیم میں ایسی بھاگڑ پڑی کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھتا تھا
جس کو جس طرف بھاگنے کا راستہ ملا اس طرف کو بھاگ نکلا۔ سلطانی فوج نے
دو فرسنگ تک اُن کا تعاقب کیا۔ اِس میدان میں تین ہزار گھوڑے اور دس توپیں
مع دوسرے اسباب و آلات جنگ کے سلطان کے ہاتھ آئیں اور غنیم درتین شبانہ روز
بھاگتا گیا۔ اس حالت کو دیکھ کر اپنا زمانہ کے رنگ بدلنے لگے۔ کنک گری کا راجہ
ہری نائک جو غنیم سے سازش رکھتا تھا بااظہار خیرخواہی مع نذر و پیشکش حاضر ہوا۔
سلطان نے نذر قبول کی اور خلعت مرحمت فرمایا۔

پھر سلطان یہاں سے مع لشکر ظفر پیکر کوچ کرکے شانور کے متصل جا اُترا اور
ایک مہینے تک وہاں قیام کیا۔ اور اکثر مرہٹہ سرداروں کو عطائے نقد و جواہر سے
اپنی طرف ملالیا۔ جس سے وہ لڑائی میں طرح دہی کرنے لگے۔ ایک شب کو سلطان نے
اُن چاروں سپہ سالاروں کو شب خون کا حکم دیا۔ جب وہ غنیم کے طلایہ پر پہونچے
تو ہری پنڈت پھڑکیا کے سواروں نے جان بوجھ کر اُن کو نہ روکا اور راہ دیدی۔ وہ غنیم
کے لشکر میں گھس پڑے اور قتل شروع کردیا۔ دور دور تک پہونچانے کے لئے بان چھوڑے
گئے۔ اور بندوقوں کی باڑھیں پڑنے لگیں۔ اس صورت سے لشکر غنیم میں ہل چل پڑ گئی
جب فوج سلطانی کے شب خون مارنے اور لشکر کے اندر گھس آنے کی تکوجی ہلکر کو اطلاع
دی گئی۔ تو وہ اپنی رانی کو وہیں سوتا چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور ایک خالی گھوڑے
پر سوار ہو کر چلتا ہوا۔ اسی طرح دوسرے سرداروں نے بھی اپنے لشکر بھاگنے میں

بڑی عجلت سے کام لیا۔ اُن کو دیکھ کر دوسرے اہلِ لشکر اور زیادہ پریشان ہو گئے اور آپس میں ایک دوسرے کی اطلاع کو بھاگو بھاگو کی آواز دیکر بھاگتے ہوئے۔

مغلیہ فوج حیدر آباد کا بھی یہی حال ہوا۔ اُس نے اپنے دوست مرہٹوں کے ساتھ بھاگنے میں لڑنے سے زیادہ دو قدم آگے رہنا پسند کیا۔ پھر بھی اس سپاہ کے جیوٹ دار لوگ بھاگنے میں اپنی بندوقیں بھی ساتھ لے گئے۔ رات کے سبب اور نیز غنیم کے کیمپ پر قابو رکھنے کی وجہ سے اُن کے تعاقب پر زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ صرف کچھ سوار تھوڑی دور تک تعاقب کرتے گئے اور واپس آئے۔ صبح ہوتے ہوتے کیمپ کے تمام سامان اور آلات جنگ پر قبضہ کر لیا گیا۔ سرداروں کے خیموں پر سلطانی پہرے قائم ہو گئے۔ سرداران مرہٹہ کی اٹھارہ عورتیں جو سب کی سب موتی اور جواہرات سے لدی ہوئی تھیں اسیری میں پکڑی لیکن محفوظ خیمہ میں رکھی گئیں۔ پھر جب دن ظاہر ہوا تو فوج پونا اور فوج حیدر آباد کے سرکاری جھنڈے اور سرداروں کے خیمے مع سامان اور ہاتھی گھوڑے، اونٹ اور چودہ ضرب توپ کے حضور سلطانی میں حاضر لائے گئے۔

سلطان نے سب سے پہلے اُن معزز عورتوں کے لئے ایک خاص خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا اور اُن سے کہلا بھیجا کہ تم یہ سمجھو کہ ہم اپنے کیمپ کی طرح اس کیمپ میں محفوظ ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد اُن کو پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر مع اُن کے تمام زیور و اسباب کے بڑی عزت اور آبرو کے ساتھ اُن کے لشکر میں بھیج دیا۔

اور اپنی فوج کے سرداروں اور سپاہیوں کو علاوہ دو دو مہینے کی تنخواہ اور لوٹ کے سامان میں سے ایک چوتھائی قیمت انعام دی۔ اور خاص خاص سرداروں اور

جانبازوں کو اُس سے اعلیٰ عہدے مرحمت فرمائے۔

اُن عورتوں نے اپنے لشکر میں جاکر اپنی قوم اور اپنے خاوندوں سے سلطان کی شرافت اور سلطان کے شریفانہ برتاؤ کی ایسی تعریف کی کہ اُن کی گردنیں سلطان کے بار احسان سے جھک گئیں۔ اور اُن عورتوں کی بابشر سفارت سے طرفین کے خیالات مصالحت پر مائل ہوگئے۔ اور مرہٹہ سرداروں نے ادھر سلطان نے لڑائی میں ڈھیل ڈال دی۔ اور سلطان نے مرہٹہ اور مغل سرداروں کے مشورہ سے بدرالزمان خاں کو مع اور کئی سرداران مقرب اور چرب زبان کے پونا کو روانہ کیا اور نہایت قیمتی تحفے اور خلعت با جواہر گراں بہا جن میں ایک گلوبند پانچ لاکھ روپیہ کا تھا مع دس لاکھ روپیہ نقد کے بذریعہ خط پونا کو ارسال کئے۔ اور خط میں لکھا کہ کئی مرتبہ آپ نے میرے ملک پر چڑھائی کی اور نظام حیدرآباد بھی آپ کے شریک ہوگئے اور دونوں کی کثیر فوجوں نے اس دولت خداداد کے علاقوں کو تاخت تاراج کرنے میں کمی نہیں کی۔ سالہا سال سے رعایا کو طرح طرح کی مصیبتیں پیش آرہی ہیں اور لاکھوں فوج کی رستخیز اور لوٹ مار سے تمام ملک برباد ہورہا ہے لیکن باوجود اس تباہی اور بربادی ملک کے آپ کو یا سرکار نظام کو کوئی بڑا فایدہ حاصل نہیں ہوا اور جب آپ کی فوجیں میرے ملک میں داخل ہوگئیں اور اس دولت خداداد کو چھین لینے اور نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا تو مجھ کو یا نواب مرحوم کو اُن کی مدافعت لازم آئی جس سے بے انتہا روپیہ خرچ ہوگیا۔ اور طرفین سے لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں پس دوستدار ایسی رستخیز کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہایت عاشقی اور خلوص سے راہ و رسم محبت کا قایم رکھنا چاہتا ہے امید کہ آپ بھی جنگ و پیکار کے

مقابلہ میں صلح و آشتی کو پسند فرمائیں گے۔

ادھر تکوجی ہلکر اور ہری پنڈت اور دوسرے سرداران مرہٹہ نے دربار پونا کو اِس مضمون کی عرضیاں روانہ کیں کہ ہم نے ٹیپو سلطان کی طرف سے دربار پونا کو سفارت جانیکا حال سُنا ہے ہمارے نزدیک صلح کا ہو جانا بہتر ہے۔ یہ امر ہماری سلامتی کے حفظ کا باعث ہو گا۔ ورنہ اگر سلطان اپنی مشاق فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ کو لیکر بڑھتے بڑھتے پونا تک پہونچ گیا تو ایک آفتِ عظیم کا سامنا ہو گا۔ اور خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ فرانسیسیوں نے بھی اُس سے زبردست کمک کا وعدہ کیا ہے۔ قصہ مختصر ان عرضیوں کے پیش اور سفرائے سلطانی کے داخل ہونے پر نانا فرنویس نے دوسرے امرار دربار و افسران فوج سے مشورہ کیا سب نے صلح کی رائے پیش کر دی چنانچہ دربار پونا کی طرف سے سفیران سلطانی کا نہایت اعزاز کیا گیا۔ اور دربار پونا کی طرف سے ایک سفارت مع تحائف قیمتی و جواہر گراں بہا و افیال و اشراس ٹیپو سلطان کے حضور میں روانہ ہوئی اور دربار پونا کی طرف سے ایک خط لائی جس میں صلح و آشتی کا اقرار تھا۔ اور نانا فرنویس نے نرگونڈا نولگنڈہ۔ جالی تین تعلقوں کے ملنے کی بطور انعام درخواست کی تھی۔ جب یہ سفارت باریاب ہوئی اور نانا فرنویس کا خط پیش کیا۔ تو سلطان نے بمقتضائے مصلحت اُن تینوں تعلقوں کی سند لکھ کر بھیجدی اِس پر اُس نواح کے تمام قلعے اور صوبے جو فوج مرہٹہ کے قبضہ میں جا چکے تھے سلطان کو واپس دیئے گئے اِس خوش وقتی کے عالم میں ہری پنڈت نے حضور سلطانی میں ایک عرضداشت پیش کی کہ نواب حکیم خان کا قصور معاف فرمایا جائے۔ سلطان نے اس کی درخواست

منظور فرمائی اور ریاست شانور از سر نو ائس کو عنایت کی گئی۔ اور سلطان عالیشان نے
ہری پنڈت پھڑکیہ کو جو ہوا خواہوں کے زمرہ میں داخل ہو کر باعث صلح ہوا تھا۔
کنچن گڑھ کا تعلقہ بطور جاگیر دوامی کے مرحمت فرمایا۔ زاں بعد سلطان نے کوچ
کرکے محال درو جی کے تالاب پر خیمہ گاہ قایم کی۔

یہ مقام نہایت پر فضا تھا۔ اب راجہ راے درگ اور راجہ ہرپن ہلی جو اس سے
قبل سلطان کی طلبی پر حاضر نہ ہوئے تھے از خود بلا طلب مع تحایف و نذرانہ حاضر
آئے۔ اور باریاب ہونا چاہا لیکن سلطان کے دل میں پچھلا کینہ باقی تھا۔ اس لیے
سلطان نے اُن کو باریاب ہونیکا موقع نہ دیا۔ اور رات کے وقت کئی پلٹنیں بھیج کر
اُن کے مکانوں کا محاصرہ اور اُن کے مال و اسباب کی ضبطی اور اُن دونوں
کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں گرفتار ہو کر قلعہ بنگلور کو روانہ کئے گئے
اور اُن کا سب مال و اسباب ضبط کرکے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا گیا
اور اُن کا ملک ممالک محروسہ سلطانی میں شامل ہو گیا۔ زاں بعد سلطان نے
بفتح و فیروزی نہایت دھوم دھام اور جاہ و احتشام سے مراجعت فرمائی۔
اور دار السلطنت سرنگ پٹن میں داخل ہو کر جشن عام کیا۔ تمام شہر کی خوب [آرایش]
کی۔ تمام فوج کو انعام بانٹا۔ تمام افسروں اور سرداروں اور عہدہ داروں کو خلع
فاخرہ حسب حیثیت عنایت کئے۔ تمام فقرا و مساکین کو ایک مہینے تک کھانا
کھلایا۔ اور ایک ایک پارچہ مع زر نقد کے عنایت کیا۔

واقعات مذکورۂ بالا تاریخ نشان حیدری فارسی و تاریخ حملات حیدری اُردو کے موافق لکھے گئے۔ اب انگریزی تاریخ کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

لیون بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر

میسور کی تاریخ کا خلاصہ بابت واقعات مذکورہ

(باب پنجم حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان)

دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے مابین ملک کے چند سرداروں سے ٹیپو سلطان کو جنگ کرنا ہوئی۔ کیونکہ وہ مرہٹوں کے بل بھروسہ پر سلطانی خراج ادا نہ کرتے تھے۔ اور بعض سردار خود مرہٹہ تھے۔ ان سرداروں میں جس خاص راجہ نے علانیہ سرتابی کی وہ نرگونڈا کے مضبوط قلعہ کا حاکم تھا۔ اور اس نے اپنے بھائی والئے رام درگ کے بھروسہ پر ٹیپو کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اس پر سلطان کی فوجوں نے دونوں مقامات کا محاصرہ کر لیا۔ اور رام درگ بہت جلد فتح ہو گیا۔ ونکٹ راؤ والئے نرگونڈا نے کئی مہینے تک بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کو گرفتار ہو کر پابزنجیر قلعہ کپال درگ پر بھیج دیا گیا۔ اور وہ دونوں ریاستیں ضبط کر لی گئیں۔ ٹیپو خوب جانتا تھا کہ ان سرداروں پر وار کرنے سے جنگجو مرہٹے اوس کو دق کریں گے اور اوس کو پونا کے نانا فرنویس اور مہاداجی سندیا اور تکوجی ہلکر جیسے عقلمند اور اولوالعزم سرداروں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ سلطان کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی۔ گورنر جنرل نے دربار پونا اور نظام حیدرآباد

کو متفق ہو کر میسور پر حملہ کرنے کی ترغیب کی تھی۔ مطابق اُس کے دونوں فوجیں روانہ ہوئیں۔ مرہٹہ فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کی فوج کا سپہ سالار تہور جنگ تھا۔ ٹیپو نے کورگ سے واپس آ کر اول بادشاہ کا لقب اختیار کیا پھر اُن فوجوں کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ اُس نے اپنے جنرل برہان الدین کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ فوجوں کو آگے بڑھنے سے روکے۔ جو نرگوند کے قریب بادامی کو لے چکی تھیں۔ اور خود ادونی کے محاصرہ کو روانہ ہوا۔ جس پر نظام کی فوجوں کا قبضہ اور نظام علیخاں کا بھتیجا مہابت جنگ حاکم تھا۔ ٹیپو نے قلعہ ادونی کا محاصرہ کیا لیکن مہابت جنگ نے بڑی بہادری سے اُس کو بچایا اور ٹیپو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہوا۔ قلعہ میں اس وقت نظام کے خاندان کی بہت سی مستورات تھیں۔ اُن کو مہابت جنگ نے پوشیدہ طور سے دریا پار پہونچا دیا اور قلعہ خالی ہو گیا۔ اس کارروائی کے پورا کرنے کو نظام کے چھوٹے بھائی مغل علیخاں نے ٹیپو کو اپنی طرف متوجہ رکھا۔ جب ٹیپو نے واپس آ کر پھر محاصرہ کیا تو قلعہ کو خالی پایا۔ چنانچہ فصیلوں کو منہدم کر کے اُس نے اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

اب ٹیپو نے آگے بڑھ کر جنگی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے اُس کے ہنر اور اُس کی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے یعنی پہلے اُس نے ایک قلعہ پر قبضہ کیا جس کی زد میں دریائے تنگ بھدرا کا درہ تھا۔ پھر دریا کو عبور کر کے برہان الدین سے جا ملا۔ اور سانوانور کے متصل دشمن سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا اور کتنی لڑائیوں کے بعد آخر کار ٹیپو نے دشمن کو اُن کے مورچوں سے نکال دیا۔ اور شہر دسانوانور کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد چند اور قلعوں کو محاصرہ کر کے چھین لیا لیکن ۱۷۸۷ء کے شروع میں ٹیپو نے صلح پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اور تیس لاکھ

خراج دینے کا وعدہ کر لیا اور ادونی گرگونڈا اور چند دوسرے قلعے مرہٹوں کے حوالے کر دیئے۔

چونکہ باوجودیکہ بہت سی فتوحات کے جو ٹیپو سے اسوقت بڑے زبردست دشمنوں پر حاصل کی تھیں۔ اُس نے خاموشی سے صلح کر لی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو انگریزوں کے ساتھ از سر نو جنگ آغاز کرنیکا خیال تھا۔

دار السلطنت کا جدید انتظام ممالک محروسہ کا نیا بندوبست

میر صادق دیوان کی معزولی مسجد اعلیٰ کی تعمیر

وکلائے سلطانی کا سلطان روم کے حضور سے واپس آنا

جو سنہ ۱۱۹۸ھ میں گئے تھے یا دیگر واقعات

واقع سنہ ۱۲ھ

جب سلطان سیرنگ پٹن میں اطمینان سے بیٹھا تو اُس نے اپنی رائے کے موافق ملک اور لشکر کے جدید انتظام کا ارادہ کیا۔ اس میں میر صادق دیوان سے خورد برد کا حال ظاہر ہوا۔ اسکو معزول کر کے قید کیا اور اُس کا سب مال و اسباب ضبط کر لیا۔ کہتے ہیں دس لاکھ روپے اور ایک لاکھ اشرفیاں محمد شاہی اُس کے

گھر سے برآمد ہوئیں۔ جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اس کے علاوہ تھے اور خدمت دیوانی پر مہدی خان نائط کو مقرر فرمایا۔ مسجد اعلیٰ جس کی بنیاد قلعہ کے اندر ۱۱۹۱ھ میں رکھی گئی تھی چھ لاکھ روپے کی لاگت سے بن کر تیار ہوئی تو اس سال اس کی تعمیر ختم ہوئی۔ سلطان نے بڑے جاہ و احتشام سے عید الفطر کی نماز اسی مسجد میں ادا کی اور مسجد اعلیٰ نام رکھا۔

انہیں دنوں میں ہر ہر شہر اور قصبہ اور قلعہ کے آس پاس گھنی باڑ سوا میل یا ایک میل کے عرض کی لگوا کر چار دروازے مقرر کئے۔ جہاں طلایہ داروں کو بٹھلا کر یہ تاکید فرمائی کہ حاکم یا قلعدار کے بغیر اجازت کسی کو اندر آنے نہ دیں اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک پائیں گھاٹ کی سرحدوں کے درمیان اور ڈھنگل اور کڑوڑے بلدیل گھاٹ اور کھمم کی حدوں تک خاربند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار پاسبانی کے لئے جابجا تعین کیے تا سلطان کے ملک میں بغیر اطلاع و اجازت کوئی آنے نہ پائے اور ہر مقام کی روئیداد پر فوری اطلاع کا انتظام کیا گیا۔

اس سے پہلے سلطان نے میر غلام علی خان وغیرہ کے ہمراہ بہت سے نفیس تحائف اور اپنے کارخانے کی بنی ہوئی بہت سی نفیس بندوقیں مع جواہر گراں بہا اور دس لاکھ نقد سکہ سلطانی کے بطور نذر و پیش کش سلطان روم کے حضور میں روانہ کی تھیں۔ جس کی اطلاع عام طور پر نہ تھی۔ اس سال وکلائے مذکور قسطنطنیہ سے واپس آئے اور سلطان روم کا نوازش نامہ مشعر سپاس گزاری و جلوس سلطنت مع شمشیر مرصع کار و تحائف رومی اور جواہر عجیب بہا کے ساتھ لائے چونکہ سلطان روم نے ٹیپو سلطان کو بلفظ سلطان یاد کیا۔ اور تخت و تاج کے قائم رہنے کا ذکر فرمایا تھا اس لئے ٹیپو سلطان کو

تمام لوازم سلطنت مہیا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ازانجملہ سونے کا ایک تخت بنوایا اور نہایت قیمتی جواہرات سے سجوایا۔ اس تخت کی یہ صورت تھی کہ شیر کی پشت پر رکھا معلوم ہوتا ہے اور تخت کے اوپر چتر شاہی قایم ہے اور چتر کی کلغی پر ہما بیٹھا ہوا ہے یہ تخت فرانس اور ہندوستان کے نامی کاریگروں نے بنایا تھا۔ اس کے ہر حصہ میں بڑے بڑے الماس و زمرد اور گوہر شاہوار مناسب مقام لگائے گئے تھے۔ اب یہ تخت ونڈسر کیسل انگلستان میں موجود ہے اور جب سلطان عبدالعزیز خان تشریف لے گئے تو اسی تخت پر ان کو بٹھایا گیا تھا۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ ٹیپو سلطان نے یہ تخت سلطان روم کے خطاب پر فخر کر کے بنوایا تھا۔ وہ آج ہمارے پاس ہے ٹیپو سلطان نے اس تجدید انتظام میں قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے صناع اور مختلف کام کے استاد جمع کر کے توپ۔ بندوق۔ چاقو۔ قینچی۔ گھڑیاں مخمل۔ بانات۔ اور ظروف چینی بنانے کے چار عالیشان کارخانے مقامات سرنگ پٹن۔ بنگلور۔ چیتل درگ۔ حیدرنگر میں کھول دیئے۔ اور دیسی کپڑا اور کمخواب اور کندلہ و زرتار کے کام پر ہندوستانی صناع مامور کئے جس سے ہر قسم کی چیز اس کی سلطنت میں کثرت کے ساتھ بننے لگی۔

اور سپاہ سوار کے جمع کرنے پر خاص توجہ فرمائی لیکن اس میں ایک بڑا نقصان واقع ہوا۔ جس سے پوشیدہ طور پر بد دلی کی بنیاد قایم ہوئی۔ یعنی سلطان نے اپنے باپ کے مشاق اور قدیم الخدمت سپاہیوں اور افسروں کو اپنی نظروں سے گرا دیا جن کو نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ریاست کا خیر خواہ اور وقت کا جاں نثار بنایا تھا۔ اور ناآزمودہ کار جوانوں کو بھرتی کرنا شروع کیا اور ننگے نئے

لوگوں کو اشرفیاں عنایت کیں جس سے تھوڑے ہی دنوں میں کسی طرح کا نقصان محسوس ہونے لگا اور عقلمند حریفوں نے یہ حالت دیکھ کر سازش و مخالفت کا موقع پایا۔

اسی زمانہ میں سلطان نے اپنا روپیہ چلایا۔ اور اس روپیہ کا نام امامی روپیہ رکھا۔ روپے کے دونوں رخ پر ایک مصرعہ اور ایک فقرہ مضروب ہوا۔

دین احمد درجہاں	ہو
روشن زفتح حیدر است	السلطان الوحید العادل
ضرب نگر سال دلو سنہ ۱۱۵۵	سیوم بہاری سال دلو سنہ
ہجری	جلوس

سلطان فرمانوں اور پروانوں کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم دست خاص سے بطور طغرا کے لکھ کر اسکے نیچے اپنے دستخط اس صورت سے یعنی بنی مالک ثبت فرماتا۔

فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف پھر نقصان شدید اٹھا کر کوچی بندر کا لے لینا

واقعات ۱۲۰۵ھ

جب سلطان منظم اپنے طور پر ملک محروسہ اور دار السلطنت کے انتظام سے فرصت پائی تو جاسوس خبر لائے کہ کلیکوٹ کے نایر سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہیں وہاں کے حاکم ارشد بیگ خان کی سعی کارگر نہیں ہوتی۔ یہ سن کر سلطان چار پلٹن تین ہزار سوار اور آٹھ ضرب توپ لیکر سفر روانہ ہوا۔ وہ لوگ سلطان کے آنیکی خبر سن کر جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ اور سلطان نے ارشد بیگ خان کو اپنے ساتھ لیکر موتاب خان بخشی کو اس کی جگہ مامور فرمایا۔ لیکن وہ شوریدہ بخت وحشی اس کے کہنے سے بھی راہ راست پر نہ آئے۔ اور سلطان کو پھر آنا پڑا۔ اور سلطان نے لیغا گر سپاہیوں کو انکے گھروں کو لوٹ لینے کا حکم دیدیا اس سے اکثر مفسد مغلوب ہوگئے اور کتنوں کو فوج والوں نے قتل ڈالا اسی عرصہ میں کتنے پنڈاروں نے ترچناپلی کے اطراف میں لوٹ مار جاری کر رکھی تھی۔ سلطان کو کوچی بندر کے راجہ کی شرارت معلوم ہوئی۔ بعد تحقیق کے خود مع لشکر اس طرف کو روانہ ہوا۔ کوچی والے بھی مورچہ اور خندق بنا کر لڑنے کو آمادہ ہوئے انکے ساتھ راجہ ٹراونکور کی فوج بھی شامل تھی۔ رات میں سلطانی بہادروں نے ان کو شکست دی تب سلطان نے آگے بڑھنے کا قصد کیا۔ خیرخواہوں نے عرض کی کہ اس وقت آگے کا قصد کرنا اچھا نہیں

کیونکہ راستہ ناہموار اور بڑی بڑی ندیاں واقع ہیں لیکن سلطان نے اُن کا معروضہ قبول نہ کیا اور اُسی رات کی تاریکی میں پالکی پر سوار ہو کر مع دو پلٹن اور دو ہزار سوار کے روانہ ہو گیا آخر کار وہاں پہونچ کر سلطانی جان نثاروں نے ایک ہی حملہ میں دشمنوں کو شکست دی کتنے مقتول ہوئے کتنے بھاگ گئے اور حصار مسخر ہو گیا۔ لیکن مکار دشمن نے از راہ فریب رات خاموشی سے بسر کر کے صبح ہونے سے پہلے ندی کے منبو کا منہ کھول دیا جس سے کھائی اور چشمے سب بھر گئے اور فوج سلطانی پر کمک پہونچنے کی راہ بند ہو گئی زاں بعد اُن وحشی حریفوں نے چاروں طرف سے سلطانی فوج کو گھیر لیا۔

اِس میں سلطان کے چار ہزار بہادر کام آئے تب میر قمر الدین خان بہادر نے جو سلطان کی سواری کے متصل تھا فی الفور سلطان کو پالکی سے اتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ میں پہونچایا مگر سلطانی جلو داروں میں سے کوئی بچ نہ سکا دشمن نے سب کو ایک ایک کر کے مار لیا۔ سلطان کی پالکی کا نام اورنگ تھا۔ اس کے بنانے میں نو لاکھ روپیہ خرچ ہوئے تھے اس پالکی میں سلطان کی ایک کٹار رہ گئی تھی اس کا دستہ ایک ڈال زمرد کا تھا جو بے قیمت کہا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں دشمن کے ہاتھ لگیں۔

پھر تو سلطان نے ندی پار اپنی فوج کو جمع کر کے سپہداروں کو لوٹ مار کا عام حکم دیدیا اور سلطانی فوج کے سواروں اور سپاہیوں نے خوب ہی بدلا لیا۔ ہزاروں کو قتل کیا اور ہزاروں کے گھر لوٹ لئے۔ باقی ملک و مال چھوڑ کر ملیبار کیطرف بھاگ گئے۔ اور سلطان نے اُس بندر کے قلعہ میں

داخل ہوکر سب مال و متاع اور توپ و تفنگ پر قبضہ کر لیا۔

جنرل میڈوس کی لشکر کشی ٹیپو سلطان کی معرکہ آرائی مع واقعات متعلقہ

واقعہ ۱۲۰۵ھ

جب سلطان نے بندوبست نواح ملیبار سے فرصت پائی۔ اور سرکشی آیندہ کا خیال کر کے اور فوجی بدرقوں کو جابجا جنگل اور راستوں پر مامور کر دیا تو راجہ ملیبار سے نذرانہ و پیشکش کی درخواست کی۔ راجہ نے اپنے آپ کو بے قابو اور سلطان کے مقابلہ میں لاچار دیکھکر گورنر مدراس سے اپنی حمایت کی التجا کی۔ گورنر مدراس نے جنرل میڈوس صاحب بہادر کو مع فوج و توپخانہ و ذخیرہ جنگ وا ذوقہ راجہ ملیبار کی حمایت کا حکم دیا۔ جنرل موصوف کوچ کر کے شہر تنچ نگر میں پہونچا اور وہاں فوج کو باقاعدہ درست کر کے آگے بڑھا۔ کویمباٹور اور ستی منگل کے نواح میں سلطان کی فوج ہراول سے مقابلہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے توپ۔ بندوق اور بان کی آوازوں نے ہنگامۂ محشر برپا کر دیا۔

ادھر سلطانی قزاقوں نے انگریزی فوج کے کئی خیموں کو لوٹ ڈالا اور اکثر عورت و مرد کو پکڑ لے گئے۔ اُن میں کچھ فاحشہ رنڈیاں بھی تھیں جو خود مسلمان کہتی تھیں اور گوروں سے زنا کراتی تھیں اُن کو سلطان نے

قتل کروادیا۔ شام کے وقت جنرل موصوف نے ایک پہاڑ کی ترائی میں خیمے نصب کیئے
تو سلطانی سپاہ نے اُس کو گھیر کر چاروں طرف سے رسد کے راستے روک دیئے
دوسرے روز جنرل موصوف ستی منگل کے قلعہ میں جا ٹھیرا چند روز کے بعد کوئمبٹور
کو روانہ ہوا جو خیمہ گاہ سلطانی کا مقام تھا۔ جنرل موصوف کے آنیکی خبر سُن کر
سلطان مع اپنی تمام فوج کے اُس کا سدِّراہ ہوا مگر جنرل موصوف نے بھوانی ندی
کے کنارے فرودگاہ قایم کر کے اُس روز جنگ کو ٹالدیا۔ یہاں اتنا اور سن لیجئے
کہ کرنل میکسویل جو بنگالہ سے پانچہزار گوروں کی فوج لیکر آرہا تھا وہ کالستری اور
ینکٹ گری وغیرہ کے راجاؤں کی (جو انگریزوں سے مل رہے تھے) مزید فوجیں لیکر اور
وانمباڑی اور ترپاتور کے راستوں پر مضبوط بکٹ قایم کر کے تپور گھاٹ کیطرف روانہ ہوا جب
سلطان کو اسکی آمد کی خبر ملی تو سلطان نے میر برہان الدین خان بہادر سپہ سالار کو
اُس کی مدافعت کیلیئے روانہ کیا۔ اور اپنا کیمپ نگر میں رکھا۔ سپہ سالار مذکور
نہایت مستعدی سے یلغار کرتا ہوا روانہ ہوا جب کندلی کی نواح میں پہونچا۔ تو
سپہ سالار کے ماتحت سپہداروں میں سے سید غفار نے پنڈاروں کے
سوار لیکر انگریزی فوج پر حملہ کیا اور ڈیڑھ سو سوار اور دو سو سپاہی اسیر کر لیئے
تب کرنل بہادر نے وہ دن جنگل میں بسر کر کے کاوری پٹن کو کوچ کیا لیکن
جب فوج قاہرہ کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو پہاڑ کی ترائی میں ہو کر تپور گھاٹ
کا راستہ لیا اُدھر سے جنرل میڈوس بھی یلغار کر کے اُس سے آملا۔ اور اب
جنرل اور کرنل مع اپنی تمام جنگ آزمودہ فوج کے ایک جگہ ہو گئے۔ اور
افواج سلطانی کو نقصان پہونچایا۔ فوج سلطانی کے اکثر بہادر کام آئے

تب سلطان بہ نفس نفیس اسد اللہی رسالے اور توپخانے کے کران کے سر پر جا پہنچا
اور جاتے ہی تاخت کا حکم دیا جس سے ہلچل مچ گئی تب جنرل تمام فوج کا
قلعہ باندھ کر اور سب سامان کو درمیان میں لیکر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا اور
دو تین مہینے تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا کبھی انگریزی فوج غالب آتی
کبھی سلطانی فوج انگریزی فوج کو تباہ کرتی اس میں جنرل کی فوج کا آذوقہ ختم ہو گیا
اور باہر سے بوجہ سختی انتظام سلطانی کے آذوقہ پہونچنا ممکن نہ ہوا تب جنرل
موصوف نے مع تمام لشکر کے ترچناپلی کی راہ لی لیکن آگے بڑھ کر سلطانی فوج
نے راہ روک دی اور چاروں طرف سے انگریزی فوج پر ٹوٹ پڑیں اور اس
دلیری اور بہادری اور باقاعدہ معرکہ آرائی سے اپنا فن جنگ ظاہر کیا کہ بڑے
بڑے انگریز بھی ادہامان گئے۔ قریب تھا کہ سلطانی فوج پورا غلبہ حاصل کرے
اس میں رات ہو گئی جس سے لڑائی موقوف رہی اور جنرل بہادر بہت سا
سامان اور اسباب وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے۔ مگر سلطان کے سواروں
نے پھر آگے بڑھ کر جنرل بہادر کو روکنا اور مقابلہ کرنا چاہا۔ اور زبردست
حملہ شروع کیا۔

ناگاہ میر برہان الدین خان بہادر سپہ سالار افواج سلطانی کے گولی لگی
اور وہ گھوڑے سے گر کر وہیں ٹھنڈے ہو گئے تب سپاہیوں نے فی الفور
اُن کی لاش کو پالکی میں ڈالکر دوش بدوش سلطان تک پہونچایا۔ سلطان
اپنے ایک ایسے تجربہ کار و جاں نثار کے مارے جانے سے بے اختیار رو پڑا
اور جنگ کی موقوفی کا حکم دیا افسران فوج نے عرض کی کہ حضرت کے اقبال سے لڑائی فتح ہو چکی ہے

آرہی ہے یہ وقت موقوفِ جنگ کا نہیں مگر سلطان نے سپہ سالار کے واقعہ سے متاثر ہو کر اُس روز کی لڑائی موقوف رکھی۔ اس سے جنرل بہادر غیر متوقع پناہ مل گئی اور وہ وقت ٹل گیا۔ دوسرے روز سلطان نے میر قمر الدین خان بہادر کو سپہ سالار مقرر کر کے ستی منگل کے قلعہ پر عمل دخل کرنے کیلئے مع فوج روانہ کیا اور قزاق سواروں کو اُن کے سپہدار کی ماتحتی میں تنجاور کے قصبوں اور دیہات کی لوٹ مار کا حکم دیا۔ اس میں جنرل بہادر دوسری آنیوالی مصیبتوں کا خیال کر کے اپنی عزت کو صحیح وسالم واپس لے گیا یعنی خود کو مع لشکر کے دریا کے کنارے کنارے مدراس پہونچا دیا۔

سلطان نے چینی اور ہرموکل گڈھ کے سواد تک اُس کا پیچھا کیا۔ پھر واپس آیا۔ اُدھر قمر الدین خان بہادر نے ستی منگل کے قلعہ کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کی اس سے اُس قلعہ کے سردار نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ اور قلعہ سپرد کر دیا۔ قمر الدین خان نے وہ قلعہ اسلام آباد کے حاکم سے متعلق کیا اور اسیرانِ قلعہ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر لایا۔ ٹیپو سلطان نے انگریز افسروں کو مثل میجر سانبر کے قید کر کے سرینگ پٹن کے قلعہ میں رہنے کو روانہ کر دیا اور باقی انگریز سپاہیوں کو خیر خواہی کا حلف لیکر اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ پھر سلطان نے جوق جوق سوار و پیادہ کو تسخیر و تخریب تعلقات پائیں گھاٹ پر مامور کیا۔

چنانچہ قمر الدین خان بہادر نے قلعہ کو دیرموکل کو جو انگریزی قبضہ میں تھا۔ اور ہزاروں عورت مرد انگریزوں کی پناہ کا خیال کر کے اس میں جا بسے تھے فتح کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اسی طرح یغماگر سوار و

پیادوں نے دوسرے دیہات وقصبات کوتاخت تاراج کر کے دم لیا کاش وہ شقی راجہ سلطان کو اُس کا جایز خراج دینے پر راضی ہوجاتا تو طرفین کی فوج اور ملک پر مصیبت کیوں پڑتی۔

لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر گورنر جنرل کا نظام حیدرآباد اور پیشوائے پونا کو ورغلانا۔ پھر تینوں کا متفق ہوکر سلطان پر چڑھائی کرنا یا دیگر واقعات واقعہ سنہ ۱۲۰۶ھ

ناظرین حصہ اول متعلق نواب حیدر علیخان بہادر جنت مکان میں پڑھ آئے ہونگے کہ انگریزوں کو اول سے اُس کی بہادری اور فتوحات پر رشک رہا۔ اور طرح طرح کی سازشوں اور حیلوں سے اُسکو زیر کرنا چاہا اور اُسکے خلاف مرہٹہ اور نظام کی زبردست طاقتوں کو ابھار کر اُن کی لاکھوں فوج کو اُس کے ملک میں داخل کردیا۔ اور ان فوجوں نے دور دور تک تاخت تاراج میں کمی نہیں کی لیکن اُس دانشمند بہادر نے صرف خدا کے فضل اور اپنی طاقت پر بھروسہ کر کے ایک ایک دو دو تین تین فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کی معرکہ آرائی میں ثابت قدم۔ مستقل مزاج اور مرد میدان ثابت ہوا اور کبھی اُس نے

عہد کر کے بد عہدی کرنا پسند نہیں کی جس کے اثر نے ولائیت تک اُس کی سچائی
اور بہادری کا شہرہ بلند کر رکھا تھا اور عقلائے انگلستان گورنر بمبئی مدراس کو
بار بار اُسکے حقوق پر لحاظ رکھنے کی تاکید کرتے رہتے تھے لیکن یہاں کے گورنر اور
گورنر جنرل اس کی فتوحات کو نہ دیکھ سکتے اُسکے بعد اُسکے بہادر فرزند ٹیپو سلطان
کی مزید فتوحات کو دیکھکر رشک و حسد نے اور ترقی کی اور انگریزوں کی پولیٹکل تدبیرات
نے اُسکے پھانسنے کو ریشمی پھندوں کا جال بچھادیا۔ اور اُس کی ڈوری اپنے ہاتھ
میں رکھی با ایں ہمہ سلطان نے تنہا سب کا مقابلہ کیا یعنی افواج انگریزی مرہٹہ
و حیدرآباد کے مقابلہ میں (جن کی تعداد لاکھ لاکھ دو دو لاکھ تین تین لاکھ تک پہونچتی
ہے) خود کو بہادر باپ کا بہادر فرزند ثابت کر دکھایا۔ اور تمام دکن اور مدراس والے
اس کی توپ و تفنگ اور تیر و شمشیر کا لوہا مان گئے۔ اور سارے ہندوستان
میں وہ ایک اولوالعزم سلطان یا بادشاہ مانا جانے لگا۔ لیکن جب اس کی تجدید
انتظام سے پرانے رفیق معزول و بددل ہو گئے اور پرانی سپاہ کی جگہ نئی سپاہ اور
نئی قواعد نے دخل پایا تو دانشمند انگریزوں نے اس موقع سے فایدہ اٹھانے میں
اُس ریشمی جال کی ڈوری کھینچتے رہنے میں اور زیادہ توجہ مصروف کی کیونکہ عقلمند
قوم ایسے ہی مواقع سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

چنانچہ جنرل میڈوس نے مدراس پہونچکر لارڈ ارل کارن والس صاحب
بہادر کو لکھا کہ سلطان کے ہاتھوں پایئں گھاٹ تباہ ہو رہا ہے اگر اس کی خبر
نہ لی گئی تو وہ سارا ملک قبضہ سے نکل جائے گا۔ اتفاق سے ابوالقاسم خان
ششتری مخاطب بہ میر عالم وکیل نواب نظام علیخان وہاں موجود تھا اُس نے

گورنر جنرل کے ایما سے نظام حیدرآباد کو پونا کے اتفاق سے ٹیپو سلطان کے ملک پر تاخت کرنیکے لیے ابھارا تاکہ سلطان کا ملک بالاگھاٹ فتح کرکے آپس میں تقسیم کرلیں۔ ادھر انگریز ایک زبردست جنگ متفقہ کے لئے تیار ہوئے اور کئی انگریز خدمات جاسوسی اور دوسرے سازشی کاموں پر مامور کئے گئے۔
ازانجملہ کرنل ریڈ نے انبور گڑھ پر مامور ہوکر تدبیرات شائستہ اور زرپاشی سے بالاگھاٹ کے راجاؤں اور باشرپالیکاروں کو جو نواب حیدرعلیخان مرحوم کی جاگیر اور ٹیپو سلطان کی غداری سے اپنا ملک چھوڑے ہوئے بھاگے پھرتے تھے واپس بلاکر رسد جمع کرنے اور اپنے گھروں میں آباد ہونے کا حوصلہ دلایا۔ اور ٹیپو سلطان کے کتنے سرداروں کو اپنی طرف ملالیا جس سے کم از کم ہر طرح کی سچی خبریں ملنے کا ذریعہ ہاتھ آیا اور ہر چند سلطان نے تمام ملک بالاگھاٹ میں قدم قدم پر سخت انتظام کر رکھے تھے لیکن اس اندرونی سازش سے متزلزل ہوگئے مضبوط لکڑی کو گھن اور فولاد کو زنگ لگ گیا۔ اور کرنل موصوف نے کئی اشخاص کو زرکثیر دیکر سوداگری کے بھیس میں جاسوسی پر مامور کیا۔ یہاں یہ تدبیریں ہورہی تھیں۔ اُدھر انگریزی جاسوس سید امام جس نے دارالسلطنت سرنگاپٹن میں بود و باش اختیار کرکے سلطان کی نوکری اختیار کرلی تھی پکڑا گیا اس سے سلطان نے دریافت کیا کہ اب تم ٹھیک ٹھیک حال بیان کردو ورنہ توپ سے اڑا دیے جاتے ہو۔ اس نے کئی سرداروں کے نام ظاہر کر دیے جو انگریزوں سے سازش رکھتے تھے۔ سلطان نے اُنکے حالات کی تحقیق کرکے جلاد کے حوالہ کیا جلادوں سے اُنکے سر قلم کر دیے یہ سب پندرہ آدمی تھے اُنکے بعد سید امام کو بھی

اُن کے پاس پہونچایا گیا ہر چند اس طور پر کرنل ریڈ کے پندرہ سولہ جاسوس پکڑے اور قتل کیئے گئے لیکن اُس نے اپنے کام کو نہ چھوڑا اُن کی جگہ دوسرے جاسوس پیدا کیئے۔

اِس اندرونی انتظام کے بعد گورنر جنرل بہادر مع پانچ ہزار سپاہ دیسی اور دو ہزار فوج گورہ کے کلکتہ سے براہ دریا مدراس میں آپہونچے۔ پھر یہاں بیٹھ کر ایک مہینے میں چاروں طرف کے انتظام پر اطمینان حاصل کرکے چار پلٹن دیسی چھ ہزار گورہ تین ہزار سوار لیکر مع توپخانہ انگریزی بالا گھاٹ کو روانہ ہوئے اور کوچ در کوچ ویلور پہونچے اس وقت سلطان پھلچری کے سردار فرانسیس سے کمک کا سوال جواب کر رہا تھا اس میں جاسوسوں نے انگریزی فوج کے ورود کی خبر پہونچائی۔ سلطان نے محمد خان بخشی کو بڑی جمیعت کے ساتھ رویداد صحیح لکھنے کے لئے روانہ کیا بخشی موصوف حضور سلطانی سے رخصت ہوکر چنگم گھاٹ کے راستے سے ترپاتور جا پہونچا۔ تب تو ڈیڑھ سو انگریز جو قلعہ ترپاتور میں تھے اور کالستری راجہ کا سردار جو تین سو پیادوں سے اُس قلعہ کی نگہبانی کرتا تھا صبح ہونے سے پہلے انبور گڑھ کے راستہ پر چلدیئے لیکن بخشی موصوف کے سواروں نے خبر پاتے ہی دھاوا مار کر اُن کو روک لیا اور اُن کو اسیر کر لائے۔

نظام علیخان چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل لیکر اپنے امرا اور دونوں فرزند عالیجاہ اور سکندر جاہ کے ساتھ حیدرآباد سے کوچ کر کے پانگل میں خیمہ زن ہوا اور اپنے امیر و لشکر فوج دیگر ممالک محروسۂ سلطانی کی تسخیر کو روانہ کیا۔ اور گورنر جنرل بہادر مع فوج باقاعدہ انگریزی موگلی گھاٹ اور رینک ٹ گری سے عبور کرکے موبرواکل کولار بکوٹہ میں اپنے تھانے قایم کرتے ہوئے سیدھے کشن راجپور ہوکر بنگلور سے تین کوس پر

اِس وقت سلطان بذاتِ خود آمادہ جنگ ہوا۔ فرانسیسیوں نے ایکہزار فوج باقاعدہ سلطان کو دینا چاہی مگر دغاباز اور ناتجربہ کار مشیروں نے سلطان کو اُسکے قبول کرنیسے باز رکھا اور کہا کہ خود حضرت کے پاس کس بات کی کمی ہے۔ قصہ مختصر سلطان نے اُسی شب قزاقوں اور بان داروں کو انگریزی لشکر کے چاروں طرف آگ برسانیکا حکم دیا اور خود بنگلور کو روانہ ہوا۔

اِن سپاہیوں نے تمام رات بان مارے اور باڑھیں ماریں اُس سے بہت نقصان ہوا اور تمام رات ہلچل کی کیفیت رہی۔ مگر صبحکو گورنر جنرل بہادر بڑھکے بنگلور کیجانب بڑھ کر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔

تب سلطان نے سید حمید سپہ سالار کو مع اس کی فوج کے دوسرے قلعہ کی حفاظت پر مامور کیا۔ اور محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعداری کی خدمت پر چھوڑا اور شیخ اسد اللہ سہہدار کو قلعہ میں بھیج آپ تنگی کی نواح میں خیمہ زن ہوا یہاں ہنوز سب خیمے نصب نہ ہوئے تھے اور چار پلٹن اسد اللہی رسالہ اور خاص اصطبل کے تین ہزار سوار چاروں طرف سے سواری کو گھیرے ہوئے تھے اس میں کرنل فلایڈ مع فوج انگریزی کے سلطان پر چڑھ دوڑا۔ تب سلطانی توپچی نے بروقت اپنا ہنر دکھایا اور فوج انگریزی کو ہٹایا۔ کرنل کے کلہ پر ایسی گولی لگی کہ اُسکی زبان بند ہوگئی ناچار باقیماندہ فوج بھاگ کر اپنے کیمپ کو واپس گئی سپاہیان سلطانی نے چار سو سپاہ انگریزی کو مع گھوڑوں کے اسیر کر لیا۔

دوسرے دن کرنل مورس اور جنرل میڈوس نے شہر پر ہلا کیا۔ اور بے حساب زر و جواہر لوٹ ڈالا۔ طرفین سے کئی ہزار آدمی کام آئے اور کرنل

مورس بھی مارا گیا۔ ازاں بعد دو ہفتہ تک حصار کے توڑنے میں مصروف رہے آخر کار دیوار ٹوٹ گئی اور کشن راؤ نمک حرام معتمد سلطانی کی سازش سے سرداران انگریزی کو ہر طرح کی مداخلت کا موقع پیدا کر دیا اور رات بات کی خبر پہونچاتا رہا جب سے وہ سلطانی انتظام کی خبر پا کر فی الفور اس کا تدارک کرتے رہے اور آدھی رات کو قلعہ پر دھاوا کر دیا۔ اور قلعہ میں داخل ہوگئے۔ یہ سب کشن راؤ کی نمک حرامی سے ظہور میں آیا۔ سید حمید سپہدار اور قلعدار دروازہ کے سامنے لڑ بھڑ کر مر مٹے اور شیخ انصر سپہدار اپنے جوانوں سمیت اسیر ہو گیا۔ قلعہ کے رہنے والے مع اہل و عیال گرفتار ہوگئے۔ تب قمر الدین خان بہادر اور سید صاحب نے انگریزی فوج پر حملہ کرنیکی سلطان سے اجازت طلب کی۔ سلطان نے فرمایا کہ اب قابو کا وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اب سپاہ کی طاقت منتشر کرنا ٹھیک نہیں۔

سلطان کو ابھی یہ حال معلوم نہیں کہ اس شکست کی بڑی وجہ گہری سازش ہے ان کو یہ جواب دیکر ماگڑی کی نواح میں خیمہ گاہ قایم کرنیکا حکم دیا۔ اسکو چار روز گذرے تھے کہ گورنر جنرل بہادر نے تین ہزار سپاہ دیسی اور چھ سو گورے قلعہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اسطرف جہاں چک بالاپور۔ بنگلور۔ مدن پلی کے راجاؤں نے رسد دینے اور مواشی جمع رکھنے کا اقرار کیا تھا کوچ کیا۔ اور اپنے اقبال سے ہر مقام پر آرام پا کر اور اپنی چوکیاں مقرر کر کے دیون ہلی کے سواد میں کیمپ قایم فرمایا۔ اور یہاں کے قلعدار سے سازش کر کے سب ذخیرہ قلعہ کا حاصل کر لیا یہاں سے چھوٹے بالاپور کیجانب کوچ ہوا۔ یہاں کا قلعہ دار حسب الحکم سلطانی قلعہ کا سامان لیکر مع سپاہ نندی درگ کے پہاڑ پر جا رہا تھا پیچھے سے انگریزوں کی

فوج پہونچ کر قلعہ پر مع سامان باقیماندہ قابض ہوگئی اور گورنر جنرل نے وہ قلعہ اور تعلقہ لاکھہ روپیہ سالانہ پیش کش کے جلد دیں اُس کے وارث اولین رام سامی کوڑہ کو دیدیا۔ اور خود اپنا جی درگ کیطرف کوچ کیا۔ اور راجہ رام سامی کوڑہ جنکی آرزو ے دیرینہ برآئی اپنا انتظام قایم کرکے اور چھہ سو پیادے قلعہ میں چھوڑکر تلکا کونڈا کی طرف چلا گیا۔ سلطان نے ینگسٹ نایر کو مع اُس انگریزی سردار کے جسکو قلعہ ترپاتور میں اسیر کیا تھا اور جوگی پنڈت ہمشیرہ زادہ اچھا پنڈت نائب صوبہ ارکاٹ کے جسکو نواب مرحوم نے عطاے خطاب وخلعت سے سرافراز کیا تھا اور بدستور اپنے کام پر تھا۔ باایں ہمہ مخالفوں سے ملگیا اور ہرین پلی اور رائے درگ کے پالیکاران سابق جو محبوس اور مخالفت کی تدبیر میں مصروف تھے قتل کردیئے گئے۔

اور سلطان نے کشن راؤ کو واسطے بندوبست دار السلطنت و ارسال خزانہ کے روانہ کیا اور خود بالاپور کیطرف مقابلہ فوج انگریزی کیلئے بڑھ گیا۔ مگر وہانکے کمظرف لوگ توانگریزوں کے نشہ دینے سے بددماغ ہوگئے تھے انھوں نے سلطانی طلایہ کو قلعہ کے قریب دیکھکر کتوں کی طرح بھونکنا اور جنگی باجے بجانا شروع کیا۔ جس سے سلطانی بہادرونکو سخت غصہ آیا اور فی الفور حملہ کرکے قلعہ کو فتح کرلیا۔ اس میں دو ہزار جانباز کام آئے لیکن جو باقی بچے وہ تین سو پیادونکو گرفتار کرکے حاضر لائے۔ سلطان نے جلادوں کی معرفت انکے ہاتھ پاؤں کی ہڈیاں تڑوادیں۔ پھر سلطان نے وہاں سے کوچ کرکے سولہ سلکٹہ میں مقام کیا اور وہ سازشی پالیکار غلہ ومواشی لیکر لشکر انگریزی میں پہونچے

اور گورنر جنرل کی خوشنودی حاصل کی۔ اِدھر اسد علیخان اور بھرائل دیوان مشیر الملک پانچ ہزار سوار لیکر شریک فوج سلطانی ہوئے۔ اور سلطان نے کوچ کر کے چنتامنی اور موڑوکل کی راہ سے ینگٹ گیری کوٹہ میں خیمہ گاہ قایم کی اور صبح کو لڑائی کا نقارہ بجواکر فوج کو قرینہ سے آراستہ کیا اور جنگ شروع کی۔

لیکن سلطان کا اقبال تین طاقتوں کے مقابل دب چکا تھا اُس پر نمک حراموں اور فتنہ پردازوں کی اندرونی سازش نے اور بھی کمزور کر رکھا تھا اسی حالت میں ایک جاسوس سیاہ کپڑے پہنے سلطان کی والدہ ماجدہ کی جانب سے آپہونچا اور ایک شقہ جو نہایت مخفی تھا۔ سلطان کی خلوت میں پیش کیا۔

اُس شقہ کا مضمون یہ تھا کہ کشن راؤ نے کھنڈے راؤ مردود کی طرح فتنہ و بغاوت کا جال بچھا رکھا ہے۔ اور بمبئی سے لشکر کثیر انگریزی آنے والا ہے اور قلعہ کے اندر ہم سب موت کے مُنہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم سب سے پہلے دارالسلطنت کی خبر لو ورنہ پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

سلطان نے یہ خط پڑھکر اُسی روز سید صاحب کو مع فوج کثیر واسطے بندوبست دارالامارۃ کے رخصت فرمایا۔

دارالسلطنت کا بندوبست کشن راؤ کی نمک حرامی ٹیپو سلطان کا دارالسلطنت میں پہنچنا۔ فوج مغول و مرہٹے کے ہاتھ سے ملک کی بربادی مع واقعات دیگر اسی سال

واقع سنہ ۱۲۰۶ھ

سید صاحب مع بہادران کارآزمودہ ہمراہ لئے اکری واتری درگ سے نکلکر آدھی رات کو قریب دارالسلطنت کے جا پہونچے اور ندی کے اس طرف لشکر کو ٹھیرا کر خود مع چند خواص اور پانچسو سوار جرار کے صبح ہونیسے پہلے دروازہ قلعہ پر وارد ہوئے اور دروازہ کھولنے کا نعرہ لگایا۔ دروازہ پر اسد خان رسالدار متعین تھا اُس نے فی الفور تعمیل کی۔ اور یہ سب کے سب اندر داخل ہوئے۔ اور بعض کارخانوں پر اپنے سوار متعین کیکے آفتاب نکلنے سے پہلے سلطان کی والدہ ماجدہ کا زمین بوس بجا لائے پھر کچہری میں اجلاس کیا اسوقت قلعدار چاپلوسی کی باتیں بنانے لگا۔ اور کشن راؤ کی نمک حرامی ظاہر کی۔ سید صاحب کے اشارہ سے چند سواروں نے اُسکے گھر کا دروازہ توڑکر اُسکو گرفتار کر لیا اور تیغ و تبر سے اُسکے ہاتھ پاؤں توڑکر اُس کی لاش کو بازار میں ڈالدیا اور اُسکے مکان کا سب اسباب ضبط کرکے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا لیکن اس مردود نے بھی آخری وقت یہ کہا کہ مینے جو آگ لگائی ہے یہ سلطان کے بجھائے نہ بجھیگی چنانچہ ویسا ہی ہوا اُس کی بیوی نے جو حسین بھی تھی اور باوفا بھی تھی۔ بلکہ زمانہ کی خدمت میں حاضر

ہونیکی درخواست کی اور اُنہیں کے ذریعے سے حرمسرائے سلطانی میں داخل ہوئی دوسری روایت یہ ہے کہ بیوی کو جب اپنے حرامخور شوہر زنّار دار کے باغیانہ خیالات معلوم ہوئے تو اُسکو سخت نفرت ہوئی اور تختاور دائی کی زبانی ٹیپو سلطان کی والدہ کو اپنے شوہر کی نامعقول حرکتوں کی اطلاع کرائی۔ یہ مقولہ محض غلط ہے کہ ٹیپو سلطان نے زنّار دار کو قتل کر کے اُسکی بیوی کو زبردستی حرمسرا میں داخل کر لیا تھا۔ واقعات کے رو سے یہ صریح بہتان اور نہایت بدنما تہمت ہے۔ وہ اگر خود راضی نہ ہوتی تو بھاگ سکتی تھی۔ خودکشی کر سکتی تھی طلبی کے وقت حاضری سے منکر ہو سکتی تھی غرضکہ کسی نہ کسی حیلے سے اپنے آپکو بچا سکتی تھی یا جان دے سکتی تھی۔ ان امور کا واقع نہ ہونا خود اُس کی رضامندی کی دلیل ہے۔

ٹیپو سلطان نے قمرالدین خان کو سرلشکر مقرر کر کے اُنکے ماتحت دس ہزار سوار انگریزی فوج سے لڑنے اور چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کئے اور خود بدولت دارالسلطنت کو روانہ ہوئے۔ قمرالدین خان نے تین دن کے بعد تمام بنجارہ ولمانہ اور بیلوں کو انبور گڈھ بھیج کر سامان رسد اسباب جنگ منگوا لیا۔ اور بیدنگل و مالور کے راستے سے بنگلور کو چلنے کی ہمراہیوں کو تاکید کی۔ کہ مغل سپاہیوں کا لباس پہن لیں۔ انگریزی فوج چنداول یعنی وہ دستہ جو اصلی فوج سے کچھ پیچھے رہا کرتا ہے میں مغل سوار اور انگریز سوار ملے ہوئے تھے۔ چھاپہ مارنے والوں نے حملہ کر کے پانچ ہزار بیل جن پر غلے لدے ہوئے تھے لوٹ لئے اور دو سو مغل سواروں کو گرفتار کر لیا دکنی و افغانی سپاہی اور قزاقوں کا گروہ روزانہ دونوں لشکروں پر حملہ کر کے اکثر ان کو ہلاک کر ڈالتا تھا آمد و رفت بند تھی غلہ کی رسد مسدود ہو چکی تھی اور دن رات میں کسی کو بھی لشکر گاہ سے باہر نکلنے کی جرأت نہ پڑتی تھی افواج سلطانی کی بہادری سے غنیم پر رعب بیٹھ گیا اور ٹیپو سلطان کی بذات خاص مقابلہ کرنے سے جو غرور سما گیا تھا اب وہ خوف و تشویش سے بدل گیا۔ تقال عبرت واقع یہ ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلہ میں کبھی کوئی جا کر علی الاعلان

اور اُس کے فوجی مخبروں اور معتمدوں کو پھانسنے کے لئے کیسا خوبصورت زرین جال پھیلایا گیا تھا جس نے ہمیشہ اس ملک ہندوستان کو غیروں کے ہاتھ سے تباہ کرانے میں سخت بے حیا بے غیرت بددیانت ثابت کرنے میں کبھی اپنی قومی عزت کا پاس نہیں کیا۔

یعنی نواب نظام علیخان اور مرہٹہ ناظم حیدرآباد سے مقام پانگل میں قیام کر کے امرا کو واسطے تسخیر ممالک محروسہ خداداد (ٹیپو سلطان) کے روانہ کیا۔ چنانچہ ملک عیسیٰ خان میراں یار جنگ نے اپنی فوج لیکر قلعہ گنجی کوٹہ تلہ پتری و تار مری وغیرہ کو ضبط کر لیا اور بہتیرے دیہات کو لوٹ مار سے خراب کر ڈالا اور حافظ فریدالدین خان المخاطب بہ مؤید الدولہ نے اپنے لشکر کثیر کے ساتھ بڑھ کر گتی پر تاخت کی۔ جہاں قطب الدین خان دولت زائی فوجدار نے اپنی جمیعت سے اُس کا مقابلہ کیا۔ حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ قلعہ گتی کا فتح ہونا دشوار ہے تو اُس طرف کے نواح کو تباہ کر کے شہر کڑپا اور سدہوٹ کے قلعہ میں اپنا دخل جما لیا اور چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل اور بضرب توپ ہائے گرم کنڈ سے کو گھیر لیا۔ اُدھر مرہٹے کے سردار حاکم پونہ کے حکم سے اپنے قلعوں کی تسخیر کو چڑھ دوڑے۔ چنانچہ پرسرام ناظم مرچ نے وہاں کے بعض قلعے اور مکان گوڑ کلا وہ کتنے صلح سے مسخر کر کے اپنے ملک میں داخل کر لئے بدرالزمان خان قلعدار صوبہ دھارواڑ نو مہینے تک لڑتا تھا۔ جب ذخیرہ جنگ میں ذوقہ باقی نہ رہا تب بمجبوری قلعہ دشمنوں کو حوالہ کر کے آپ دو ہزار جوانوں سے شکستہ ہو گیا مرہٹوں نے اُسکو پابزنجیر کر کے پونا بھیجنا چاہا اِس پر وہ مردانگی سے نکلا۔ اور کئی زخم کھا کر گرفتار ہو گیا اور نرگوند میں قید کیا گیا۔ اُس کے ہمراہی بڑی خرابی

مارے گئے اور اس ضلع کے سب قصبے اور قریے مرہٹوں نے لے لیئے
ہری پنڈت پھڑکیا نے ہرپن پلی کے راستہ پر آکر اُس کے گرد و نواح کو ضبط
اور شوم شنکر و بلنکے راجہ کو اُس کے آبائی راج پر مسند نشین کر کے صوبہ سرا میں اپنا دخل
کر لیا۔ پرس رام ناظم مرچ نے دھارواڑ۔ انکولہ۔ مرجان۔ شانور وغیرہ کے بندوبست سے
اطمینان حاصل کر کے لکھا جتیل درگ میں بھیج کر وہاں کے قلعہ دار دولتخان کے پاس
ایک اقرار نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو پچاس لاکھ روپے کی جاگیر
پاؤ۔ اور اپنے مال و اسباب سے کامیاب ہو جاؤ۔ مگر دولت خان نے اس دولت کو کچھ
مال نہ سمجھا اور رات کو اُس کی فوج سے لڑ گیا۔ صبح کو وہ فوج منتشر ہو کر سراسیمہ بھاگ
چل نکلی۔ اور دولتخان اُس لشکر کا سارا اسباب و ڈیرہ خیمہ اور پانسو گھوڑے
لیکر نگر کو روانہ ہو گیا۔ اور ناظم مرچ سرا سے نکل کر مدگری پہاڑ میں جا داخل ہوا۔
اور اپنے بھانجے مادھو راؤ کو مدگری مسخر کرنے کا حکم دیا۔ اور خود رسد کا سامان اور
مواشی لے کر انگریزی فوج سے ملجانے کا قصد کیا۔ اور انگریزی فوج کے سردار نے
اپنی فوج کو آراستہ کر کے دار السلطنت پر چڑھنے کی تیاری کی۔ سلطانی سپاہ کے
پیدل سپاہی جو صحرائے مدگری کے جنگل میں کمینگاہ بنائے بیٹھے رہتے تھے
غنیم کی فوج پر بہادرانہ تاخت میں مصروف ہوتے تھے ہر رات کو سینکڑوں کی ناک
اور کان کاٹ کر لیجاتے تھے اور پانچ پانچ چھ چھ سو بیل غلے کے چھین لیتے۔ جو شخص
ناک کان لاتا وہ ایک ہون پاتا۔ اور اناج بھرے بیل کی قیمت پانچ ہون اور
گھوڑے کے دس ہون انعام ملتے۔ اس سے دشمن کی سپاہ سخت حیران
ہو گئی۔ اور جب انگریزوں کی پلٹن گری گھاٹ کے سواد میں پہونچی تو اُس کا رسد

اور اب وقت بالکل تنبر گیا تھا اور کاویری ندی بڑے زور شور سے چڑھی ہوئی تھی لیکن سلطان والا شان نے انگریزوں کی فوج کے پہونچنے سے پہلے ہی ندی کے سامنے چار پانچ مورچے بنوائے تھے اُن پر کمپنی سپہ سالار مستعد جنگ ہوئے لیکن گورنر جنرل بہادر نے صبح ہوتے ہی دو مورچے لے لئے اور جنرل میڈوس بڑی فوج لیکر کری گھاٹ کے پہاڑ پر چڑھ دوڑا جسکو سید حمید نے پسپا کیا۔ اور انگریزوں کے سپہ سالار نے قلعہ سر کرنیکے لئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ بن نہ پڑی۔ اور رسد کی نایابی کا یہ حال تھا کہ چھ روپے سیر چاول اور چار روپیہ سیر دال اور تین روپیہ سیر آٹا مشکل سے میسر آتا تھا۔ اور گھی تو سولہ روپے سیر بھی نہ ملتا تھا۔

لشکر والوں کی مارے بھوک کے یہ نوبت پہنچی کہ توپ کشی کے بیلوں کو ذبح کرکے کھانے لگے۔ گورنر جنرل بہادر نے جب یہ بری نوبت دیکھی۔ اور اُن کو دریافت ہوا کہ ٹیپار کے راستہ سے جو رسد آتی تھی اس کو سلطانی لشکر نے لوٹ لیا تب اپنی بھاری توپیں زمین میں دفن کرا کر اور آلات چوبینہ اور بوجھل سامان کو آگ لگوا کر کری گھاٹ کے راستہ پر کوچ کیا۔ سلطان نے یہ ماجرا سُن کر بطور خوش طبعی چند بہنگی میوہ سبز و شاداب کی جنرل صاحب بہادر کے میر منشی کے پاس بھیجیں۔ اُس طرف کے سردار بھی اِس ظرافت کو تاڑ گئے۔ اور انہوں نے میوہ لانیوالوں کو انعام دیکر وہ بہنگیاں واپس کیں اور کہا کہ جنرل صاحب کے میر منشی یہاں حاضر نہیں۔

بلکہ لشکر کے چارپایوں کی یہ حالت تھی کہ پلٹن کے سپاہی توپیں کھینچتے اور صبح سے دوپہر تک بدقت تمام ایک فرسنگ طے کرکے مقام کر دیتے تھے غرض گورنر جنرل بہادر نے ہمت کرکے اتری درگ کی طرف کوچ کیا۔ اُس پہاڑ کے

قلعدار بڑی بھیڑ بھاڑ دیکھکر قلعہ کی کنجی سمیت استقبال کو نکل آئے۔ گورنر جنرل بہادر نے بھی اُس پر اظہار مہربانی کیا اور یہاں کچھ مواشی ہاتھ آئے۔ اُن کا گوشت کھانے سے لوگوں کو ہیضہ ہو گئی پھر صاحب بہادر سوندکیا میں داخل ہوئے جہاں پرسرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آ پہونچا جس نے انگریزی فوج کو فاقہ کشی سے بچا لیا اور کرنل ریٹ صاحب بہادر بھی رسد اور آذوقہ کا بہت سا سامان لیکر آ پہونچے اور کرنل ریٹ اور کرنل کوری نے نندی گرٹ و ساکڑی درگ کے قلعوں کو فتح کر لیا لطف علی بگ بخشی اور سلطان خان قلعہ دار اسیر ہو گئے۔

آملنا سکندر جاہ فرزند نظام علی خان اور مشیر الملک کا گورنر جنرل بہادر کے لشکر سے اور تاخت کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدگیری کی فوج محاصر پر۔

دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سیرنگپٹن پر اور مرہٹوں کا پہونچ جانا پھر سلطان اور انگریزوں کی صلح ہونا

واقعات سنہ ۱۲ھ

جب گورنر جنرل کو سبب مقصود کامیابی نہ ہوئی تو ٹیپو سلطان نے شاہزادہ فتح حیدر کو مع فوج سنگین گرم کنڈے کی طرف رخصت فرمایا جب شاہزادہ صوبہ سرا کی جانب

روانہ ہوا۔ اور اپنی سب فوج کلواری اور بوکاپٹن کے جنگل کی آڑ میں چھوڑ کر سوار و پیادہ کی چیدہ جمعیت ساتھ لے کر گرم کنڈے پر جا پہونچا جس قلعہ کو حافظ فرید الدین گھیرے پڑے تھے۔ شاہزادہ فتح حیدر نے جاتے ہی بشرکت میر علی رضا خان اُس فوج کو منتشر کر دیا۔ اور حافظ فرید الدین کا سر کاٹ لیا۔ بقیۃ السیف کڑپہ کی طرف بھاگ گئے۔ شاہزادہ فتح حیدر نے اُن کا سب اسباب و لوازمہ قلعہ میں بھیج دیا۔ اور محصورین قلعہ کی تشفی کر کے ایک سال کی تنخواہ بھجوا دی اور خود مدگیری کی جانب کوچ کیا۔ سکندر جاہ اور مشیر الملک جو آٹھ ہزار سوار اور تین ہزار پیدل لیکر گرم کنڈے سے سترہ کوس پر موسن پلی اور ولیم پاڑی کی نواح میں اترے تھے۔ یہ خبر سُن کر کوہستان سنگل پالہ میں چھپ بیٹھے۔ اور شاہزادہ نے مسافت دراز طے کر کے محاصران کو مدگیری پر جو رہے تھے ہنگامہ رستخیز برپا کیا۔ اور کتنے سرداروں کے سر کاٹ کر بفتح و فیروزی حضور میں آ پہنچا۔

انھیں دنوں میں میر قمر الدین خان رسد اور مواشی جمع کرنے کے لئے منگر گو گیا۔ اِس کے ایک ہفتہ بعد نواب نظام علیخان کے سردار اپنے لشکر سمیت خان خانی کی اطراف میں گورنر بہادر سے ملگئے۔ اور جنرل میڈوس نے نندی گڑھ کا قلعہ لیکر فتن گیری کی تسخیر کو فوج چڑھائی۔ لیکن قلعہ کے سپاہیوں نے توپ و تفنگ اور بانوں کی مار سے اُس کو پسپا کیا۔ زاں بعد کرنل کوبری نے پولٹیکل حکمت عملی سے قلعہ دار سے کوٹہ پر قبضہ پا لیا۔ جب برسات نکل گئی تو گورنر جنرل بہادر ناظم حیدرآباد کی فوج سمیت سرینگ پٹن کی تسخیر کو روانہ ہوئے۔ اور بڑی بڑی منزلیں طے کرتے گری کوڑے میں آ داخل ہوئے۔ اور ناظم کی فوج کو

ل‍ه صاحب نشان حیدری نے یہ تعداد پچیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ کی لکھی ہے

پیچھے رکھ ان مورچوں پر جو سلطانی سپہ سالاروں کی غفلت سے خالی پڑے تھے
دھاوا کرکے قبضہ کر لیا۔ تب سلطان نے مجبور ہو کر حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل
تفنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دارالسلطنت کی پاسبانی و حفاظت میں مصروف
رہیں اور خود جاں نثاروں کو ہمراہ لے مقابلۂ غنیم کا قصد کیا۔ لیکن رات کی تاریکی
میں اپنی فوجیں آپس میں ہی لڑ گئیں جن میں امام خان قندھاری اور سپہ دار میر محمود
شیرازی مارے گئے۔ اس عرصہ میں جنرل میڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی
کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق کے سبب نہایت استوار تھا لیکن
اُس رات محمد علی خان کے قریب خالی پڑے تھے ایک ہی حملہ میں لے لیے
جب سلطان نے یہ خبر سُنی تو آپ ساری فوج سمیت دارالسلطنت کی طرف
کوچ کیا اور دو اسد اللہی رسالوں کو اُس مورچہ کے چھڑا لینے کے لئے جسے
انگریزوں نے رات کو لے لیا تھا متعین فرمایا۔ لیکن وہاں انگریزی انتظام بہت
مضبوطی سے ہو چکا تھا اس لئے ان بہادروں کی جاں فشانی رائیگان گئی یعنی ان میں کے
لڑ بھڑ کر اکثر مارے گئے۔ اور جو باقی رہے وہ قلعہ میں واپس آئے۔

سلطان نے قلعہ دارالسلطنت کی اطراف و جوانب میں توپ و منجنیق اور
نوع بنوع کے آلات آتشبار نصب کرا کر ہر ایک جانب پاسبانوں کو متعین کر دیا
اُدھر پرسرام اور ہری پنت نے بھی اپنا لشکر لے کر سرکولی کی نواح میں خیمہ زن ہو گئے
اور فولاد جنگ اور شیر الملک نے اپنی فوجوں سمیت موتی تالاب پر خیمہ گاہ قائم
کی لیکن یہ تینوں سردار جانتے تھے کہ محاصرہ کو طول کھینچے گا اس لئے مصالحت
کی فکر میں تھے اور درمیان میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہو جایا کرتی تھیں کہ گورنر جنرل

بہادر بھی صلح کو پسند کرتے تھے لیکن جنرل میڈوس راضی نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ ایک لڑائی میں انگریزوں کے دو ہزار سپاہی کام آئے۔ باقی اپنے لشکر کی طرف چلے گئے اس رات کو جنرل میڈوس نے طمنچہ بھر کر اپنے ماتھے پر سر کیا لیکن ہاتھ بہکنے سے گولی نہ لگی۔ اور آواز سن کر کرنل مالکم جا پہونچے کہ جنرل کے خیمہ سے طمنچہ کی یہ آواز کیسی آئی تو معلوم ہوا کہ جنرل میڈوس نے اپنے مارنے کو طمنچہ سر کیا تھا وہ فیر خالی گیا تو اب دوسرا فیر تیار کر رہا ہے یہ حال دیکھ کر کرنل مالکم نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ اور اُس کو نشیب و فراز سمجھا کر صلح پر راضی کیا۔

قصہ کوتاہ تینوں سرداروں کی صلاح سے مصالحت کی یہ صورت قرار پائی کہ سلطان تین کروڑ روپے کا ملک انہیں چھوڑ دے۔ اور تین کروڑ روپیہ نقد دے اور ان روپیوں کے وصول ہونے تک دو شاہزادوں کو لارڈ کارنوالس گورنر جنرل بہادر کے پاس بھیج دے سلطان دوراندیش نے جو اپنے تمام کارخانوں میں نمک حراموں کی غفلت یا سازش کا زور دیکھا تو مجبوراً ان شرطوں کو قبول کر لیا۔ اور بارہ محال سیلم انور ہنگری سنکل درگ۔ ڈنڈیگل کالیکوٹ وغیرہ انگریزوں کو اور گڑپا پتری بلاری وغیرہ نواب نظام علیخان کو اور تنب بھدرا ندی کے اُس پار کا سارا ملک پیشوا سے پونا کو حوالہ کر ایک کروڑ روپیہ مع تحایف وہاں پاس بھیج دے۔ اور سلطان عبدالخالق اور سلطان معز الدین کو میر غلام علیخان کی اتالیقی میں گورنر جنرل کے حضور میں روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو ایلچی مقرر فرمایا۔

انگریزوں کے لشکر والے اپنے حصہ کے روپے لے کر مدراس کو چلے گئے۔ اور گورنر بہادر مع شاہزادگان بلند اقبال مدراس کی طرف کوچ کیا۔ کرنل ڈونٹن کو

اُن کا میر سامان مقرر کیا گیا تاکہ اُن کی تمام ضروریات کی فی الفور تعمیل کیا کرے اور مدراس میں اُن کے لئے ایک سلیمان حویلی خالی کر دی گئی اور اُس کو نہایت تکلف فرنیچر سے آراستہ کر دیا گیا اُس میں شہزادگان موصوف نہایت عزت و احترام سے رہنے لگے۔

نواب محمد علی خان بھی شہزادگان موصوف کی دلجوئی کو آتے تھے اور نت نئے میوے ہدیہ بھیج کر دوستی کا نباہ کرتے۔

لیون بی۔ بونگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کے حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان کا اقتباس نسبت واقعات مذکورہ بالا

واقعات گزشتہ کے متعلق صاحب موصوف یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۷۸۴ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلح کر لیا تھا مگر انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کا خیال پختہ کرنے لگا تھا چنانچہ فرانسیسیوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکریں کرنے لگا۔ اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسیوں کی مدد سے وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دے گا۔ اِس منشا کو پورا کرنے کیلئے اُس نے سلطان معظم کے دربار کو ایک سفیر اس غرض سے روانہ کیا کہ پہلے سلطان کا منشا دریافت کرے پھر فرانس جا کر گورنمنٹ فرانس کو اپنی حمایت پر آمادہ کرے

لیکن غالباً قسطنطنیہ میں ٹیپو کے نام سے بھی کوئی آگاہ نہ تھا اور اس کے سفیر سے ایسی بے توجہی کا برتاؤ ہوا کہ وہ جھنجلا کر ہندوستان کو لوٹ آیا۔ ۱۷۸۸ء میں بہ سرکردگی محمد درویش خان ایک اور سفارت براہ راست پیرس کو روانہ کی گئی۔ جہاں لوئی شانزدہم نے اس کا بڑی عزت و احترام سے استقبال کیا اور بہت خاطر مدارات سے پیش آیا لیکن وہ خود خانگی دشواریوں اور جمہوری حکومت کی شورش میں گھرا ہوا تھا اس لئے اس نے آیندہ کے وعدہ ہائے مدد پر قناعت کی اور سفیر بے نیل و مرام واپس آئے اور وقت باریابی سلطان ان سے بہت ناخوش ہوا۔

۲۸۔ دسمبر ۱۷۸۹ء کو ٹیپو سلطان مع فوج و توپخانہ اس کوہستانی سلسلہ کی دیوار[1] پر ظاہر ہوا جو راجہ ٹراونکور نے سرحدی حفاظت کے لئے تعمیر کروائی تھی اور جابجا دمدمے بنا کر توپیں لگائی گئی تھیں۔ حالانکہ یہ ریاست گورنمنٹ مدراس کے ماتحت تھی سلطان نے اس کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ ۲۹۔ دسمبر کو آفتاب نکلتے ہی اس کی فوج نے دیوار کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اندر داخل ہو گئی۔ ٹراونکور کی فوج نے ہر مقام پر بڑی جانبازی سے جنگ کی لیکن حملہ آوروں نے اس کو پسپا کر دیا آخر میں دوسرے حملہ پر ٹیپو سلطان کو بڑی خرابی سے واپس ہونا پڑا۔ اور قریب دو ہزار آدمیوں کے کام آئے ٹیپو چند ہمراہیوں کے ساتھ اپنی جان سلامت لے گیا مگر اس کی تلوار اور سپر بھی وہیں رہ گئی جس کو ٹراونکور کے سپاہی بڑی خوشی کے ساتھ اپنے پایہ تخت ترواندرم کو لے گئے۔

[1] یہ دیوار بارہ فیٹ بلند اور بیس فیٹ عریض تھی۔

اِس وقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا اُس نے مدراس کی گورنمنٹ کو لکھا
کہ اُن مقامات کے متعلق جو راجہ ٹراونکور نے خریدے ہیں اور اُن کی نسبت سلطان
کو عذر ہے اُس پر غور کیا جائیگا لیکن ایسے دعاوی جو کسی طرح نہیں ملنے چاہئیں
کیونکر گوارا کئے جا سکتے ہیں اس لئے ٹراونکور کے راجہ کو جو انگریزوں کا وفادار دوست ہے
ظالم اور گستاخ دشمن کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔

اُس کو اپنی شکست سے سخت صدمہ تھا اس لئے اُس نے سرنگا پٹن سے
بھاری توپیں طلب کر کے پھر محاصرہ شروع کر دیا اور ایک ماہ کی گولہ باری کے
بعد وہ دیوار توڑ سکا۔ جب دیوار میں شگاف ہو گیا تو ٹراونکور کی فوج ہٹ گئی۔
اور ٹیپو کے حکم سے برج وغیرہ منہدم کر دئے گئے اور نہایت کثرت سے مال
غنیمت ہاتھ آیا جس میں صرف دو سو توپیں اور کثرت سے گولہ بارود تھا یہ سب
سرنگا پٹم کو روانہ کر دیا گیا۔

ٹیپو کا ارادہ تمام صوبہ کو فتح کر لینے کا تھا لیکن سمندر کی کھاڑیوں اور
بارشی سیلاب اور موسم بارش کے آجانے سے وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکا۔
اور اپنی فوج لے کر پال گھاٹ کا راستہ لیا۔

ٹیپو اب ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا جس سے گورنر جنرل کو سوائے
اعلان جنگ کے کوئی چارہ نہ تھا اس لئے لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے عزم
بالجزم کر لیا کہ قطعی کارروائی سے کام لیا جائے۔ جب ستمبر ۱۷۸۹ء میں اس کو
یہ خبر ملی کہ سلطان نے ٹراونکور کی سرحد پر حملہ کیا ہے تو اُس نے نظام حیدرآباد
اور مرہٹوں سے مدافعانہ عہد نامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتی ٹراونکور پر روک دیا جائے۔ اور اس سے

اور اس کے ظلموں کا انتقام لیا جائے۔ لارڈ کارنوالس نے خود سپہ سالاری کا عزم کیا۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ مدراس کا گورنر جنرل میڈوز مقرر ہوا۔ تو اس نے جنرل میڈوز کی سپہ سالاری پر بھروسہ کر لیا۔ جنرل میڈوز نے ایسے بڑے بڑے سامانوں سے جنگ کی تیاریاں کیں جو قطعی اس کے اختیارات سے باہر تھے۔

اس نے فوج کی تقسیم کے وقت خاص فوج کو تو اپنے زیر کمان رکھا تاکہ ترچناپلی کی سرحد پر پال گھاٹ سے مغرب کر دے چلا کر تمام کویمبتور کو فتح کر لے اور پھر گجل ہٹی درہ کے ذریعہ سے گھاٹوں کو عبور کر کے میسور میں داخل ہو۔

اور فوج کا دوسرا حصہ کرنل کیلی کے سپرد ہوا کہ بارہ محال پر حملہ آور ہو۔ جنرل میڈوز کو میسور میں چند مقامات فتح کرنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ اور پال گھاٹ اور ڈنڈیگل کی فوجوں نے کچھ یوں ہی سا مقابلہ کیا اور ان پر انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن جب کرنل فلائیڈ کی فوج گجل ہٹی درہ سے بیس میل مشرق دریائے بھوانی کے شمال ستیامنگلم میں مورچہ بند ہوئی تو سلطان ٹیپو نے اپنا بھاری سامان پہاڑ پر چھوڑا اور کثیر التعداد سواروں کی فوج لے کر نیچے اترا اور انگریزی فوج پر گولے برسانا شروع کر دئے۔

میسور کی فوج کے حملے انگریزی سپاہ نے بڑی بہادری سے روکے اور فریقین کا نقصان کثیر ہوا لیکن انگریزی فوج ستیامنگلم پر قبضہ نہ رکھ سکی اور بڑی بے دلی کے ساتھ کرنل فلائیڈ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ سلطان کی فوج نے بڑی شدت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور گولے برسائے۔

انگریزی فوج گھر گئی اور پھر سخت جنگ شروع ہوئی لیکن اس خبر سے کہ

جنرل میڈوز آ پہونچا سلطان نے مایوس ہو کر اپنی فوج کو علیحدہ کر لیا اور فلاڈ کی فوج بحفاظت تمام ویلاوری میں پہونچی جہاں جنرل میڈوز کی فوج اُس سے مل گئی۔ جو دھنیا کنکوڈے سے واپس آ ئی تھی اور مجبل ہتی کو جا رہی تھی اور اس فوج سے کرنل اسٹوارٹ کی فوج بھی آ ملی جو پال گھاٹ کو لے چکی تھی مگر مجبل ہتی کے ذریعہ سے سلطان نے میسور پر حملہ نہ ہونے دیا جس میں اس کو پوری کامیابی ہوئی۔ اب چونکہ سلطان کو میسور کی طرف سے بے فکری ہوئی وہ جلد جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایرود۔ دھاراپورم اور دوسرے مقامات پر قابض ہو گیا۔ پھر وہ حملہ کے خیال سے بارہ محال کو روانہ ہوا۔ اس دھاوے میں انگریزی فوج نے اُس کا تعاقب کیا لیکن کچھ بھی نہ کر سکی کیونکہ یہ فوج ٹیپو کی تیز رفتاری کی کسی طرح برابری نہ کر سکتی تھی۔

بارہ محال کی انگریزی فوج کا کمانڈر کرنل میکسویل تھا کیونکہ کرنل کیلی کا انتقال ہو گیا تھا یکم نومبر کو کرنل میکسویل نے کشن گڑھی کے قلعہ کا تار گھاٹ لے لیا۔ یہ کرشن گڑھی بارہ محال کا صدر مقام تھی۔ اور میسور کی فوج کے حملے روکتا رہا۔ اس اثنا میں جنرل میڈوز نے ایرود کے قریب ویلانے کا ویری کو عبور کیا۔ اور ۱۴۔ نومبر کو تھوپور درہ پر پہونچا۔ اور ۱۷۔ نومبر کو میکسویل کی فوج سے آ ملا۔ لیکن ٹیپو سلطان ایسا ہنر مند جنرل نہ تھا جو اس چال میں پھنس جاتا۔ اس لئے اُس نے فی الفور تھوپور درہ کو چلے جانے کا عزم کیا جس کے دونوں سروں سے انگریزی فوج کا فصل بیس میل سے زیادہ تھا۔ اور وہ صحیح سلامت پہونچ گیا اور درہ کے پار ہو گیا۔ اور ترچناپلی کا راستہ عبور کر کے کارنڈل کے ملک کے وسط میں ہو کر روانہ ہوا اثنا راہ میں دیہات جلاتا اور روپیہ بجبر وصول کرتا گیا۔ جنرل میڈوز کو جو تعاقب میں جا رہا تھا اُس کی تیزی رفتار کی کسی بھی نہ معلوم ہوا

کرنیور کی فوج کہاں غایب ہوگئی۔ اس بعد سلطان پانڈیچری کو روانہ ہوا تا فرانسیسیوں کی مدد حاصل کر سکے۔ لیکن اُس کا مطلب نہ نکلا کیونکہ فرانس خود اپنی مصیبت میں گرفتار تھا۔ اس جنگ کے دوران میں ٹیپو سلطان فنِ حرب میں جنرل میڈوز کی بانسبت زیادہ ہنرمند اور لائق ثابت ہوا۔ لیکن مغربی ساحل پر ٹیپو کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئی کیونکہ اس کے سپہ سالار میر حسین علی کو کرنل ہارٹل نے شکست فاش دی۔ اور ہر چند جنرل نے تیلی چری میں اتر کر کنانور کو فتح کر لیا اور آخر میں کل ساحل ملیبار ٹیپو کے قبضہ سے نکل گیا۔ لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ کچھ عرصہ کے لئے سلطان نے اپنے تیز دھاؤں سے اپنے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے کیونکہ سلطان کے مقبوضات پر دشمنوں کا قبضہ کرنا کجا دشمنوں کو خود سلطان کے حملوں سے دم لینے کی مہلت نہ تھی۔ جو سلطان خود دشمنوں کے ممالک کے اندر کر رہا تھا۔

لارڈ کارنوالس دسمبر میں مدارس آگیا۔ اور آخر جنوری ۱۷۹۱ء میں اُس نے ویلور کی افواج کی سپہ سالاری خود اپنے ہاتھ میں لی۔ اور بنگلور کے محاصرہ کا عزم کیا۔ ٹیپو یہ سن کر دھاوے کرتا ہوا آپہونچا۔ اور بہت کوشش کی کہ بارہ محال سے وہ گھاٹوں میں چڑھنے نہ پائے۔ لیکن لارڈ کارنوالس نے پہلے تو مصنوعی طور سے امبر کی طرف فوج کو پھیرا۔ پھر ایک دم سے موگلی درہ کی طرف گھوم پڑا اور بلا روک ٹوک ہوتا ہوا بنگلور پر بڑھا۔ ان دونوں مقاموں پر اس کا کسی نے مقابلہ نہ کیا اب بنگلور سے پندرہ میل پر خیمہ زن ہو گیا اور پانچویں مارچ کو بنگلور جا پہونچا۔ اپنے پہونچنے کے دوسرے روز لارڈ کارنوالس نے اپنی فوج کو مستحکم مقام پر مورچہ بند کیا۔ ٹیپو کا لشکر قلعہ کے جنوب و مغرب کے گوشہ پر تھا۔ یہاں کئی لڑائیاں سخت

دائم ہوش اور گہرے گولیوں کا مینہ برستا رہا لیکن جب قلعہ شکن توپوں سے کام لیا گیا تو پھاٹک فتح ہو گیا۔ اس میں انگریزی فوج کا نقصان کثیر ہوا اور کرنل موہوس توپخانہ کا کمانڈر مارا گیا۔ ناں بعد نہایت سخت جنگ کے بعد قلعہ پر بھی دخل کر لیا گیا۔

اب ٹیپو سلطان کو یہ دیکھ کر کہ بنگلور ہاتھ سے نکل گیا۔ سرنگا پٹن کو بچانے کی فکر پیدا ہوئی اور لارڈ کارنوالس قلعہ کی ضروری درست کرا کر دیون ہلی کو روانہ ہو گیا تاکہ اُن دس ہزار سواروں سے جا ملے جو نظام نے بھیجے تھے۔ اور اس غیر قواعد دان فوج کے ساتھ سرنگا پٹن کو روانہ ہوا۔ سرنگا پٹن کے قریب پہونچ کر لارڈ کارنوالس نے میسور کی افواج کو مضبوط مقامات پر مورچہ بند پایا۔ دریائے کاویری اُن کے داہنے بازو پر تھا۔ ناہموار پہاڑیاں بائیں بازو پر تھیں اور دلدل سامنے تھی مگر کرنل میکسویل نے جوں توں ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اور گولہ باری شروع کر دی میسور کی فوج بلندیوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع ہوئی مگر کرنل فلایڈ کے رسالوں نے دشمن کی ہٹتی ہوئی پیادہ صفوں کو بہت نقصان پہونچایا۔ سامان رسد کی قلت اور جانوران بار برداری کی کمی کی وجہ سے انگریزی فوج بڑی مصیبت میں مبتلا ہو رہی تھی چارہ نہ ملنے سے بہت سے جانور مر چکے تھے۔ بڑی توپیں سپاہیوں کو کھینچنا پڑتی تھیں۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ سلطان کے سپاہیوں نے ڈاک کا سلسلہ منقطع کر رکھا تھا۔

دوسری فوج سر ابرٹ ایبر کرامبی کی سرکردگی میں اور آ رہی تھی اوسکو حکم بھیجا گیا کہ ساحل مالابار پر واپس جائے اور اب لارڈ کارنوالس کو مراجعت کے

سوائے چارہ نہ تھا۔ لارڈ کارنوالس کو بہت سی توپیں اور سامان جنگ واپسی کے وقت ایک درہ میں دفن کر دینا پڑا۔ اور گولے وغیرہ بہت سا بھاری سامان دریا میں پھینکنا پڑا اور گاڑی چھکڑوں کو جلا بنگلور کی طرف چل دیا۔ اس مراجعت میں بارش کی وجہ سے اور مصیبت بڑھ گئی تھی۔

چرکولی پہونچ کر اُسے مرہٹوں کی فوج سے کچھ امداد مل گئی اور اس امداد نے لارڈ کارنوالس کی ضروریات کو رفع کر دیا۔

اس فوج کشی میں دربار پونا اور نظام دونوں نے اپنے اپنے مطلب حاصل کرنیکے لئے لارڈ کارنوالس کی مدد کی تھی۔ مگر اُن کی فوجوں نے بجائے خود علیحدہ کام کئے۔ اور دھارواڑ وغیرہ مرہٹوں کے ہاتھ آگیا۔ اور نظام کی فوج نے کڈاپا اور اُس کے ملحق اضلاع پر قبضہ کر کے بہت سے رسالے لارڈ کارنوالس کی کمک کو جو سرنگاپٹم کے محاصرہ کو جا رہا تھا بھیج دیئے تھے۔

جس وقت سے انگریزی فوج نے میسور میں قدم رکھا ٹیپو سلطان صلح کے متعلق برابر خط و کتابت کرتا رہا لیکن باقاعدہ صلح کی نوبت نہیں آئی۔

لارڈ کارنوالس نے بنگلور لوٹ کر یہ انتظام کیا کہ مرہٹوں کو شمال و مغرب میں جنگ جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔ اور اُن کو صوبہ سیرا روانہ ہونے کی تاکید کی۔

اور نظام کی فوج کے سپرد یہ خدمت کی کہ وہ شمال و مشرق میں ملک پر قابض رہے۔ اور خود بارہ محال کی طرف بڑھا۔ اس طرف باستثنائے کرشن گیری کے سب قلعے مفتوح ہو گئے یا قلعہ والوں نے بخوشی اطاعت منظور کر کے سپرد کر دئے

نندی درگ کا قلعہ بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد ۱۹ ۔ اکتوبر کو فتح کیا گیا ۔ لیکن کشن گیری کے محاصرہ میں کرنل میکسویل کو شکست فاش ملی اور ایک دوسری فوج کو جو کوئمبتور پر قابض تھی سخت ہزیمت نصیب ہوئی ۔ اُدھر سے میر قمرالدین نے آٹھ ہزار فوج باقاعدہ لیکر کوئمبٹور کا محاصرہ کیا ۔ اور محصورین اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوئے ۔ اور لفٹنٹ چامرس اور لفٹنٹ فیشن قید کر کے سرنگاپٹم بھیجدئے گئے ۔

پھر لارڈ کارنوالس نے ساون درگ کا قلعہ فتح کر لیا ۔ جو اپنی دشواریوں سے ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا ۔ اس مشہور قلعہ کی فتح کے بعد اترورگ کے قلعہ پر انگریزی فوج زینے لگا کر چڑھ گئی ۔ اور اس کو فتح کر لیا ۔ اس کے بعد اور بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کر ڈالے گئے ۔

اب میسور (ٹیپو سلطان) کے آس پاس مضبوط فولادی جال قایم ہو گیا تھا ۔ تب لارڈ کارنوالس نے سرنگاپٹم کیطرف کوچ کیا ۔ اور ۵ ۔ فروری کو وہ سرنگاپٹم سے پانچ میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا ۔ نظام کی فوجیں اُس کے پاس پہونچ کر شریک ہو گئیں ۔ جن کے ساتھ رزیڈنٹ حیدرآباد کینا وے موجود تھا ۔ اور مرہٹہ فوج شمال و مشرقی حصہ میں اپنے پیشہ غارتگری میں مصروف تھی ۔ اور اُس کا ایک چھوٹا حصہ ہری پنتھ کی ماتحتی میں انگریزی فوج کے ساتھ تھا ۔ لارڈ کارنوالس نے اپنے پہونچنے کے ایک ہی روز بعد حملہ کرنے کا عزم کیا ۔

۲۶ ۔ فروری کو جنرل ابرکرامبی بھی مع اپنی فوج کے کورگ سے آکر انگریزی فوج کا شریک ہو گیا ۔ اور کورگ کا راجہ ویراج بھی جو سلطان سے معاوضہ کی تمنا رکھتا تھا آکر انگریزی فوج کا شریک ہو گیا ۔ اور بمبئی سے بھی دو ہزار گھوڑے

اور چار ہزار دیسی سپاہی آگئے۔ لہذا لارڈ کارنوالس نے کاویری کے دونوں جانب سے سرنگاپٹم پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

اور ۱۹۔ فروری کو جنرل ایبرکرامبی کے دریا کے جنوب و مغرب کیطرف مورچے قایم کر دیئے۔ ٹیپو سلطان کی فوجوں نے ہر طرف سے بڑا زور مارا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ اور انگریزی فوجیں اپنا کام کرتی رہیں۔ سلطان کو بڑا طیش تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے جسوقت یہ کام ہو رہے تھے سلطان نے وکیل مصالح بھیج کر لارڈ کارنوالس کے دل کا حال لیا۔ سلطان کا منشاء صلح کا تھا۔ ۲۲۔ فروری کو جتھے کے سرداروں نے صلح کی تمہیدی شرائط لکھ کر سلطان کے پاس بھیجدیں۔ شرطیں حسب ذیل لکھی گئیں

(۱) سلطان اپنا آدھا ملک جتھہ کے حوالہ کر دے۔

(۲) تیس لاکھ سے زاید روپیہ دیوے۔

(۳) سب قیدی رہا کر دے۔

(۴) اپنے دو بیٹے سلطان معزالدین اور سلطان عبدالخالق یرغمال میں دے

ان شرائط کو سلطان نے منظور کر لیا۔ اور صلحنامہ پر باضابطہ دستخط کر دیئے۔ اس صلحنامہ کے ذریعہ سے لارڈ کارنوالس نے ایسی جنگ کا خاتمہ کر دیا جس میں کثرت سے اتلاف جان ہوتا۔ اس کے علاوہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے بھی کچھ ایسی ہدایتیں آئی تھیں کہ جنگ ختم کیجائے۔

جب صلح ہو گئی اور انگریزی فوج سرنگاپٹم سے ٹل گئی تو سلطان کا سب سے پہلا فعل یہ تھا کہ اس نے اپنی تمامی رعایا سے جبریہ روپیہ وصول کیا۔ یہ روپیہ ادائے قرضہ میں صرف کیا گیا۔ مگر یہ ماننا پڑے گا کہ جہانتک صلحنامہ کی شرائط کو انگریزوں نے

تعلق تھا سلطان نے ان کو بڑی ایمان داری سے پورا کیا حتے کہ اُس کے دونوں بیٹے جو یرغمال کے طور پر میجر ڈوٹن کے پاس تھے سنہ ۱۷۹۴ء میں سلطان کے پاس واپس بھیج دیئے گئے۔

کوچ کرنا سلطانی فوجوں کا اطراف کے راجاؤنکی تنبیہ کو بندوبست ممالک محروسہ قلعۂ دارالسلطنت کی تعمیر و مرمت میر صادق کا پھر دیوان مقرر ہونا مع حالات واقع سنہ ۱۲۰۷ھ

جب تینوں امراء ہم عہد یعنی (انگریز۔ نظام۔ مرہٹہ) اپنے اپنے ملک کو واپس گئے سلطان نے ملک محروسہ کی مہمات پر توجہ مبذول کی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مہدیخان مدارالمہام نے ہر طرح کی نمک حرامی جایز رکھی تو سلطان نے اُس کو معزول کر کے نمک حرام قدیم میر صادق کو منصب دیوانی پر پھر مامور فرمایا۔ وہ ظالم بدکیش قلمدان وزارت پاتے ہی پرانے افسروں اور معتمدونکو سلطان کی نظروں سے گرانے اور قتل کرانے اور اُنکے گھر بار کو لٹوانے لگا۔ جس سے سلطان کے جاں نثار اور وفادار کم ہونے لگے۔ اور جو باقی رہے وہ ترساں دلرزاں دم بخود ہو کر ایام گزاری کرنے لگے۔ انہی دنوں میں جاسوسوں نے

خبر دی کہ دار السلطنت کے شمال میں کئی راجا اور پالیگار مخالفت اور مخاصمت پر آمادہ ہیں سلطان نے ان خبروں کو سُن کر سید صاحب کو بڑی جمعیت کے ساتھ مدگیری وغیرہ کی جانب روانہ کیا۔ اور میر قمر الدین خان بہادر کو بڑی فوج دیکر ہرپن پلی کے راجہ کی گوشمالی پر مامور کیا۔ چنانچہ میر قمر الدین خان نے قلعہ ہرپن پلی کا فتح کر کے چیتل درگ پر فوج کشی کی۔ یہانتک سات مہینے تک مقابلہ رہا۔ آخر کو فتح پائی اور راجہ کو مع چار سو سپاہ کے اسیر کر لیا۔ اور ہرپن پلی کے قلب مکانات اور قلعوں کو ڈھا کر رجعت کی۔ ہر جنگ صوبہ دار جو چیتل درگ میں پناہ کے لئے آرہا تھا۔ اُس نے اُن اطراف میں اناگندی اور کنک گری میں اپنا دخل کر لیا۔ اور راجہ ہری نایک کو مناسب وقت قولنامہ دیکر بلوالیا۔ اور اُسکے تعلقہ کے واگزاشت کی سند مع خلعت دیکر اُس کو مطیع کر لیا۔ اِس سے نایک مذکور مطیع سلطنت ہو گیا۔ اُدھر سید صاحب نے کتنے گمراہوں کو ٹھیک کیا۔ اور سید حمید سپہدار نے کئی کام نہایت مستعدی اور بہادری سے انجام دیئے۔ جس کے عوض میں نوبت نقارہ فیل مع عماری طلائی کے مرحمت ہوا۔ اور نواب کا خطاب مرحمت ہو کر حیدر نگر کا ناظم مقرر کیا گیا۔

المختصر آس پاس کے راجاؤں اور جاگیرداروں کو جب دخل ہوا کہ سلطان عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے ساتھ عداوت کرنی ہے۔ تو اپنی حرکتوں سے باز آکر فرمانبردار ہو گئے۔ اور بنگور کے راجہ کو گورنر جنرل کی سفارش پر لاکھ روپیہ سالانہ خراج کی شرط پر اُس کا تعلقہ واپس دیدیا گیا۔ انہیں دنوں میں سلطان عالیشان نے کارپردازوں اور عاملوں کو ہر سال ذالحجہ کے مہینہ میں حاضر آستانہ ہونے اور دیانت و امانت سے کام کرنے کا حلف دیکر واپس جانیکا

قاعدہ مقرر کیا۔ اور تمام دفتر فارسی میں کر دیئے لیکن خود دُنیادی تعلقات سے کچھ ایسا برداشتہ خاطر ہو گیا تھا کہ اکثر اوقات نماز وتلاوت اور نوافل و وظایف میں گزراتا تھا۔ لیکن جب سلطان کو یہ مذہبی پابندی بڑھ گئی تو سب اپنی اپنی جگہ پر بیباک ہو گئے۔ اور میر صادق مذکور تمام ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ ساری سلطنت اُسکے اختیار میں ہو گئی جس سے تمام ملک میں فتنہ و سازش کے چور دروازے کشادہ ہو گئے۔ رعایا کا حال اور ملک کے واقعات حضور میں نہ پہونچنے دیتا۔ سلطانی ہوا خواہ سب کے سب یہ رنگ دیکھ کر تنگ آ گئے۔ اور صلاح نیک دینے اور کلمہ خیر کہنے سے خاموش ہو گئے۔ انہیں دنوں سلطان نے دارالسلطنت کے قلعہ کو جا بجا سے تڑوا کر سنگبست فصیل مع گہری خندق اور بروج کے تیار کرایا۔ اور دکھن کی جانب پانچ حصار استوار تیار کر لئے۔ اور اب یہ قلعہ بہت ہی مضبوط ہو گیا۔

واقعات از ابتدائے سنہ ۱۲۰۸ ہجری

لغایت سنہ ۱۲۱۲ ہجری

ہر دو شاہزادگان والا شان جو ٹیپو سلطان کی طرف سے سرکار انگریزی کی اول میں دیئے گئے تھے بعد ایک سال و چند ماہ بعد تعمیل شرائط واپس لائے نزد حسب قرار داد از جانب سلطان باحترام تمام واپس آئے۔ سلطان نے اُن کے ورود میں جشن شاہانہ ترتیب دیا۔ اور سب امیروں اور منصبداروں کو الطاف شاہی سے ممتاز فرمایا۔

اور غربا و مساکین کو زر نقد تقسیم کیا۔ قلعہ معلےٰ میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔

عمدہ اور نامی ملازموں نے میر میراں کا خطاب پایا سلطانی کارخانوں کی کچہریاں اسماء حسنےٰ کے شمار سے جو ننانوے ہی نامزد ہوکر ہر کچہری پر چار ہزار سپاہ متعین کی گئی۔ اکثر مشایخ اور پیرزادے باریاب سلطانی ہوکر میر میراں بن بیٹھے اور صاحب نوبت و نقارہ ہو گئے۔

اسی عرصہ میں شاہزادۂ ایران بہ سبب بعض مخالف خانگی کے اپنا ملک چھوڑ بحالت غربت شاہ دین پناہ کے حضور میں آپہونچا۔ سلطان نے نہایت اعزاز سے اُسکو رکھا اور دس ہزار روپیہ ماہوار اُسکے مصارف کیلئے مقرر کر دیا۔

بیھ زمان شاہ درانی والئے کابل کے پاس ایک ایلچی معہ شقہ و تحایف گراں بہا بایما کمک و حمایت اسلام روانہ کیا۔ اُدھر سے بھی جواب دوستانہ با تحایف قیمتی موصول ہوا۔ ایک روز سلطان نے تمام امرا و اعیان سلطنت کی دعوت کی سب ایک وسیع دستر خوان پر بیٹھے اور سب کے سامنے تیشر برنج رکھا گیا۔ اور سلطان نے ایک مختصر اسپیچ میں کہا کہ بھائیو ہم تم سب بھائی بھائی ہیں اور اسلام کی حمایت سب پر واجب ہے پس تم سب فی سبیل اللہ جان و مال سے تیار رہو۔ زاں بعد سب کو شہادت کے سرخ خلعت تقسیم کئے گئے لیکن وہ تو دور ہی پلٹ چکا تھا اور وہ سپاہ دل قومی زندگی یا شہادت کو کیا جانتے تھے۔ اسلئے سب زمانہ سازی کی باتیں کرکے واپس گئے۔ اور جو سچے دیندار اور پکے جان نثار تھے۔ اُن کو سلطان کے کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ خود اس فرض کو جانتے تھے۔ جس کا ثبوت آگے چلکر ہوگا۔

بعد چند ماہ سلطان نے شاہزادۂ ایران کو بہت سا جواہر قیمتی اور سامان امیرانہ دیکر رخصت کیا۔

پھر خاندان کی شریف و معزز لڑکیاں تلاش کر کے بڑی دھوم دھام سے شاہزادوں کی شادیاں کیں۔

زاں بعد سرینگ پٹن۔ کولار۔ ہوسکوٹ۔ دیون ہلی۔ صوبہ سرا۔ بنجاور سے دس ہزار شیخ سید چن کر بطور پارلیمنٹ کے ایک مجلس قایم کی اور جماعت خاص اُس کا نام رکھا لیکن یہ لوگ ابھی ملکی اور جنگی انتظامات میں کوئی خاص تجربہ اور قابلیت نہ رکھتے تھے۔ اِس لئے میر صادق نمک حرام نے اس جماعت کو کسی کام میں لگنے نہ دیا۔

اور میر صادق کے دباؤ کی یہ نوبت پہونچی کہ کوئی امیر۔ مشیر۔ نقیب یساول جاسوس۔ چوبدار وغیرہ بغیر اطلاع اُس کے کوئی بات حضور سلطانی میں بالا بالا پیش کرنے کا حوصلہ نہ کرتا۔ عرضیاں سب اُسی کے سامنے پیش ہوتیں۔ جن کو وہ مناسب جانتا حضور میں پیش ہونے کو میر منشی کے پاس بھیج دیتا۔

الغرض تمام ملک ایسے ہی نمک حراموں سے بھر گیا۔ اور خراج کا آٹھواں حصہ بھی خزانہ میں نہ آنے لگا۔ اور سلطان اُس کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی رہ گیا۔

فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سرنگاپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل حسب مشورہ میر عالم و مشیر الملک دیوان حیدرآباد۔ اور مسخر ہونا قلعۂ دارالسلطنت کا

مع واقعہ شہادت ٹیپو سلطان

واقع سنہ ۱۲۱۳ھ

یہ عشرت و عیش و کامرانی کب تک — عشرت بھی ہوئی تو تو جوانی کب تک
گر یہ بھی سہی بقائے دولت ہے محال — دولت بھی ہوئی تو زندگانی کب تک

ادھر ٹیپو سلطان نے ایک سفیر زمان شاہ والئے کابل کے پاس۔ دوسرا سلطان روم کے حضور بامید امداد اسلام روانہ کیا۔ اور فرانسیسیوں کی طرف سے اُس کو کمک کا یقین دلایا گیا۔ حالانکہ یہ سب باتیں اُس وقت کے خلاف تھیں کیونکہ اُس کا ملک خود نمک حراموں کے ہاتھ میں تھا۔ اور اُس کی فوجوں سے جان نثار اور وفادار لوگ نکل چکے اور جنگ آزما بہادر بد دل ہو رہے تھے۔ بااین ہمہ اُس کی طاقت سے سب کو خوف تھا کہ اگر یہ سنبھل گیا اور مدد پا گیا تو غضب کا سامنا ہوگا۔ اسلیے دانشمند انگریزوں نے اس وقت سے فایدہ اٹھانا چاہا۔ اور سلطنت کے صاحب اختیار

اور باقی نمک حراموں کو ملا کر سلطنت خداداد کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے اور میر عالم
کی صلاح سے تمام حالات گورنر جنرل کو لکھ بھیجے۔ لارڈ ہنگٹن صاحب بہادر
گورنر جنرل فی الفور چار پلٹن گورہ کی ہمراہ لے کر مدراس میں آپہونچے اور یہاں کی
اور فوجیں اکٹھی کر جنرل ہارس کے ساتھ سرینگاپٹن کی تسخیر کے لئے آگے
بڑھے۔ اُدھر حیدرآباد سے کرنل رابٹ اور کرنل ڈالسن بھی چار پلٹن سمیت چلکر
جنرل موصوف سے مل گئے۔ اور میر عالم آٹھ ہزار سوار ساتھ لے اور روشن رائے
مع چھ پلٹن کے انگریزی فوج سے آملے۔

اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لئے سلطان کے پاس کئی دفعہ کئی خط بھیجے جن
میں چند شرطیں درج تھیں۔ جو ایسے وقت کے لیئے مناسب کہی جا سکتی ہیں
اور کوڑیال بندر اور منگلور کا مطالبہ کیا جو کچھ زیادہ نہ تھا لیکن میر صادق نمک حرام
نے اُن کی پذیرائی سے سلطان کو باز رکھا اور اُن کا کچھ جواب ہی نہ دیا تب جنرل
موصوف نے لارڈ صاحب کے حسب الحکم جنرل فلائیڈ اور جنرل برجس وغیرہ کو رمضان
کی دوسری تاریخ ۱۲۱۳ھ ہجری میں کوچ کر کے رائے کوٹہ پر کیمپ قایم کیا۔ اب
بھی میر صادق نمک حرام سلطان کو دھوکے دیتا اور سلطان کی طاقت پر
سلطان کو مغرور کرتا رہا۔ اور سلطان نے دو سردار مع لشکر انگریزی فوج کے
مقابلہ کو روانہ کئے۔ وہاں جا کر اکثر بہادروں نے میدان کارزار گرم کرنا چاہا۔
لیکن آخر میں تاڑ گئے کہ اُن کے افسر طرح دہی کرنا چاہتے ہیں۔ لاچار وہ بھی
جان بچانے لگے اور جنرل موصوف نے کوچ کر کے اتی کل میں ڈیرہ ڈالا۔
تب سلطان نے مع فوج کثیر تختگاہ سے کوچ کر کے چن پٹن کے سواد میں خیمہ گاہ

قایم کی مگر جنرل مذکور اُس راستہ کو کاٹ کر خان خان ہلی پر جا پہونچا۔ تب سلطان نے یلغار کر کے گلشن آباد کی سرحد پر جنگ کا سامان کیا۔

یہاں جانباز بہادروں سے جی کھول کر حق نمک ادا کیا۔ قریب تھا کہ وہ مورچہ انگریزوں سے چھین لیں اس میں قمرالدین خان سپہ سالار نے جو میر صادق کا ایلچی پر دردہ ہو چکا تھا۔ سلطانی جانبازوں کو انگریزی توپخانہ کی زد پر لگا کر خود اپنے مقام کی آڑ پکڑ لی۔ اب کیا تھا انگریزی توپوں کی گراب نے سب کا فرش بچھا دیا اور جو باقی رہے وہ بھاگ نکلے۔ تب سلطان نے ساری فوج یکمشت کر جنگ کا حکم دیا حکم پاتے ہی سید غفار اور نواب حسین علی خان اپنی اپنی جمعیت یکمشت فوج انگریزی پر ٹوٹ پڑے۔ اور ایک طرف سے نواب محمد رضا خان نے نہایت تیز و تند حملہ کیا۔ قریب تھا کہ فوج مخالف تباہ ہو جائے۔ اتفاقاً نواب موصوف کے گولی لگی اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ سلطان نے اُس کی لاش پالکی پر سرینگاپٹن کو روانہ کی۔ اور خود دشمن کے سامنے آیا۔

اس میں جاسوس خبر لائے کہ سیرنگ پٹن پر حملہ کی تیاری ہو رہی ہے۔ یہ خبر پاتے ہی سلطان دارالسلطنت کو مراجعت فرما ہوا۔ دوسرے دن انگریزی فوج نے اُن مورچوں پر قبضہ کر لیا جو سلطان نے قلعہ کے سامنے بنوائے تھے۔ اور قلعہ کے جانب غرب مورچہ بنا کر حصار توڑنے کو گولے مارنے لگے۔

جب انگریزی فوجوں نے سیرنگ پٹن کے اطراف میں اچھی طرح ضروری اور مضبوط مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اور مناسب موقع مورچوں سے گولہ باری سے دیوار قلعہ کو مشبک کر ڈالا اور ٹیپو سلطان نے اپنے افسروں اور معتمدوں کے

طرزِ عمل سے معلوم کر لیا کہ یہ نمک حرام گندم نما جو فروش میرے دشمنوں سے ملے ہوئے ہیں۔ اور بعض ناتجربہ کاری سے معذور ہیں تو ۲۴ ذیقعد سنہ ۱۲۱۳ ہجری کو ٹیپو سلطان نے موسی سپیبو اور دوسرے افسران فرانسیس کو یاد فرما کر ان پر ظاہر کیا کہ حالت موجودہ کو تم دیکھ رہے ہو جس پر کوئی اطمینان نہیں ہو سکتا۔ جن لوگوں کو میں اپنا معتمد اور یار غار جانتا تھا ان کی مکاری اور دغابازی کو خیر سے دیکھ رہا ہوں اور غنیم کا زور روز بروز کی جگہ ساعت بساعت بڑھتا جاتا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے۔ فرانسیسی سرداروں نے دست بستہ جواب دیا کہ ہم نے حضرت کا نمک کھایا ہے اور حضرت نے ہمیشہ ہم پر بھروسہ کیا ہے۔ ہم حضرت کے پسینے پر اپنا خون گرانے کو حاضر ہیں۔ اب صلاح وقت یہ ہے کہ حضرت جواہرات کی پیٹیاں اور اشرفیاں اور توشکخانہ کا قیمتی سامان لے کر مع خواتین حرم سرا کے آدھی رات کے بعد خاموشی کے ساتھ قلعۂ معلی سے باہر تشریف لے جائیں باہر لشکر دس ہزار سوار جرار اور پانچ ہزار فوج باقاعدہ پیادہ کا زبردست بدرقہ مع بیس ضرب توپ کے ساتھ لیں اور یہ سبیل یلغار صوبہ سرا و قلعۂ چیتل درگ میں جا پہنچیں اور نہایت معتمد افسروں اور جاں نثار معتمدوں کو مختلف کاموں پر مامور فرمائیں اور یہ قلعہ فدوی اور موسے لالی سپہ سالار کے تفویض کر جائیں جب تک ہم میں سے ایک باقی رہے گا حضرت کے ادائے نمک میں قصور نہ ہوگا۔ اور اگر یہ بات منظور نہ ہو تو حضرت ہم سب فرانسیسیوں کو پکڑ کر انگریزوں کے سپرد کر دیں وہ ہمارے نکل جانے سے حضرت کے ساتھ مصالحت کی گفتگو کرنے لگیں گے کیونکہ ان کو زیادہ تر ہمارے ہی ساتھ کینہ و پرخاش ہے۔ ٹیپو سلطان نے

موسیو سوار فرانسیس کا یہ جواب سُن کر قوم فرانسیس کی نمک حلالی وفاداری بہادری پر تحسین کی۔ اور جواب دیا کہ دوستو تم غریب الوطن میرے طلب سے آئے ہو۔ اور تم نے کبھی میری رفاقت اور وفاداری میں قصور نہیں کیا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم جیسے شریف۔ بہادر۔ نمک حلال۔ وفادار دوستوں کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ اگر میری تمام سلطنت تلف اور تاراج ہو جائے تو میں اُس پر راضی ہوں لیکن تم کو ہرگز دشمنوں کے حوالہ نہیں کر سکتا۔ پھر سلطان نے اُن کو اپنے مقام پر ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ اور وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر پہونچے۔ یہاں سلطان نے اپنے نمک حرام دیوان میر صادق سے اس مشورہ کا ذکر کر کے اس کی رائے دریافت کی۔ اُس شقاوت پیشہ دغاباز نے سخن سازی کی تمہید بیان کر کے نہایت ہمدردانہ اور خیر خواہانہ لہجہ میں عرض کی کہ جہاں پناہ اس قوم نے کسی کے ساتھ وفا کی ہے۔ فرانسیس اور انگریز دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال۔ حضرت یقین فرمائیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کو سپرد کیا۔ یہ انگریزوں کے تفویض کر دینگے۔

پھر سلطان نے چاہا کہ تمام جواہرات وخزانہ اور توشک خانہ کا اعلےٰ سامان مع زنانہ قلعہ چیتل درگ کو روانہ کر دیں اور وہ سامان حسب الحکم مناسب طور سے صندوقوں میں رکھا گیا۔ تاکہ نہایت تنومند ہاتھیوں اور تیز خرام اونٹوں پر بار کیا جائے۔ اور زنانہ سواریوں کے لئے نہایت تیز رفتار بیلوں اور کہاروں کا انتظام ہوگیا۔ اور اسکے متعلق دوسرے مناسب انتظام قرار دیئے گئے۔ اور ہمراہی کے لئے نہایت معتمد افسر وجاں نثار تجویز کیے گئے۔ اتنا اہتمام

ہو جانیکے بعد سلطان نے اپنے امرائے خاص کو یاد کرکے اس تجویز پر مطلع کیا
یہ ارشاد سن کر دوسرے امرا نے خود کو سکوت کیحالت میں ظاہر کیا۔لیکن
بدرالزمان خان نایطہ نے بے تامل عرض کی کہ قبلۂ عالم جیسے ہی حضرت کا مع
خواتین وخزانہ وشہزادگان کے قلعہ چھوڑکر باہر کو تشریف لیجانا معلوم ہوگا۔
سب جاں نثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازۂ جمعیت قایم نہ رہیگا۔
پس اس وقت میں یہ عمل ہرگز شایان ہمت شاہانہ نہیں ہوسکتا۔ٹیپو سلطان نے
بدرالزمان خان کا یہ جواب سن کر ایک حیرت زدہ نگاہ اُن امرا کی شرم آگین
صورتوں پر ڈالی۔اور بدرالزمان خان کے چہرہ کو متعجبانہ طور سے دیکھ کر ایک
نہایت گہری ٹھنڈی سانس بھری اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ مایوسانہ الفاظ
زبان سے نکالے:۔

رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

اور خدائے قادر کی رضا پر راضی ہوکر فسخ عزم کر دیا۔لیکن وہ تمام صندوق
اور گٹھریاں ویسے ہی بندھے بندھائے توشکخانہ میں رکھوا دیئے گئے۔
سلطان حیران تھا کہ میرے سردار بجا بجا متعین ہیں مگر ان سے کچھ نہیں ہوسکتا
بیشک بغیر سازش کے ممکن نہیں۔ان حالات کا یقین کرکے اس نے حرم سرا کے چاروں
طرف ایک خندق کھدوا کر بارود بچھوا دی تاکہ اگر انگریز اندر آجائیں تو حفظ ناموس
کے لیئے حرم سرا کو اڑا دیا جائے۔اور میر قمرالدین خان کو جسے وہ اپنا وفادار خیر خواہ
جانتا تھا فوج کثیر دیکر انگریزی فوج کی رسد روکنے اور دوسرے سرداروں کو
مع فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ کے دوسرے ضروری مقاموں پر مامور کیا۔

لیکن یہاں تو سب ملی بھگت کے سردار تھے سلطان کے کسی حکم کی صحیح تعمیل نہ ہوئی ہاں لڑنے والے بہادر دانت پیس پیس کر اُن سرداروں پر نفرین کرتے جاتے تھے اس وقت میں سلطان نے موشیر بوسی فرانسیس سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہئیے۔ اُس نے عرض کی کہ اب آپ خزانہ و جواہرات اور زنانہ لے کر قلعہ سرا و چیتل درگ کو جان نثار سواروں کے ساتھ مع ایک توپخانہ کے نکل جائیں اور اس قلعہ کی خدمت اس فدوی اور موشیر لالی کے سپرد کر جائیں۔

زاں بعد سلطان نے اُس نمک حرام میر صادق کو بلوا کر یہ حال ظاہر کیا اُس بے ایمان نمک حرام نے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ فرانسیس اور انگریز ایک ہیں آپ اُن کے کہنے میں نہ آئیں۔ لاچار سلطان نے آسمان کی طرف دیکھا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا۔ ہر چہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ یہ کہکر خاموش ہو رہا۔ پھر قلعہ کی دیوار ٹوٹنے تک کسی نے سلطان کو صحیح خبر نہ دی۔ اسی روز نجومیوں نے عرض کی کہ آج کا دن حضور کے لئے بہت ہی منحوس ہے۔ کچھ صدقہ دینا ضرور ہے چنانچہ سلطان نے غسل فرما کر ایک ہاتھی مع کالی مخمل کی جھول بیت جس کی جھالریں کئی سیر موتی لگے اور جواہر ٹنکے تھے۔ فقرا اور درویشوں کو مرحمت فرمایا۔ اور جہاں حصار کی دیوار ٹوٹی تھی اسی کے قریب ایک شامیانہ لگوا کر خاصہ طلب کیا۔ ایک لقمہ تناول فرمایا تھا۔ دوسرا لقمہ منہ تک نہ گیا تھا جو واویلا کرتے لوگ دوڑے آئے کہ سید غفار وفادار نے اپنی جان کو شاہ پر نثار کیا۔ سلطان نے اُس لقمہ کو ویسا ہی چھوڑ کر دستر خوان سے ہاتھ اٹھایا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اب ہم بھی آفتاب لب بام کوئی دم کے مہمان ہیں۔ یہ کلمہ سن کر کتنوں کے دل پھٹنے لگے۔ اور بے اختیار

چیخ کی آواز نکل گئی۔ حضرت نے طاؤس نامی گھوڑے کو یاد کیا اُس پر سوار ہو کر دریچے کے راستے سے علم بیتر لیثی کی طرف تشریف لے گئے۔ ادھر دغاباز اور نمک حرام دشمنوں نے اس وفادار سپہ کے شہید ہوتے ہی قلعہ کے برج سے سفید رومال اُڑا کر انگریزوں کو آگاہ کر دیا کہ حملہ کرنے کا یہی وقت ہے چنانچہ ساڑھے بارہ بجے کے وقت انگریزی پلٹن اسی ٹوٹی دیوار کے رستے چڑھ کر قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ہر چند سلطانی سپاہیوں نے تدارک کرنا چاہا لیکن اُس شور و غل میں کچھ نہ ہو سکا۔

اس موقع پر اُس نمک حرام قابوچی میر صادق نے سواری مبارک کو مورچہ کی طرف جاتے دیکھ کر اُس دریچے کو جو شاہ دین پناہ کے واپس آنیکا راستہ تھا بند کرا دیا اور آپ کمک لانیکے بہانہ سے گھوڑے پر چڑھ قلعہ کے باہر نکل اپنا راستہ لیا۔ گنجام کے تیسرے دروازہ پر آ کر دربانوں سے کہا کہ خبردار میرے جانیکے بعد تم چپ چاپ جلد دروازہ بند کر لینا۔ وہ تو یہ کہکر آگے بڑھا۔ کہ سامنے سے ایک سپاہی ملازم سلطانی آکر اُسے لعن طعن کرنے لگا۔ کہ اے روسیاہ یہ کیسی بےحمیتی ہے کہ تو ایسے سلطان دین پرور کو دشمنوں میں پھنسا کر اپنی جان بچانے کے لئے جاتا ہے۔ یہ کہکر کمال طیش سے اوس نے ایک تبر مارا ایک ہی وار میں اُس کا سر تن سے کٹ کر زمین پر گر گیا۔ اُس کے چند دن بعد اُس کی لاش بےکفن کے دفن کی گئی۔ شہر کے لوگ اب تک آتے جاتے اُس کی قبر پر تھوکتے اور پیشاب کرتے اور اُس کو لعنت سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرا نمک حرام میر معین الدین زخمی ہو کر خندق میں گر کر مر گیا۔ اور تیسرے نمک حرام بشیر خان میر آصف کا تو پتہ ہی نہ لگا۔ کہ وہ کیا ہوا جب سلطان

دین پناہ نے معلوم کیا کہ اب شجاعت اور دلیری کا وقت گزر گیا. تب اُس دریچہ پر آکر اُس کے کھولنے کے لئے دربانوں کو آواز دی لیکن اُن نا ملولوں نے بھی حق نمک کا پاس نہ کیا۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ خود میر ندیم قلعدار بھی اُن دربانوں کے پاس کھڑا تھا۔ وہ بھی خاموش رہا۔

القصہ جب گورے باڑھ مارتے ہوئے قریب آپہونچے تو سلطان شیر دل نے بڑے تہور سے اُن پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو تلواروں سے مار کر خود بھی کئی زخم کھائے۔ اور آخر کو جام شہادت نوش فرمایا۔

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازہ پر جمع ہوکر برابر فیر کرتے رہے پھر آخر کو وہ بھی جنگ سے باز آگئے۔

اب کیا تھا سارا خزانہ اور مال واسباب شاہانہ جس کا کچھ شمار نہیں ہو سکتا۔ نہ اُس کا کوئی حساب لینے والا تھا۔ سب کا سب افسران انگریزی کے قبضہ میں آگیا۔ اور ہر ہر مقام پر انگریزی چوکی پہرے قایم ہوگئے۔ سیکڑوں سپاہیوں نے جو اوپر کا پڑا ہوا مال پایا وہ بھی غنی ہوگئے جسکے ہاتھ سلطان کی کوئی چیز آگئی وہ امیر ہوگیا۔

آہ۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ٹیپو سلطان کے شاہزادے مع محلات مسلمانوں اور کریم شاہ کے اسیر ہوئے مگر سلطان فتح حیدر سر لشکر کل فوج اور اصطبل اور فیل خانہ اور اسباب تجمل سمیت گری گٹہ کی نواح میں اقامت گزین تھا اس سانحہ جگر سوز کی خبر سُن کر چند رائے پٹن کی جانب چلا گیا۔ یہاں انگریزی سردار کی

سے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش کو پایا۔ رات بھر پالکی میں رکھ کر صبح کے وقت سب شاہزادوں اور ندیموں اور خدمت گزاروں کو اُس کا آخری دیدار دکھا کر تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور سلطان شہید لال باغ میں نواب مغفور کے مقبرہ کے اندر دفن کیا گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

میر غلام حسین منجم نے " آہ نسل حیدر شہید اکبر شد" سے سال شہادت کا مادہ نکالا ہے ایک ہفتہ بعد میر قمر الدین خان سے گرم کنڈے کی جاگیر بحال کرا کر اپنی نمک حرامی ظاہر کی اور سلطان فتح حیدر کو طرح طرح کی باتوں سے راضی کرکے لڑائی سے باز رکھا۔

زاں بعد افسران انگریزی نے وہاں کے راجاؤں کی اولاد سے ایک پانچ برس کے لڑکے کو گدی پر بٹھا دیا اور تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک اُس کو دیدیا اور پورنیا زنار دار کو اُس کا دیوان بنایا۔

اور سب شاہزادوں اور خانوادہ شاہی کو مع اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُس کے علاقہ داروں کے رائے ویلور کیطرف روانہ اور ہر ایک شاہزادے کے واسطے بیش قرار خرچ مقرر کیا۔

شاہزادہ فتح حیدر سے افسران فوج کی آخری التماس

جب سرنگا پٹن کے قلعہ میں انگریزی انتظام ہو گیا اور ٹیپو سلطان کی شہادت عمل میں آئی تو سب شاہزادے مع زنانہ محل اور کریم شاہ برادر خورد ٹیپو

سلطان کے اسیر ہوگئے لیکن اس وقت شاہزادہ فتح حیدر سرلشکر افواج سلطانی مع بہت بڑے لشکر جرار و توپخانۂ آتشبار اور اصطبل خاصہ و فیل خانہ و دیگر لوازمۂ سلطنت کے گری گٹ کے نواح میں خیمہ زن تھا۔ جب اس واقعہ عبرت انگیز کی خبر وہاں پہونچی تو اُس کے رنج و غم کی حد نہ تھی۔ اسی حالت میں وہ وہاں سے مع فوج چندرائے پٹن میں جارہا۔ اور رات کو امیروں اور مشیروں کے سامنے اس روئداد غم کو تازہ کیا۔ اس پر اکثر شجاعان کارپرداز اور باوفا جاں نثاروں نے مثل ملک جہان خان اور سید ناصر علی میر میراں (سپہ سالار اعلیٰ) کے عرض کی کہ خداوند عالم شاہزادہ عالیجاہ کی عمر اور اقبال میں برکت دے۔ ابھی آپ کا بگڑا ہی کیا ہے صرف سرینگ پٹن کا ایک قلعہ گیا اور سلطان نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ باقی تمام ملک جوں کا توں برقرار ہے۔ اور بڑے بڑے ناممکن التسخیر قلعے آپ کے پاس ہیں اور خدا کے فضل سے تمام فوج نہایت اعلےٰ سامان جنگ سے آراستہ اور سلطان کے حق نمک پر اپنی جان دینے کو تیار ہے۔ اگر حضور کو اپنے باپ دادا کی طرح اظہار شجاعت منظور ہے تو بسم اللہ کیجئے پھر ریاست نہیں رہنے کا۔ ممکن ہے آپ کے ایسا ارادہ کرنے سے معاہدۂ مناسب کی نوبت آئے۔ اور سلطنت کا کچھ حصہ بچ کر باقی رہ جائے لیکن شاہزادہ فتح حیدر نے اپنے امراء کارپرداز کے افعال و اطوار اور اُن کی سازشوں کے فولادی جال کا اندازہ کرکے سکوت ہی اختیار کیا۔ اس عرصہ میں انگریزی ایجنٹوں نے یکے بعد دیگرے شاہزادہ فتح حیدر کے پاس پہنچکر بنے ہوئے لفظوں میں تسلی دلاسے کے ساتھ اس قسم کی باتیں کیں کہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ اب اگر شاہزادہ اظہار فروتنی و اطاعت سے کام لے گا۔ تو ممکن ہے کہ وہ

مستحق پنشن سمجھا جائے۔ ان باتوں سے شاہزادہ فتح حیدر کے دل میں بیم و رجا امید و ناامیدی کی حالت پیدا ہو گئی کہ اس کو ہر طرح کے عزم خلاف سے باز رکھا اور شاہزادہ نے اپنا تمام لوازمہ سلطانی انگریزوں کے سپرد کر کے گوشۂ عافیت میں جگہ پکڑی۔

قطعہ
مثنوی فارسی یادگار شہادت ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ	جان خود داد فی سبیل اللہ
بد ز ذیقعدہ بیست و ہشتم آن	کہ شدہ روز شنبہ حشر عیاں
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ	خوں ز دیوار و در رواں گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال	بادشاہی نمود ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزم جہاد	گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تاراج گشت مکین و مکان	خوں بگریید اے زمین و زمان
شدہ خورشید دمہ بگریہ شریک	آسماں شد نگوں زمین تاریک
چوں غم او بجز دوگل دیدم	سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف ز نیم آہ بگفت	نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اس مصرعہ سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہے۔ ع حامئ دین شہ زمانہ برفت۔

میر غلام حسین انجم نے جو تاریخ کہی تھی وہ یہ ہے۔

شاہ باچوں بملک سبز رشد	حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ	نسل حیدر شہید اکبر شد

مادۂ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہے[۱]

[۱] ٹیپو سلطان ۲۰ ذی الحجہ ۱۱۶۳ھ مطابق ۱۷۴۹ء میں پیدا ہوا تھا۔

مثنوی فارسی بتعریف ملک ٹیپو سلطان

همایوں کشورے خرم زمینے | طرب زا ہر ز بوے دل نشینے
وطن گاہے نشاط و خرمی را | طرب گاہے پری و آدمی را
صفائے آب شیرینش روان بخش | ریاح باد مشکینش توان بخش
زا حسنش ز اعتدال استوائی | بعنبر بیزی و گوہر فشانی
ہوایش را نشان از زعفران زار | نسیمش را نشیم زلف دلدار
حبابش معدن یاقوت و گوہر | بخارش مخزن لولو و عنبر
کہستان در کہستان لالہ زارش | گلستان در گلستان نو بہارش
مغاص دُر و مرجان ساحل او | خراج زر و سیمش حاصل او
ابازیرش بیابان در بیابان | ریاحینش خیابان در خیابان
برند از وے ابازیر و توابل | بکشورہا قوافل در قوافل
ز ساج و آبنوس و عود و صندل | ز بان و مشک و بید و زنجبیل
بہشتی گشتہ اش پای بیلان | بداغ رشک از خرد و سن زغول
ندیدہ کس چنیں آب و ہوائے | بدیں خوبی ہمانا نیست جائے
خنک باش اے زمین مہر پرور | نوازشش گر سعادت یار آور
جلوات نو بہار گردن حور | نباتاتت نوان جان رنجور
بدایں خوبی گیاہ است و جمادت | چہ باشد گلشن و جان بخش بادت
چو وہلی را چراغ سلطنت مرد | گل بستان او افسرد و پژمرد

دکن ماندہ تہی از تاجدارے ۔ دلیرے تاجوئے بردبارے
نخستیں حاکمانش راجہ بودند ۔ کہ بر ہر خطہ دارائی نمودند
از ایشاں زاں سپس بازورِ دستاں ۔ ستد پورِ علی حیدر علی خاں
سپہدار ہمیں شیرِ سلحشور ۔ کہ بنہادہ اساسش ملکِ میسور
قوی رائے و قوی بازو قوی بخت ۔ سرش زیبِ کلہ پاش افسرِ تخت
نمود از نقشِ تیغ گشت ناگوں ۔ دلِ رایانِ ملکِ ہند را خوں
امیرانِ دکن از سطوتِ او ۔ رماں از وے چناں کز شیر آہو
دکن بد بیشۂ آں شیرِ شرزہ ۔ چو روبہ دشمنانش رو بلرزہ
بہر کارے کہ عزمش کرد آہنگ ۔ کلیدش را نہاد اقبال در چنگ
ظفر از چاؤشانِ موکبِ او ۔ دواں در پیشِ موکب طرقوا گو
چو آں دارائے دیں رخت از جہاں بست ۔ بہ تختش خسروِ آفاق بنشست
شہِ سلطاں نشاں زیبائے شاہی ۔ ہمائے سلطنت ظلِ الٰہی
سپہ بہرام کیں و مشتری خو ۔ طرف دارِ دکن سلطان ٹیپو
بکیں و مہر زہر و انگبیں ریز ۔ برزم اسکندر و در بزم پرویز
جہانگیرے بہ تیغ ہندوی زاد ۔ جہاندارے بہ ملکِ پہلوی زاد
رواجِ دینِ احمد بود کارش ۔ چو عہدِ مہدی آمد روزگارش
صناعت خانہا بنیاد کردہ ۔ جہاں از داد و دیں آباد کردہ
بسے آئینِ شاہی کرد ایجاد ۔ بسے دولت سرا بنہاد بنیاد
زگوناگوں عماراتِ نو آئیں ۔ ز رنگا رنگ باغات و بساتیں

شدہ یکسر دکن چوں خلد رضوان	پر از ناز و نعیم و حور و غلمان
ازاں غیرت کہ او را بد در اسلام	چو پروانہ بر آتش زد سر انجام
بمرد و نیک نامی از جہاں برد	چو ماند نام نیکو خوش تواں مرد
کنوں آں تخت و تاج از داد دوراں	در آمد زیر فرمانِ برٹش

لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر کی تاریخ کا خلاصہ۔ ابتداء فوجکشی سے تا خاتمہ سلطان و سلطنت

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے پچھلی جنگ سرنگاپٹم اور صلحنامہ کے بعد بھی انگریزوں کی دوستی کی پروا نہ کی بلکہ وہ اپنی پچھلی دھن میں لگا رہا۔ کہ کسی طرح انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب ہو۔ چنانچہ بورنگ صاحب نے ٹیپو کی درپردہ عداوتوں کو باب یاز دہم میں بصراحت بیان کیا ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۷۹۵ء میں ٹیپو نے نظام کے بیٹے عالیجاہ سے جو اُس وقت اپنے باپ سے باغی ہو رہا تھا ایک عہدنامہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ اگر نظام کو معزول کرنے میں کامیابی ہو جائے گی تو عالیجاہ دریائے تنگ بھدرا اور کرشنا کے جنوب کا ملک جو نظام کے قبضہ میں تھا ٹیپو کو دیدیگا۔ لیکن عالیجاہ قید کر لیا گیا

اس کے بعد ۱۷۹۶ء میں ٹیپو نے زمان شاہ والئے افغانستان کے پاس ایک سفارت روانہ کی اور اُس سے ہم مذہبی کے استحقاق پر مدد کا طالب ہوا اور اُس سے شرکت کے بڑے بڑے وعدے کئے کہ مرہٹوں کو مطیع کیا جاوے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔

ٹیپو نے سیندھیا پیشوا۔ نظام اور انگریزوں میں عناد اور عداوت کی آگ مشتعل کرنے میں حتی المقدور سعی کی تاکہ دیسی سرداروں کا انگریزوں سے تعلق قطع ہو جائے۔

سلطان پہلے ہی فرانسیسیوں سے اتحاد قایم کرنے کی کوشش کر چکا تھا اور اب چونکہ انگریزوں اور فرانسیسیوں میں پھر جنگ شروع ہو گئی تھی اور یہ دونوں قومیں ہندوستان میں عرصہ سے رقابت رکھتی تھیں اس لئے اس موقع پر سلطان نے انگریزوں کے خلاف پھر فرانسیسیوں کو ابھارا اور اُن سے مدد کا طالب ہوا تاکہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دے اور ماریشیس میں سلطان کی سفارت کا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا گیا۔

سلطان روم کے پاس سفارت جانے آنے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے غرض ہر طرح پر یہ بات ثابت ہو گئی اور خود ٹیپو اپنے راز کو چھپانا نہ چاہتا تھا جس کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا تھا۔

لارڈ مارنگٹن گورنر جنرل کی کارروائی

بوننگ صاحب بارھویں باب میں لکھتے ہیں کہ اب واقعات کی اسٹیج پر ایک نیا ایکٹر آیا جس کو انصاف کے ساتھ لارڈ مارنگٹن کے نام سے شہرت ہوئی اور اُس نے ایک نگاہ میں واقعات کی

اصلی حالت کو سمجھ لیا لارڈ مارنگٹن مدراس ہو کر مئی ۱۷۹۸ء میں کلکتہ پہونچے اور اُس نے ایک طرف ہندوستانی والیان ملک سے فرانسیسیوں کا تعلق قطع کرا دیا اور دوسری طرف ٹیپو کی جانب ہوا۔ اور درمیان میں کتنے خط لارڈ مارنگٹن اور ٹیپو سلطان کے درمیان آئے گئے۔ لارڈ مارنگٹن اپنا استحکام چاہتا تھا اور ٹیپو اپنی بازی کھیلتا تھا۔ اب باب بیزدہم کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کارروائیوں سے صورت معاملات نازک ہو گئی اور ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل نے ایسٹ انڈیا کمپنی اور اُس کے رفقاء یعنے نظام حیدرآباد و پیشوائے پونا کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا جس میں سلطان کی طرف سے دشمنی کے خلاف واقعات درج ہیں اور مشترکہ جنگ کی تیاری ہونے لگی۔

اگرچہ ۱۷۹۲ء کے مقابلہ میں اس وقت سلطان کی فوج قواعد دانی اور تعداد کے اعتبار سے کم تھی تاہم اُس میں ۳۳ ہزار پیدل اور پندرہ ہزار سوار اور زبردست توپخانے تھے اور انگریزی فوج میں اپنی اور حمایتی فوج سب ملا کر ۳۷ ہزار کی تعداد ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ بمبئی کی فوج بسرکردگی جنرل اسٹوارٹ تعداد میں چھ ہزار چار سو تھی۔ جو کورگ کے دوستانہ ملک سے ہوتی ہوئی میسور میں داخل ہوئی اور توپوں کی تعداد زیادہ تھی جو انگریزی فوج کے ساتھ تھیں

۲۵ مارچ ۱۷۹۹ء کو سلطان نے بمبئی کی فوج کی خبر سُن کر یکایک سدسیشور سے چند میل کے فاصلہ پر اپنی فوج کو لا کر مورچہ بند کیا۔ اُس وقت اُس کی فوج میں بارہ ہزار سپاہی تھے۔ اور انگریزی فوج کو سلطان نے بالکل گھیر لیا۔ وہ برباد ہو جاتی لیکن جنرل اسٹوارٹ نے بڑی ہوشمندی سے

سلطان کے حملوں کو روکا اس معرکہ میں سلطان کا ایک بڑا نامی گرامی سردار محمد رضا خان مارا گیا۔

اب سلطان نے جنرل ہیرس کی فوج کے مقابلہ کی تیاریاں کیں۔ جو ویلور سے ۱۱۔ فروری کو روانہ ہو کر نویں مارچ کو میسور پہونچی اور یہاں اُس سے حیدر آباد کا کنٹنجنٹ بھی آملا۔ اُس کے بعد یہ متحدہ فوجیں بنگلور کو روانہ ہوئیں اور ۲۷۔ مارچ کو داخل بنگلور ہوئی۔ سلطان کے سوار بڑی دلیری سے حملہ آور ہوئے۔ اور سلطان کے پیدلوں نے بھی بڑی شجاعت کا اظہار کیا۔ لیکن انگریزی فوج نے سنگینوں سے اُن کو پسپا کر دیا۔ اور انگریزی رسالوں کے حملے سے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ اور قریب قریب سب کے سب مارے گئے اور اب انگریزی فوج جنرل ہیرس کی ماتحتی میں سرنگا پٹن پر حملہ آور ہوئی۔ قلعہ کے شمال اور مغربی گوشہ کی طرف جہاں سے دریائے کاویری نظر آتا تھا۔ چھالیا اور ناریل کے چند باغات تھے جن کی آڑ سے سلطان کے برق انداز بان مارتے تھے اور ایک باغ کا نام سلطان پیٹ ٹوپ تھا جس میں گہری گہری کھائیاں کھودی تھیں اُن میں ایک نہر کے ذریعہ سے پانی آتا تھا اور یہ نہر قلعہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

جنرل بیرڈ کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن سے اس باغ کو چھین لے لیکن ناکامی ہوئی۔ اور دوروزہ جنگ میں اس باغ پر بمشکل تمام قبضہ حاصل ہو پایا۔ اور جنرل ہیرس نے محاصرہ کی کاروائیاں کامیابی سے شروع کر دیں۔ اور ۱۷۔ اپریل ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج نہایت استحکام کے ساتھ مورچہ بند ہو گئی۔

سلطان نے ان حالات سے گھبرا کر صلح کی درخواست کی جس پر بہت سخت شرائط پیش کئے گئے لیکن اب صلح کا وقت باقی نہ رہا تھا اس لئے محاصرہ کی کارروائی شدت سے جاری رکھی گئی۔

۲۔مئی ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج نے اپنے سب دمدمے تیار کر لئے اور توپوں سے قلعہ پر گولہ باری شروع ہو گئی اور اس برج سے جو مغربی گوشہ پر تھا ساٹھ گز کے فصل سے مغربی پردہ کی دیوار پر خاص طور پر گولے پڑنا شروع ہوئے۔ دوسرے ہی روز شام کو دیوار میں کافی شگاف ہو گیا اور ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو ہلہ کرنے کا ایک بجے حکم دیا گیا۔

ٹیپو سلطان ہلکے رنگ کا جاکٹ اور نفیس چھینٹ کا پاجامہ پہنے سرخ پشمین پٹکا کمر سے باندھے اور قیمتی دستار سر پر رکھے ہوئے تھا اسکے زریں پیٹی لگی ہوئی تھی اور بازو پر تعویذ باندھے تھا۔

۴ مئی ۱۷۹۹ء کو علی الصباح وہ اپنے معمولی مقام سے اٹھکر قلعہ کے اس مقام پر آیا جہاں سے نکلکر دشمن پر حملہ کیا جاتا تھا۔ اس کے پہونچنے کے ذرا دیر بعد اس کو خبر ملی کہ سید غفار جو اس کا سب سے زیادہ معتمد افسر تھا قلعہ کے شگاف پر دشمن سے نہایت شجاعت اور جوانمردی کے ساتھ جنگ کرتا ہوا مارا گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں سلطان کو یہ خبر پہونچی کہ انگریزی فوج نے ہلہ کر دیا۔

ہلہ کرنے والی فوج کا افسر جنرل بیرڈ تھا اور یہ وہی افسر تھا جو بڑی بے عزتی کے ساتھ سرنگاپٹم میں تین برس تک قید رہ چکا تھا۔ اور بیلی کی شکست کے معرکہ میں گرفتار ہوا تھا۔ وہ اس جوش انتقام میں بھرا ہوا تھا۔ اس نے خندق سے

نکل کر تلوار کو میان سے کھینچا اور بآواز بلند کہا کہ اے مردان دلاور میرے پیچھے چلے آؤ اور آج انگریزی سپاہیوں کی آبرو رکھ لو۔

سلطان کے سپاہی شگاف پر بڑی بہادری سے لڑے لیکن مٹھی بھر آدمی کیا کر سکتے تھے سب کے سب وہیں مارے گئے اور چشم زدن میں انگریزی نشان قلعہ کی فصیل پر لہراتا ہوا نظر آنے لگا۔

زاں بعد سلطان بڑی تیزی کے ساتھ شگاف کی طرف آیا اور اپنی بندوق اپنے ہاتھ سے بھر کر دشمنوں پر خالی کر رہا تھا لیکن بڑھتے ہوئے حملہ آور بہت قریب پہونچ گئے۔ اور سلطان تنہا رہ گیا۔

انگریزی فوج کا ایک بڑا حصہ فصیل کے برابر برابر چلا آرہا تھا۔ اب سلطان نے واپس جانے کی نیت کی اور سلطان اُس پُل پر پہونچا جس سے قلعہ کے اندر راستہ تھا اور یہاں گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہا کہ اندر داخل ہو لیکن پھاٹک پر فراریوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہ اُن میں ہو کر نکل نہ سکا۔ جس وقت سلطان کا راستہ اس طرح سے رکا ہوا تھا حملہ آوروں کی ایک جماعت نے پھاٹک کے اندر آکر ایک باڑھ ماری اور سلطان کے سینے میں ایک گولی لگی۔ سلطان آگے بڑھا لیکن ۱۲ رجمنٹ کے سپاہی برابر گولیاں مار رہے تھے جن کی وجہ سے سلطان آگے نہ بڑھ سکا اور راستے میں اُس کی داہنی بغل میں ایک گولی اور لگی۔ اور اُس کا گھوڑا بھی اُس کے نیچے مارا گیا۔ سلطان کو چند نمک حلال ملازموں نے ایک پالکی میں ڈال کر اٹھایا اور پھاٹک کی محراب کے نیچے لائے اور سلطان کی منت کرنے لگے کہ وہ اب بھی خود کو انگریزی فوج کے کسی افسر کے سپرد کردے

اور کہہ دے کہ میں ٹیپو سلطان ہوں اس سے انگریزی کمانڈر اُس کے رتبہ کا پاس کرے گا۔ لیکن اس سے سلطان نے قطعی انکار کیا اب بہت سے گورے پھاٹک کے اندر داخل ہو گئے۔ اور ایک گورے نے سلطان کی تلوار کی زرین پیٹی اُس کی کمر سے کھول لینا چاہی اُس وقت سلطان اگرچہ نہایت کاری زخم کھا چکا تھا اس پر بھی اُس نے اُس گورے کے تلوار کا ہاتھ ایسا مارا کہ اس سے اُس کے گھٹنے میں زخم آیا۔ اُس نے زخم کھا کر اُس جھنجھلاہٹ میں سلطان کے سر میں ایک گولی ماری اور سلطان کا طائر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

بہت وقفہ گذرا اور سلطان کے متعلق کوئی خبر معلوم نہ ہوئی۔ اب جنرل بیرڈ اس بات کی تحقیقات پر آمادہ ہوا۔ کہ سلطان پر کیا گزری میجر ایلین ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کو صلح کا جھنڈا دیا گیا۔ اور وہ سلطان کے ایوان کو روانہ کیا گیا تا سلطان اطاعت اختیار کر لینے کی درخواست کرے۔

تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ پھاٹک کے قریب سلطان مجروح ہوا تھا اور شام کے اندھیرے میں پھاٹک کی طرف روانہ ہوا۔ پھر مقتولوں کے انبار میں تھوڑی دیر کے بعد سلطان کی نعش برآمد ہوئی اور صاف طور سے شناخت کی گئی۔ ہنوز نعش گرم تھی۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرہ پر کسی قسم سے شکن نہیں آئی تھی باوجودیکہ تین زخم کاری جسم پر تھے اور ایک نہایت مہلک زخم کنپٹی پر تھا۔ اُسکی جاکٹ۔ دستار اور تلوار کی پیٹی کوئی کھول لے گیا تھا تعویذ ہنوز بازو پر بندھا ہوا تھا جسکے اندر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ نعش پالکی میں رکھی گئی اور جنرل بیرڈ کے حکم سے رات بھر کے لئے ایوان کو روانہ کی گئی دوسرے روز جنازہ تیار کیا گیا

گوروں کی چار کمپنیاں ہمراہ تھیں۔ جنازہ لال باغ کو روانہ ہوا جہاں اس بلند نظر سلطان کو اُس کے باپ حیدر علی کے پہلو میں جگہ دی گئی۔ جنازہ سلطان کے آدمیوں نے اٹھایا پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق اور دربار کے معزز اراکین تھے۔ جس راستہ سے جنازہ گزرتا تھا مسلمان مخلوق جوق جوق جمع ہوتی اور جنازہ کے سامنے سر جھکاتی تھی اور رنج و غم کا ثبوت دیتی تھی۔ مقبرہ کے پھاٹک پر پہونچ کر فوج نے سلامی دی اور قاضی شہر نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بارہ ہزار روپیہ مساکین و محتاجین کو تقسیم کیا گیا۔

اس وقت بجلی کی چمک اور بادل کی نہایت خوفناک گرج سے اس عبرتناک واقعہ کی سنجیدگی اور بھی دوبالا ہوگئی تھی۔

مرحوم سلطان کے بیٹے حراست میں لے لئے گئے۔ جو بیٹے جوان تھے مع اپنی بی بی بچوں کے ویلور بھیج دئے گئے۔ جہاں سات برس بعد اُن پر یہ الزام عاید ہوا کہ سپاہ کو ورغلا کر انہوں نے غدر کرا یا تھا۔ اس پر وہ کلکتہ بھیج دئے گئے۔ پیرانہ سال شہزادہ غلام محمد کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں جس کا چند سال ہوئے انتقال ہوا ہے۔ یہ شاہزادہ اپنی مہمان نوازی اور رحمدلی میں شہرۂ آفاق تھا۔

خاص خاص امرا اور اراکین کے محلوں پر گارد تعینات کر دئے گئے تھے لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ اُن کی جان و مال اور عزت و ناموس کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا ہے تو سب نے بخوشی اطاعت قبول کر لی۔

محل خاص کے خزانہ اور اسباب کی حفاظت کا بھی انتظام کیا گیا لیکن

غارت گر ونکو خزانہ کا ایک چور دروازہ معلوم تھا اُس کی راہ سے وہ بیشمار نقد وجواہرات نکال لے گئے۔ جس کا جلد بند وبست کیا گیا اس پر بھی جو باقی رہا وہ بے تعداد تھا اُس کی تفصیل یہ ہے۔

نقد مالیت	جواہرات قیمتی	چھوٹی بڑی توپیں
چار لاکھ اسی ہزار پونڈ	نو لاکھ	۹۲۹

کتب خانہ سے نہایت عجیب و غریب کتابیں برآمد ہوئیں یہ قلمی کتابیں نادر الوجود تھیں اُن کی تفصیل یہ ہے:-

قرآن مجید	تفسیریں	کتب وظایف	کتب احادیث	الہیات
۴۴ جلد	۴۱ جلد	۳۵ جلد	۴۶ جلد	۴۶ جلد
تصوف	علم اخلاق	فقہ	علوم وفنون	فلسفہ
۵۶ جلد	۴۲ جلد	۹۵ جلد	۱۹ جلد	۴۵ جلد
نجوم	ریاضی	حکمت	تحقیق زبان	فرہنگ و لغات
۲۰ جلد	۷ جلد	۶۳ جلد	۴۵ جلد	۲۹ جلد
نظم	ہندی اردو دکھنی نظم	ہندی اردو دکھنی انشاء	ترکی نثر	قصص و حکایات
۱۹۰ جلد	۲۳ جلد	۴ جلد	۲ جلد	۱۸ جلد

اِن کتب میں سے بعض کتابیں بیجاپور اور گولکنڈہ کے بادشاہوں کی تھیں۔ ایک نہایت ہی گراں بہا قرآن شریف ونڈسر کاسل کو بھیجدیا گیا اور باقی جملہ کتب فورٹ ولیم کلکتہ کو روانہ کی گئیں۔

ایک گراں بہا تخت برآمد ہوا۔ ایک مرصع ہودج نکلا۔ عجیب و غریب جڑاؤ

بندوقیں اور تلواریں دستیاب ہوئیں۔ نقرۂ اور طلائی ظروف نکلے قیمتی قالین اور انوکھی وضع کے چینی برتن ملے۔

یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ٹیپو سلطان کا جانشین اُس کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا کیا جاتا جس سے مخالفت کا پھر ایک ذریعہ باقی رہتا۔ اس لئے گورنر جنرل نے اس مسئلہ کو اِس طرح حل کیا۔ کہ سلطان کے ملک کا ایک حصہ تو جتھے کے باہم تقسیم کر دیا گیا۔ یعنی برٹش گورنمنٹ نے وہ ملک لیا جس کی آمدنی پانچ لاکھ سینتیس ہزار آٹھ پگوڈا تھی۔ اور اس میں سارا مغربی ساحل شامل تھا اور نظام کو بھی اسی قدر محاصل کا ملک دیا گیا۔ اور دو لاکھ چونسٹھ ہزار پگوڈا کی آمدنی کا ملک مرہٹہ پیشوا کو دیا گیا۔

سلطان میسور کی بقیہ آمدنی تیرہ لاکھ چوہتر ہزار ایک سو پگوڈا تھی۔ اور یہ اوسیقدر ملک تھا جتنا کہ اصل میسور کے راجہ کے تصرف میں اس وقت تھا جبکہ اُس کو حیدر علی نے چھینا تھا۔ یہ ملک راجہ چام راج کے بیٹے کو بلامعاوضہ دیدیا گیا اِس لئے کہ چام راج کا ۱۷۹۶ء میں انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن راجہ سے سات لاکھ اسٹار پگوڈا کے خراج کا وعدہ لے لیا گیا۔ اور اُس کے دربار میں ایک برٹش رزیڈنٹ متعین کیا گیا کہ انتظام و ترتیب میں خلل واقع نہ ہو اور جزیرہ سرنگاپٹم ہمیشہ کے واسطے انگریزوں نے لے لیا۔

نوٹ: پگوڈا۔ ۱۶۲۳ء و ۱۸۵۰ء کے مابین ان سکوں کو کنتھی راؤ نے ڈھلوایا تھا یہ چھپے سکے ملکی قیمت میں ۵۔ اسٹار پگوڈا کے برابر ہوتے ہیں۔ پگوڈا پرتگالی زبان کا لفظ ہے اس کے ایک رُخ پر بتکدہ کی تصویر بنی ہوتی تھی۔

اس فیاضانہ کارروائی پر راجہ متوفی کی بیواؤں لچھمی بائی اور دیوجی بائی نے بہت بڑی شکرگزاری کا اظہار کیا کہ اُن کا گیا ہوا ملک پھر ہاتھ آیا۔ سلطان کے خاص خاص افسروں کو معقول وظیفے عنایت کئے گئے جس سے وہ نہایت شکر گزار ہوئے۔

سرنگاپٹم کے مشرقی کنارہ پہ حیدر علی کا مقبرہ ہے جہاں اُس کے قابل اختر بیٹے کا بھی مزار ہے۔ اس مقبرہ کی کرسی بہت بلند ہے سامنے سے ایک سیدھی روش آتی ہے جس پر دورویہ سرو صف بستہ کھڑے ہیں مقبرہ کے ہر چہار جانب سایہ دار برآمدے نکلے ہوئے ہیں۔ داہنے ہاتھ کو ایک مسجد ہے۔ عمارت چہار پہل ہے جس پر سنگ سیاہ کے ستونوں پر ایک گنبد قائم ہے۔ یہ گنبد نہایت خوبصورت ہے۔ باقی تمام عمارت سنگ مرمر سفید کی بنی ہوئی ہے اور قابل دید نقاشیوں سے آراستہ ہے آبنوس کے کیواڑ چڑھے ہیں جن میں ہاتھی دانت جڑا ہوا ہے۔ خاص دروازہ پر سُرخ کارچوبی پردہ آویزاں ہے۔

اندر حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی قبریں ہیں جن پر کشمیری گرانبہا دوشالے پڑے ہیں۔ منہ بیل اور بادشاہت کی دوسری علامتیں فرش پر رکھی ہوئی ہیں اور بالاقچہ میں لوبان سلگتا رہتا ہے۔ اس مقبرہ کے مصارف خزانہ سرکار انگریزی سے دئے جاتے ہیں۔

دریائے کاویری کی بائیں شاخ کی جنوبی سمت کو لال باغ اور قلعہ کے مابین دریا دولت باغ واقع ہے۔ یہ باغ ٹیپو سلطان کو بہت عزیز تھا۔

سرنگاپٹم کا پرانا قلعہ اُسی حالت میں جیسا وہ دو سو برس ہوئے تھا اب بھی موجود ہے۔ قلعہ کے اندر وہ پھاٹک اب تک موجود ہے جہاں سلطان مقتول ہوا تھا۔ سرنگاپٹم کا بلند وشنو کا مندر سلمان تھا صب بادشاہ کے ایوان کو اب بھی کھڑا دیکھ رہا ہے۔

سلطان کا ایوان کچھ تو منہدم ہو گیا اور باقی ایوان کے حصہ میں صندل کی لکڑی کا گودام ہے +

ٹیپو سلطان کے صفات ۔ عادات حکومت مذہبی جوش ظلم کی نسبت لیون بی بورنگ صاحب کے نوٹس

لیون ۔ بی ۔ بورنگ صاحب نے سب سے آخری باب ۱۴ میں اِن کو بیان کیا ہے اس کا اقتباس عام دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ٹیپو سلطان بڑا بہادر بڑا شہسوار اور بڑا قادر انداز تھا مگر فنِ حرب میں حیدر علی کا ہمپایہ نہ تھا۔ تاہم بہت سے معرکوں میں سلطان نے بہت بڑی حربی لیاقت کا اظہار کیا۔ کرنل برتھ ویٹ پر فتح پانا بھی ایک خاص مثال ہے ۱۷۸۶ء میں مرہٹوں کے مقابلہ میں اُس کی صف آرائیاں اور جنرل میڈوز کے مقابلہ

میں اُس کی معرکہ آرائیاں بھی جنوبی آرکاٹ میں اُس کے دھاوے محتاجِ بیان نہیں۔

۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کر لیا تھا اور وہ اپنے تئیں "حضور پُرنور" یا "بدولت" کے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا۔ اُس کی فوج لشکر مجاہدین کہلاتی تھی اور وہ اپنی بادشاہت کو "دولتِ خداداد" یا "سلطنتِ حیدری" کے نام سے منسوب کرتا تھا۔ اُس کے غرور کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اُس نے مغل شاہنشاہ کے ہوتے ہوئے اپنے نام کا خطبہ اور سکّہ جاری کر دیا تھا۔

ٹیپو سلطان کو جدت و اختراع کا خاص شوق تھا۔ کئی شہروں کے نام بدل ڈالے تھے۔ مقررہ دستوروں میں بھی تبدیلیاں کر دی تھیں۔ اُس کے سن ہجری اختراع اُس کی متلون مزاجی ظاہر کرتے ہیں اُس نے اپنے صوبوں کے نام بھی بدل دیئے تھے۔ مثلاً سواحل کے اضلاع کو وہ "صوبجات یم" کہتا تھا اور ملناد کو "تر صوبہ" اور میدانی ملک کو "صوبہ غبرا" سے موسوم کیا تھا۔ گز میں بھی ترمیم کی گئی تھی یعنی ۲۴ انگشت کا گز مقرر ہوا تھا۔ کیونکہ کلمہ طیبہ میں ۲۴ حرف ہیں اور ان گزوں کے اعتبار سے کوس دو میل کی جگہ پونے تین میل کا ہو گیا تھا۔ اگر اس کوس کو ہرکارے ۴۳ منٹ میں طے نہ کرتے تو کوڑوں سے پٹتے تھے۔

وزن اور پیمانوں کے نام بھی تبدیل کر دیئے تھے لیکن اوقات کے اندازہ کرنے میں جو تبدیلی کی گئی وہ حیرت انگیز تھی۔ ہندوستانی ساٹھ برس کا ایک جگ

ہوتا ہے۔ اور ہر سال کا نام بھی جدا ہوتا ہے جس سے تاریخوں کا سلجھنا مشکل ہو جاتا ہے اس لئے سلطان نے ایک جدید تقویم تیار کرائی تھی اور سال کے نام جدا جدا رکھے تھے۔ اسی طرح قمری مہینوں کے نام علیحدہ تصنیف کئے تھے۔ اس نئی ترمیم کے موافق ایک سال ۳۵۴ روز کا رکھا گیا تھا۔ اور ۱۷۸۴ء سے سلطان کے مراسلات اسی نئی ترتیب کے موافق لکھے جاتے تھے۔

سلطان بہت بڑا انشی تھا۔ سلطان خفیف سے خفیف معاملے میں بھی پوری توجہ ظاہر کرتا تھا علوم و فنون طب۔ تجارت۔ معاملات مذہبی۔ تعمیر فوجی تحکمات اور بیشمار دوسرے امور پر سلطان یکساں مہارت سے قطعی رائے دیتا لیکن درحقیقت اس کو ہر فن میں مہارت ہونے کا دعوے زبانی تھا۔ واقعی ہر فن سے مہارت مشہور پادری آرچ بشپ اسپیسے لن کو تھی جس کا ۱۸۲۰ء میں انتقال ہوا۔ وہ وزارت کا کام کر سکتا تھا سپہ سالاری میں طاق تھا۔ امیر البحر تھا اور سب قسم کے علوم میں ماہر تھا۔

سلطان نے زبان پارسی کی پوری تکمیل کی تھی اور اپنے دستخط طغرا میں کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ خط و کتابت میں مصروف رہتا تھا اس کے پاس کھیل تفریح کے لئے وقت نہ تھا۔ سلطان کے مراسلات بڑے قاعدہ کے ساتھ رجسٹر میں درج ہوتے تھے۔

ٹیپو سلطان نے ایک نیا سکہ رائج کیا تھا جس کے چہرہ والے رُخ پر دینِ محمدی کا اعلان اور دوسرے رُخ پر یہ فقرہ کندہ تھا۔ "دست سلطان عادل" یہ سکہ سرنگاپٹم میں ۱۱۹۹ ہجری میں ڈھالا گیا تھا۔ اُس میں سن کی جگہ یہ سن کندہ ہے۔ ۳ بہاری سنہ جالو سنہ جلوس ۳۔

ٹیپو سلطان نے ایک حربی مجموعہ تیار کرایا تھا۔ اس کا نام فتوحات غازیاں رکھا تھا اس کتاب میں اٹھارہ باب تھے۔ ورزشوں اور فوجی کرتبوں کے متعلق اس میں ہدایت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ وہ فرائض جو ہر ایک افسر کے متعلق تھے اس کتاب میں تصریح کے ساتھ درج تھے۔ وہ تدبیریں اور طریقے لکھے گئے تھے کہ شبخون کس طرح مارا جائے اُس زمین پر جو جنگل سے ڈھکی ہو یا صاف میدان ہو کس طرح جنگ کرنا چاہئے۔ اس کتاب میں محافظت کے طریقے رخصت کے قواعد سپاہیوں کی غداری کی دفعات اور اسی طرح دوسرے سب ضروری امور درج کر دیئے گئے تھے۔

سلطان نے ۱۷۹۲ء میں ایک اعلان شایع کیا تھا جس کے موافق پیدل فوج پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ ان کے ۲۷ قشون تھے ہر قشون میں ۱۳۹۲ سپاہی ہوتے تھے۔ ان میں سے ۱۰۵۶ بندوقچی ہوتے تھے افسروں کا مناسب سررشتہ تھا۔ ہر قشون کے متعلق بان اندازوں کی ایک جماعت ہوتی تھی جسے جوق کہتے تھے۔ اور ہر قشون کے ساتھ دو توپیں

لازمی تھیں۔

سواروں کی فوج تین حکموں میں تقسیم تھی۔ اوّل باقاعدہ رسالے۔ دوسرے سلحدار۔ سلحداروں کے گھوڑے سرکار سے نہ ملتے تھے۔ بلکہ اُن کو خود مہیا کرنا ہوتے تھے۔ تیسرے قزاق یعنی غارتگر سوار ہوتے تھے۔ ان ہر سہ مدارج کے سواروں میں پہلے درجہ کے سوار ونکو سواران عسکری لکھا جاتا تھا۔ ان کی تین کچہریاں اور ہر کچہری میں چھ موکب تھے۔ سلحداروں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ اور قزاق سوار آٹھ ہزار تھے۔

ٹیپو سلطان کی دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی تھی اسکے متعلق اُس کا اعلان جو صرف کاغذ پر رہا اور تعمیل کی نوبت نہ پہونچی اُس کی اولوالعزمی ظاہر کرتا ہے۔ اُس نے ۱۷۹۶ء میں امیر البحروں کی ایک جماعت قایم کی جس میں گیارہ ارکین تھے۔ ان ارکین کا لقب میر یم رکھا گیا تھا۔ ان ارکین کے ماتحت ۳۰ - امیر البحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے۔ ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز منگلور اور سات سات جہاز سداشیوگڑھ میں متعین رہنے کو تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے۔ درجۂ اول و درجۂ دوم۔ درجۂ اول کے ہر جہاز پر ۷۲ توپیں چڑھنے کا حکم تھا۔ اور درجۂ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز ہوئی تھی۔ یہ توپیں تین مختلف اقسام کی تھیں زیادہ چھوٹے جہازوں پر ۴۶ توپوں کا انتظام تھا۔ سلطان نے ان امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے بھیجے تھے

کہ اس طور کے جہاز تیار کئے جائیں۔ اور جہازوں کے پیندوں کے واسطے ہدایت کی گئی تھی کہ تانبے کے پیندے لگائے جائیں۔ اور جہازوں کے لئے لکڑی کا جنگل بھی نامزد کر دیا گیا تھا اور سب ملازمین کے افسروں کی تنخواہوں کی بھی صراحت کر دی گئی تھی لیکن اس زبردست تجویز کے پورا ہونے سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

ٹیپو سلطان کی پابندی اسلام کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تمام قلمرو میں شراب کے فروخت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ فرانسیسی کیمپ کے سوائے کہیں شراب نہ ملتی تھی۔ ص

سنہ ۱۷۸۶ء میں سلطان نے ایک عجیب اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان جملہ مومنین کے نام تھا اس میں لکھا تھا کہ وہ ملحدین کے ممالک کو چھوڑ دیں اور سلطنت خداداد میں آکر پناہ لیں۔

ما بدولت کا عزم ہے کہ یہ رذیل کفار جنہوں نے مذہب اسلام کی توہین کر رکھی ہے یا تو مشرف باسلام ہوں یا جزیہ دیں۔

نوٹ ص ٹیپو سلطان نے اپنے تمام ملک میں کشید اور فروخت شراب کی ممانعت کر دی تھی اور بہت سختی سے اس کی نگرانی اور تعمیل ہوتی تھی۔ تمام ملک سے مہوہ اور کھجوروں کے درخت کٹوا ڈالے گئے تھے۔ اس سے سلطان کو ایک کروڑ روپیہ سال کی آمدنی کا نقصان تھا لیکن اس نے اسکو برداشت کیا اور اس نقصان

راجگان ہند کے بودے پن سے اس سرکش قوم انگریز نے مسلمانوں کو ذلیل اور کمزور کر ڈالا ہے اور اس قوم نے مسلمانوں کے ممالک کو تاراج کر دیا ہے مابدولت کا قصد ہے کہ اس قوم کے مقابلہ میں جہاد کیا جائے۔

یہ زہر آلود سلسلۂ شکایت پہلے تو سلطان کے صوبوں تک محدود رہا۔ لیکن بعد کو نظام کے ملک میں بھی مشتہر ہو گیا تاکہ سچے مسلمان سلطان کے جھنڈے کے شریک ہو جائیں اور انگریزوں کی بیخ و بُن کھود کر پھینک دینے میں اُس کے معین ہوں۔

ٹیپو سلطان اپنے اصلی خیالات کو پوشیدہ کرنے کی ذرا بھی پروا نہ کرتا تھا اسی کے ساتھ وہ انگریزوں سے دوستانہ خط و کتابت کرتا تھا اور جو عہد کر لیتا تھا اُسکو پورا کرتا تھا۔

سلطان زمانہ سازی اور چالاکی میں بھی بڑا استاد تھا۔ مثلاً جس زمانہ میں اس کی فوجوں نے نرگونڈہ کو گھیر لیا اُس نے اپنے کمانڈر برہان الدین کو لکھا تھا کہ وہ زمانہ سازی اور چالاکی سے کام لے اور محصورین کو ایک پُر فریب ذریعہ سے ایسی ترغیب دے کہ وہ قلعہ حوالہ کر دیں۔

کورگ والوں کو سلطان نے لکھا کہ اب ساتویں مرتبہ تم نے پھر گورنمنٹ سے نمک حرامی کی اور سرکاری فوجوں کو لوٹا۔ اب میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے

کہ اگر بار دگر تم نے نمک حرامی کی تو میں تم میں سے کسی کو نہ ستاؤں گا نہ قید رکھوں گا بلکہ مسلمان کر ڈالوں گا اور کسی دوسرے ملک میں بھیج دوں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلطان نے اپنے پیچھے بارہ بیٹے چھوڑے لیکن وہ اپنے باپ کی طرح عورتوں کا کسی طرح سے والہ و شیدا نہ تھا۔ اور سوائے سلطان کی ماں کے سلطان پر کبھی کسی عورت کا دباؤ نہیں ہوا۔

سلطان کے ملکی انتظام کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا جس سے دارالسلطنت میں رہنے کا بہت کم اتفاق ہوا اس لئے کل انتظام ماتحتوں کے ہاتھوں میں تھا۔ باقاعدہ عدالتوں میں قانون کا نفاذ کم تھا۔ ہر ایک عامل اپنی مرضی کے موافق کام کرتا تھا۔

سلطان کو صیغۂ جاسوسی سے خاص دلچسپی تھی۔ اُس کو اپنے خاص خاص افسروں اور سرداروں پر بھی بھروسہ نہ تھا اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہر امیر کے گھر پر کیا ہو رہا ہے سلطان نے پولیس کے ذریعہ سے سرنگاپٹم اور گنجام میں جو شہر سے ملحق تھا۔ بازاروں اور اُن کی ڈیوڑھیوں پر جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔

اپنے آخری زمانہ میں سلطان نے انتظام سلطنت کی طرف سے توجہ کم

کردی تھی ۔ نئے نئے مشیر و مصاحب دخیل ہو گئے تھے اور خود سلطان نماز وظائف تسبیح اور تلاوت قرآن شریف میں مصروف رہتا تھا۔

سلطان کی سخت مزاجی کے بہتیرے ثبوت موجود ہیں وہ نرگونڈہ کے محاصرہ کے متعلق ایک خط میں لکھتا ہے کہ

اگر اسی امر پر مجبوری ہو کہ قلعہ پر ہلہ کیا جائے تو ایسی حالت میں قلعہ کے اندر کا کوئی جاندار یعنی مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ جوان بچے۔ کتے۔ بلیاں اور جو کچھ ہو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ ہاں کال پنڈت کی جان بخشی کی جائے۔

ایک اور خط میں سلطان نے کورگ کے ایک افسر کے نام لکھا ہے کہ:۔

تم کورگ کے لوگوں پر ایک عام حملہ کرو اور سب کو تہ تیغ کر ڈالو۔ اور مقتولوں اور اسیر شدہ[نوٹ] زن و بچے کے مسلمان کر لو۔

اس کے بعد کنارا میں سوپا کے بلوہ کے متعلق سلطان نے بدرالزمان خان کو لکھا کہ:۔

دس سال ہوئے اس ضلع کے درختوں میں پندرہ ہزار آدمی لٹکا کر پھانسی دیئے گئے تھے اس وقت سے یہ درخت اور زیادہ آدمیوں کا

نوٹ ہم نے مسٹر بوئنگ صاحب کی نقل کے موافق نقل کر دی لیکن عجیب عبارت ہے کہ مقتولوں کو مسلمان کر لو۔ سلطان ایسا نادان منشی نہ تھا۔ جو ایسا لکھتا پس ہم اس عبارت کو عبارت الزامی نہیں مان سکتے۔

انتظار کر رہے ہیں لہذا اس بلوہ کے سرغناؤں کو انہیں درختوں میں لٹکا کر پھانسی دیدو وغیرہ وغیرہ۔

سلطان کے انتقام طلب مزاج کو دیکھ کر طبیعت میں ایک غصہ تو پیدا ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان قیدیوں کی کیا بری گت بنائی جاتی تھی جو سلطان کے ہاتھ میں اسیر ہو جاتے تھے۔ تو اس غصہ میں اور زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔ سلطان اپنے قیدیوں کے سر قلم کروا دیتے اور ان کو پھانسی دینے میں کچھ پس و پیش نہ کرتا تھا۔ انگریزی قیدی اس کے تیر انتقام کا زیادہ نشانہ بنائے جاتے تھے۔ جنرل میتھوز جیسے اعلے افسر اس کے ہاتھ سے نہ بچے۔ سلطان نے منگلور کے صلحنامہ کے بعد بھی انگریز قیدیوں کو رہا نہ کیا ان میں سے بہت سے حسین گبھرو لڑکوں کے ختنے کروا ڈالے اور ان لڑکیوں سے جو اضلاع کارومنڈل سے پکڑی آئی تھیں بے امتیاز شادی کر دی۔ پھر یہ نوجوان یا تو فوج میں بھرتی کر دیئے گئے یا سلطان کی تفریح کے لئے ان کو ناچنا گانا سکھایا گیا۔ *

ہر چند سلطان بہت سخت سزائیں دینے کا خوگر تھا۔ لیکن یہ بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا مجرموں کو نہایت سخت سزائیں دیجاتی تھیں سولی کا

نوٹ *۔ افسوس کس قدر جھوٹا الزام ہے۔ سلطان کو ناچ گانے کا ایسا شوق ہی نہ تھا جو وہ ناچ گانے کی تعلیم پسند کرتا۔

رواج بھی پھر سے جاری ہوگیا تھا۔ جو سلطان سے پہلے راجاؤں میں جاری تھا سازش کرنے والے قفس میں قید کئے جاتے تھے۔ بعض مجرموں کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ دیتے تھے۔ ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا۔ یہ مجرم پیچھے گھسٹتا جاتا تھا۔ اور بڑی اذیت سے جان نکلتی تھی بعض مجرموں کو بیرحمی سے شیر کی غار میں ڈال دیتے تھے۔ ان کو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا ناک کان کاٹ ڈالنا یہ تو ایک معمولی بات تھی۔

سلطان کی ناک خمدار، آنکھیں پُرآب اور بڑی تھیں گردن چھوٹی لیکن فربہ تھی اور جسم بھی گُدرا تھا۔ سلطان ڈاڑھی منڈایا کرتا تھا لیکن وہ اپنے باپ کی طرح چار ابرو کا صفایا نہ کراتا تھا۔ سلطان ایسا کامل الحیا تھا کہ سوائے اسکے پیروں گٹوں اور کلائیوں کے اسکے جسم کو کبھی کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔ حمام میں بھی وہ اپنے تمام جسم کو ہمیشہ چھپائے رکھتا تھا۔

حیدر علی کے خلاف ایک سچے دیندار مسلمان کی طرح سلطان بالکل سادہ اور شرعی لباس پہنتا تھا۔ اور یہی قاعدہ اپنے ماتحتوں کے لئے جاری کر رکھا تھا۔ لیکن سفر میں جاتا تو زردوزی کوٹ پہنتا جس پر شیر کی کھال کی سی دھاریاں پڑی ہوتیں۔ سلطان اپنی دستار پر اور اپنی ٹھوڑی کے نیچے سفید رومال باندھے رہتا اور اپنے آخری ایام میں سبز رنگ کی دستار استعمال کرتا تھا۔ (اس سے پہلے گلستانہ ہوتی تھی)

سلطان کو شیروں کے ساتھ خاص مناسبت تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ کو دو دن کے لئے شیر کی زندگی پسند ہے لیکن دو سو برس کے لئے بھیڑ کی زندگی پسند نہیں۔ سلطان کے سپاہیوں کی وردیوں میں بھی شیر کی کھال کی طرح دھاریاں پڑی ہوتی تھیں اور توپوں اور دوسرے سامان پر بھی شیر کی تصویر بنی ہوتی تھی۔ سلطان کے محل کے سامنے کٹہروں میں شیر بند رہا کرتے تھے۔

سلطان کے تمام ہتھیاروں پر اسد اسد الغالب کندہ یا لکھا ہوتا تھا

سلطان کے تخت کو پورے قد کے طلائی شیر کے سر سے زینت تھی۔ تخت کے پیچھے کی ابھری ہوئی کور تک چاندی کی سیڑھیاں بنی تھیں پھر دو شیروں کے مرصع طلائی سر بنے ہوئے تھے اور اوپر ایک ہما معلق تھا جسکے خوشنما پروں پر ہیرے لعل اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ یہ ہما سلطان پر سایہ افگن رہتا تھا۔ سلطان کا یہ شاہی تخت ہنوز ونڈسر کیسل میں محفوظ ہے۔ سلطان کی دوسری یادگاروں میں اس کے خیمے کا ایک حصہ چاندی کی چوبیں ہاتھی دانت کی کرسیاں ہاتھیوں اور گھوڑوں کے زیور ایک پالکی دو مرصع توپیں انواع اقسام کے اسلحہ ہیں۔ ان میں ایک شمشیر اور سپر بھی شامل ہے جو محاصرہ میں اس کے جسم پر پائی گئی تھیں۔

ونڈسر کیسل کے کتبخانہ میں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھی موجود ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب کا تھا۔ اور سلطان ٹیپو کے خزانہ میں دستیاب ہوا۔ یہ قرآن شریف

نو ہزار روپیہ کا قیمتی کہا گیا ہے اور نہایت ہی نفیس خطِ نسخ میں لکھا ہوا نہایت ہی اعلیٰ نقش و نگار سے مزین ہے۔

سرنگاپٹم کے پہلے محاصرہ کے بعد سے سلطان نے ٹاٹ پر سونا شروع کر دیا تھا پلنگ پر سونا چھوڑ دیا تھا۔ اور تناول طعام کے وقت کوئی مذہبی کتاب پڑھوا کر سنا کرتا تھا۔

سلطان کی زبان سے کبھی فحش کلمہ نہیں نکلتا تھا وہ اکثر اخلاقی۔ علمی حربی۔ تجارتی۔ یا ایسے ہی مضمون پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ اُس کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے عاقلانہ مقولے بڑی تعظیم سے سنے جاتے تھے۔

اپنے افسروں پر سلطان کو بہت کم اعتبار تھا۔ صرف ایک برہمن پورنیا[ل۱] اُس کی تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا۔ اور میر محمد صادق وزیر خزانہ اُس کا رفیق تھا۔ سلطان کا سب سے زیادہ معتمد سپہ سالار برہان الدین تھا جس کی ہمشیر سلطان کو منسوب تھی۔ وہ سنہ ۱۷۹۰ء میں سیتا منگلم کے معرکہ میں مارا گیا۔ سلطان کا ماموں علی رضا خان تھا۔ اور اس کا بیٹا قمر الدین خان بھی سپہ سالاری

ل۱ انگریزوں نے اسی پورنیا کو راجہ میسور کا دیوان بنایا اور محمد صادق کو اُس کی شہرت سازش و نمک حرامی پر ایک سپاہی نے قتل کر دیا۔ اب تک اُس کی قبر پر تھوکا جاتا ہے۔

کا کام کرتا تھا۔ لیکن اس پر بھی سلطان کو بھروسہ نہ تھا۔ لیتے لایق ترین ملازموں اور افسروں پر سلطان کی بے اعتباری روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی وجہ سے اُس کو دھوکا اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

سلطان کی فوج نے باوجودیکہ اس کی ترتیب قواعد اور مشاہرے میں کثرت سے تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں سلطان سے کبھی بیوفائی نہیں کی۔

سلطان مذہب اور تعصب کے اعتبار سے محمود غزنوی۔ نادر شاہ۔ علاؤالدین پٹھان بادشاہ دہلی کا ہمسایہ تھا۔ ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ اسیواسطے مشہور ہے کہ اُس کے حکم سے بے شمار کافر قتل کئے گئے باوجود ان شدتوں کے سلطان کا نام اُس کے مذہبی جوش کی وجہ سے جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑی عزت کے ساتھ مدتوں تک یادگار رہا۔ اور اب بھی اُس کے مقبرہ پر مسلمان لوگ جمع ہوتے اور نصرتِ اسلام کی دعائیں مانگتے اور اُس پر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

سرنگاپٹم میں سلطان کی قبر کے کتبوں سے حروف ابجد کی ترکیب سے اُس کا سنہ وفات معلوم ہوتا ہے کہ حیدری سلطان مذہب کے لئے شہید ہوا وہ فقرے حسب ذیل ہیں:۔

"نسل حیدر شہید اکبر شد" "ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد"

شمشیر گم شد۔ ان سب سے سنہ ۱۲۱۴ ہجری مطابق ۱۷۹۹ء کے برآمد ہوتے ہیں

یہ تاریخیں میر حسین علی کی نتیجۂ فکر ہیں اور عبدالقادر کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔

مقبرۂ سلطانی کے گنبد میں جس میں ذرا سی بھی آواز سے آواز بازگشت پیدا ہوتی ہے جب کوئی شخص جاکر کھڑا ہوتا ہے تو کم سے کم ایک لمحے کے لئے تو اس خیال سے تشفی ہو ہی جاتی ہے کہ یہ سلطان اگرچہ ظالم اور غاصب تھا تاہم سپاہیانہ موت مرا ہے۔ فقط

ٹیپو سلطان کا اجمالی حال عہد گدی تک

(حسب تحریر حملات حیدری)

ٹیپو سلطان ۲۲ ذیحجہ سنہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۷۴۹ء نواب میر معین الدین خان بہادر کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا۔ نواب حیدر علی خان نے اُس کی پیدائش کی خوشی اور جشنِ مسرت میں غیر معمولی اہتمام کیا۔ ٹیپو مستان نام درویش کے کہنے سے ٹیپو سلطان نام رکھا گیا۔

نواب حیدر علیخان نے ہر علم کے عالم اور ہر فن کے کامل اور ہنرمند لوگ اُس کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیئے جمع کر دیئے۔ سلطان نے عربی اور فارسی میں معقول مہارت پیدا کی۔ اور ورزش سپہ گری بانک۔ بنوٹ۔ لکڑی۔ تیغ زنی تیر افگنی۔ نیزہ بازی۔ تفنگ اندازی۔ کشتی کے داؤں پیچ۔ تیراکی۔ شہسواری میں لاثانی مشق بہم پہونچائی۔ یہ سب مدارج پندرہ سولہ برس کی عمر میں طے کر لیئے۔ پھر انگریزی قواعد اور فنون جنگ انگریز اور فرنچ استادوں سے

حاصل کیا۔ اور اپنے باپ کے ساتھ رہکر جنگ کے ہر موقع و محل کا اندازہ کرتا رہا۔ پھر خود ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا۔ اور عملی طور سے جنگ کے نشیب و فراز معلوم کئے۔ اور تاخت۔ شبخون۔ محاصرہ وغیرہ کے اصول کو ذہن نشین کرتا گیا۔ اُنیس برس کی عمر میں وہ ایک بہت بڑا سپاہی اور جنرل اور لائق منشی بن گیا چنانچہ پہلی مرتبہ انیس برس کی عمر میں اُس نے اپنی بہادری کا یہ جوہر دکھلایا کہ ۱۷۶۹ء اور ۱۷۷۰ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کرناٹک کی لوٹ مار میں تھے سلطان نے مدراس کو زیر و زبر کر ڈالا۔

۱۷۸۰ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کی فوجیں کرناٹک پر آپڑی تھیں ٹیپو سلطان نے بارہ ہزار سوار جرار اور چھ ہزار پیادہ مع توپخانہ آتشبار لیکر شمالی سرکاروں کے محالات پر پیشقدمی کی جبکہ اُس کے ماموں میر علی رضا خان آٹھ ہزار جوانوں کے ساتھ اُس سے جا ملے اور ٹیپو سلطان نے پریا پالم کی نواح میں کرنل بیلی کی فوج کو زبردست شکست دی اور بہت سخت محاربہ و مقابلہ کے بعد انگریزی لشکر کو تباہ کر ڈالا اور اس کا تمام سامان چھین لیا۔ اور اُس کا میگزین سلطانی توپ کے گولہ سے اُڑ گیا۔ اور باقیماندہ انگریزی افسر اور گورہ سپاہیوں وغیرہ کو قید کر لیا۔ جس پر اُس کے باپ نے اُسکو شاباش دی کہ بہادر بیٹے نے ایسے نامور جنرل اور کار آزمودہ فوج کے مقابلہ میں کیسی اعلیٰ قابلیت ظاہر کی ہے۔ پھر جن دنوں میں نواب حیدر علیخان نے آرکاٹ کا محاصرہ کیا وہاں بھی سلطان نے اپنی اعلیٰ ہوشیاری اور بہادری کا ثبوت دیا۔ زاں بعد بذات خاص ویلور۔ چینگی پیٹ۔ ونڈیواش کے محاصرہ کرنے میں

مصروف رہا۔ اور ۱۷۸۱ء میں جب نواب حیدر علیخان ترچناپلی پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ٹیپو سلطان کو واسطے محاصرۂ ویلور و وانڈیواش کے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ مگر جب جنرل سرایری کوٹ صاحب بہادر کی پیشقدمی کی خبریں آئیں تو اُس مہم کو جوں کا توں چھوڑ کر باپ بیٹے دونوں ملکر اُس کی مدافعت میں سرگرم ہوئے ازاں بعد ٹیپو سلطان نے ۱۸۔ فروری ۱۷۸۲ء کو کولیرن ندی کے کنارے کرنل بریتھویٹ کو مع اُس کی زبردست فوج کے شکست فاش دی اور اکثر افسروں اور انگریزوں کو قید کرکے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ اس روئداد کے بعد انگریزوں نے مرہٹوں کا ٹھٹھا۔ اور ایک بڑی فوج کرنل ہمبرسٹن کے ساتھ بمبئی سے دریا کی راہ سے ملیبار پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ اور کرنل مذکور نے کلیکوٹ میں اُتر کر تھوڑے سے ہی عرصہ میں اُسے فتح کرلیا۔ پھر ملیبار کے درمیانی ملکوں کی تسخیر پر پاؤں پھیلائے۔ ٹیپو سلطان کرنل کی اس کارروائی سے مطلع ہوکر للکارتا ہوا انگریزی فوج پر آپڑا۔ تب کرنل ہمبرسٹن نے وہاں کا رہنا مناسب نہ جان کر کوچ کردیا۔ سلطان کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہوسکے اس کی فوجیں دریا کے ساحل اور انگریزی لشکر کے مابین حائل رہیں لیکن کرنل ہمبرسٹن کی ہوشیاری سے یہ منصوبہ پورا نہ ہوا۔ اور کرنل موصوف راستہ کاٹ کر ۲۰ نومبر کو پانیاری میں داخل ہوگیا۔

یہ مقام کلیکوٹ سے چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے شور کے کنارے واقع ہے اور یہاں کا قلعہ ایک بڑی ندی کے دہانے پر بنا ہوا ہے۔

اس مقام پر کرنل میکلوڈ بھی آملا اور اُس نے جھٹ پٹ دریا کے کنارے دمدمے بناکر اپنی حالت درست کرلی۔ اور دو جہازوں کو حکم دیا کہ تم کنارے

کے سامنے رہکر اپنی توپوں سے گولہ باری کرتے رہو۔

اُس کے مقابلہ میں سلطان کی فوجوں نے بڑی بہادری ظاہر کی لیکن کوئی کام بنتا ہوا معلوم نہ ہوا۔ تب سلطان نے اپنے پیادوں کی تین ٹولیاں بنائیں۔ ایک ٹولی جنرل موشیر لالی کے سپرد ہوئی لیکن وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔ اور اُس ٹولی کے دو سو جوان کھیت رہے۔ اُس پر سلطان دوسری تدبیرات میں مصروف تھا اس میں نواب حیدر علیخان کے کیمپ کے سانڈنی سوار نے یہ خبر پہونچائی کہ نواب حیدر علیخان کا انتقال ہوگیا۔ آپ تشریف لے چلیں۔ یہ خبر پاتے ہی ٹیپو سلطان مع اپنی فوج کے وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اور ۲۰۔ دسمبر ۱۷۸۲ء کو اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور بعد ادائے رسوم آرکاٹ کی جانب متوجہ ہوا۔ لیکن جنرل میتھیوس کی فتحوں کی خبریں سن کر جو بدنور اور ساحل ملیبار کے آس پاس ہوئیں سلطان نے اپنی فوجوں سے آرکاٹ کو بالکل خالی کردیا اور تمام فوجوں کے ساتھ بدنور کی جانب روانہ ہوا۔ اور شروع اپریل ۱۷۸۳ء میں وہاں پہونچ گیا۔ یہاں جنرل میتھوس سے غلطی ہوئی کہ اُس نے اپنے لئے کوئی دوسرا امن تجویز نہ کیا جس سے اُسکو اس قلعہ میں قلعہ بند ہونا پڑا۔ اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔

جنرل میتھوس صرف چھ سو فرنگی اور دو ہزار جوان ہندوستانی سے فوج کثیر کا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر میں اُس کو وہاں سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصار میں جاکر قلعہ بند ہوگیا۔ یہاں سلطان نے محاصرہ کرکے قلعہ والوں پر آمد و رفت کی راہ بند کردی۔ سترہ روز بعد قلعہ والے اپنے اسیر ہونے پر مجبور ہوئے اور یہ شرط ٹھیری کہ اپنے ہتھیار وہیں چھوڑ دیں۔ اپنا خانگی اسباب لے کر قلعہ سے باہر چلے جائیں

اور قریب تر ساحل سے جہاز پر سوار ہو کر بمبئی چلے جائیں۔ ۲۸۔ اپریل ۱۷۸۳ء کو اس
سپاہ محصورہ نے قلعہ بدنور سے بے ہتھیار نکل کر ایک میل کے فاصلہ پر مقام کیا۔
سلطان کی فوج اُن کے آس پاس متعین رہی۔ دوسرے روز جنرل کو طلب کیا گیا
جب وہ سامنے آیا تو قید کر لیا گیا اور وہ اثناء قید میں مر گیا۔ اور سلطان نے دوسرے
اسیران انگریزی کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جس سے اُسکی سختی کا اظہار ہوتا ہے
اور یہ اُن باتوں کا انتقام تھا جو انگریزی فوجوں نے نواح ملیبار وغیرہ میں سلطانی
فوج و رعایا کے ساتھ لوٹ مار اور قتل و ہلاکت کا برتاؤ کیا تھا۔ قصہ مختصر بدنور فتح
کر لینے کے بعد سلطان نے مع فوج قاہرہ منگلور کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ یہ ممالک
محروسہ کے نامی بندروں میں سے تھا اسلئے اُس کا لے لینا سب پر مقدم تھا یہاں
میجر کیمبل کی سرکردگی میں بیالیسواں رسالہ اور ہندوستانی سپاہیوں کی کئی
پلٹنیں متعین تھیں۔ سلطان نے اس قلعہ کو سر کرنے کے لئے فرانسیسی فوج مقرر
کی وہ بڑی بہادری سے کام کر رہی تھی۔ اس میں یہ خبر آئی کہ ولایت میں فیمابین انگریزوں
اور فرانسیسیوں کے صلح ہو گئی۔ اس خبر کے آتے ہی فرانسیسیوں نے سلطان کی طرف سے
انگریزوں کے ساتھ لڑائی بند کر دی۔ تب سلطان کو اپنی دیسی سپاہ سے کام لینا پڑا
اور محاصرہ کے کام میں زیادہ سختی کی گئی۔ چاروں طرف سے راہیں مسدود کی گئیں
جس سے انگریزی فوج کو ہر بات کی تکلیف پہونچنے لگی۔ قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح
ہو جائے۔ اس میں جنرل میکلوڈ بہت بڑی جمعیت اور ہر طرح کا سامان لے کر بمبئی سے
براہ دریا وہاں پہونچ گیا۔ اور صلح کا پیغام دیا جسکو سلطان نے قبول کیا۔ ۱۱۔ مارچ ۱۷۸۴ء
کو فیمابین سلطان اور گورنمنٹ مدراس کے صلحنامہ لکھا گیا۔ اس شرط پر کہ جانبین سے

اسیر چھوڑ دیئے جائیں۔ اور جنگ کے ذریعے جانبین نے جن محالات پر قبضہ کرلیا ہے وہ اٹھالیا جائے۔ چنانچہ انگریزوں نے منگلور۔ اونور اور دوسرے قلعے جو اُن کے قبضے میں آگئے تھے خالی کر دیئے۔

انگریزوں کی مصالحت کے بعد سلطان نے مرہٹوں سے گزشتہ تاخت تاراج کا بدلا لینا چاہا۔ اور چونکہ نواب عبدالحکیم خان حاکم شانور جس کی لڑکی سے نواب حیدر علیخان نے اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کی شادی کردی تھی باوصف اس رشتہ داری کے مرہٹوں سے جا ملا تھا اسلئے ٹیپو سلطان نے اسکے علاقے کو تاخت تاراج کر دیا۔ اور شانور سے حملہ کرکے دھار واڑ اور بادامی دونوں قلعے لیلئے۔ جو مرہٹوں کے پاس تھے۔ اِن دونوں کے مسخر ہونے سے سلطان کا ملک دکن کے اُن محالوں تک جو مرہٹوں کے دخل اور کٹھبو دریا اور کرشنا ندی کے بیچ میں تھے فراخ ہوگیا۔

سلطان کی ان فتوح سے پوتا والوں نے متاثر ہوکر سلطان کے پاس ایلچی بھیجے اور ۱۷۸۲ء کے آخر میں باہم میل ملاپ کے عہد و پیمان مضبوط ہوئے۔ مگر پونا والوں نے اپنی دوستی کے حق کا لحاظ کرکے سلطان سے یہ درخواست کی کہ شانور نواب عبدالحکیم خان کو واپس دیدیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے یہ درخواست منظور کرکے شانور واپس دیدیا۔

پھر سلطان نے اطمینان سے سرینگاپٹن کو مراجعت فرمائی۔ اور اپنے ملک کے انتظام میں مصروف ہوا۔

ناں بعد ۱۷۸۵ء میں خطۂ ادھونی کو جو نواب نظام علیخان کے بھانجے

نواب مہابت جنگ بہادر کی جاگیر میں تھا لڑکر فتح کرلیا۔ اور علاوہ کڑپہ اور کرنول کے اور کئی محالات کو فاتحانہ حیثیت سے اپنے ملک میں شریک کرلیا جن پر سنہ ۱۷۷۵ء اور سنہ ۱۷۷۹ء میں نواب حیدر علیخان جنگ کرچکے تھے۔

اسیطرح ایتباز گڑھ کا قلعہ جو محکم ترین قلعوں میں شمار کیا جاتا ہے اور اس پر مدت تک نواب حیدر علیخان مغفور اور مرہٹوں کا دانت تھا سلطان کے قبضہ میں آگیا۔ زاں بعد اس نے ایک سال دار السلطنت میں بیٹھکر حکمرانی کے لطف اٹھائے۔ سنہ ۱۷۸۶ء میں تجدید بندوبست اور تحقیقات ذخایر و خزاین پر متوجہ ہوا۔ اور محاسبوں اور بخشیوں کو حکم دیا کہ ہر کارخانہ کے حساب کا جایزہ پیش کریں چنانچہ سب خزانہ اسی کروڑ روپئے کی مالیت کا قرار پایا۔ اس کے سوائے اشیائے ذیل قلمبند ہوئیں۔

ہاتھی	اونٹ	عربی گھوڑے	بیل
۹۰۰	۶۰۰۰	۳۰۰۰۰	۴۰۰۰۰

بھینسیں اور بھیڑیں	توڑہ دار بندوقیں	چقماق بندوقیں
چھ لاکھ	تین لاکھ	تین لاکھ

تلواریں	توپیں مختلف قسم کی	باروت اور جنگی اسباب اور دوسرے
بے شمار	نوسو	دو لاکھ بائیس ہزار

اور املاک غیر منقولہ جیسے باغات و عمارات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ یہ حدّ و حصر سے باہر تھے۔ اسی پر بیرونجات کے ذخایر کا اندازہ کرلیجئے

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اور فوج باقاعدہ و مرتب ایک لاکھ چالیس ہزار موجود تھی سوائے اس کے ایک لاکھ
اسی ہزار سپاہی بیرونجات کے چوکی پہرے اور دوسرے انتظامات پر مامور تھے
سلطان نے تجدید بندوبست میں فوج کے سب قاعدوں کو بدل ڈالا۔ رسالہ۔
پلٹن۔ جمعیت کے نئے نئے نام تجویز کئے۔ اور وہ احکام جو لڑائی کے وقت سپاہیوں کو
دیتے ہیں انگریزی اور فرانسیسی لفظوں کے بدلے فارسی اور ترکی میں بتائے گئے
سرنگ پٹن کے انبار خانوں کو حکم ہوا کہ تمام فوج کو ایک سال تک کافی
ہونے کے لئے ہر قسم کے غلے ہر وقت فراہم رکھے جائیں۔ اسی طرح اور سب
بڑے بڑے قلعوں میں ذخیرہ وا ذوقہ تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ ازاں بعد ۱۷۸۵ء
اور ۱۷۸۶ء میں کورگ اور حدود ملیبار کے سخر کرنے میں مشغول رہا۔ اور ملیبار کے
سرکش اور فتنہ پرداز نایروں کو جو بار بار سرکشی اور بغاوت کرتے رہتے تھے۔
تاخت تاراج کر ڈالا۔ اور ستر ہزار کو اسیر کر لایا۔ اور ایک لاکھ ہندوؤں کو اسلام سے
مشرف کر کے فوجوں میں جگہ دی۔ یا اُن کے رہنے بسنے کا دوسرا سامان کر دیا۔
(یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چھ مرتبہ سلطان سے بغاوت کی تھی۔ تب ساتویں
مرتبہ اُس نے یہ انتقام لیا۔) اُنہیں دنوں میں سلطان نے یہ حکم دیا کہ تمام نشہ
والی چیزیں ملک محروسہ میں بکنے نہ پائیں اس سے سلطان کو کروڑ روپیہ
سالانہ سے زیادہ نقصان ہوا۔ لیکن اس نے مذہب کے مقابلہ میں اس نقصان کثیر
کی کچھ پروا نہ کی۔ اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختوں کو جڑ سے اکھڑوا کر گروا دیا۔ اور
آیندہ کے لئے ان درختوں کے بونے کی ممانعت کر دی۔ کئی جہاز سرکار سلطانی
سے ہر سال حاجیوں اور زوار کے لے جانے کو مامور کیئے گئے۔ جن پر حاجی

اور نہ وارِ بیت اللہ اور کربلائے معلےٰ کو آتے جاتے تھے اور سرکار سلطانی سے علاوہ کرایہ کے اُن کو اور بھی زادِ راہ دیا جاتا تھا۔ اور ہر جہاز پر اُن کے آرام کا خاص بندوبست رہتا تھا۔

سلطان نے بعد عہد و پیمان انگریزی کے ۱۷۸۴ء میں سید غلام علیخان اور دوسرے معتمد کو سفیر بنا کر بادشاہ فرانس کے پاس بھیجا تا انگریزوں کے خلاف گفتگو کریں اور بادشاہ فرانس سے مدد چاہیں۔ اور سلطان روم کے نام بھی ایک عریضہ تحریر کیا جس میں حمایت اسلام کی درخواست تھی۔ اور ان کے ساتھ شاہ فرانس اور سلطان روم کے لئے نہایت قیمتی تحایف روانہ کئے مگر وہ فرانس سے ناکام واپس آئے۔ تب سلطان نے اپنے مقربان خاص میں سے درویش خان اور اکبر علیخان اور محمد عثمان خان کو اس کام پر مامور کر کے دارالملک فرانس (پیرس) کو روانہ کیا چنانچہ وہ ۹ جون ۱۷۸۸ء کو شہر طولان میں پہونچ کر جہاز سے اترے اور لوئیس شانزدہم بادشاہ فرانس نے بڑی عزت اور توقیر سے اُن کا استقبال کیا۔ لیکن وہ فرانس کے دوسرے جھگڑوں میں مبتلا تھا۔ اس لئے اُس نے سردست اپنا عذر ظاہر کیا لیکن آیندہ کو متوقع کر دیا۔ سفیران مذکور اعانت آیندہ کا جواب لے کر ماہ مئی ۱۷۸۹ء میں داخل سرینگ پٹن ہوئے۔

جب سلطان کو شاہ فرانس کی طرف سے مایوسی ہوئی تب اُس نے کرنگا نور اور جیاکوٹہ اِن دونوں قلعوں کے لینے پر جنگ کی تیاری کی۔ ان قلعوں میں پہلے ڈیڑھ سو برس تک قوم ڈچ کی عملداری رہ چکی تھی۔ اور ۱۷۷۹ء میں نواب حیدر علیخان نے انہیں لے لیا تھا۔ مگر پھر ڈچ والوں کو واپس کر دیئے تھے

بہت قلعے ٹراونکور سے اتر کی طرف ہیں۔ اور یہاں کا راجہ جو انگریزوں کا بڑا ہوا خواہ تھا
اُن قلعوں کے لینے کی تمنا رکھتا تھا۔ اور فی الحقیقت وہ قلعے کوچین کے راجہ کے
متعلقات سے تھے۔ جو نواب حیدر علیخان کا باجگزار تھا۔ اسلئے سلطان نے ۱۷۸۹ء
میں اُن قلعوں کو ڈچ کے افسروں سے مانگ لینا چاہا۔ اُن لوگوں نے بالا بالا راجہ
ٹراونکور سے معاملہ کر لیا۔ اس پر سلطان اور زیادہ برآشفتہ ہوا۔ اور ایک لشکر جرار
لے کر چڑھ دوڑا۔ لیکن ٹراونکور کی فوج نے اپنی بہادری اور ہنر مندی اور اُس
مقام کے نشیب و فراز کی واقفیت سے سلطانی فوج کو بہت نقصان پہونچایا۔
یہانتک کہ سلطان کو ناکام لوٹنا پڑا۔

سلطان کا یہ فعل صلحنامہ بنگلور کے خلاف تھا۔ اسلئے انگریزوں نے راجہ
ٹراونکور کی مدد کو کئی پلٹنیں بھیجدیں۔ اس پر بھی سلطان نے اپنی دھن نہ چھوڑی
اور دوبارہ ماہ مارچ ۱۷۹۰ء میں فوج کشی کرکے پھر شکست اٹھائی۔ بعد ازاں
سرینگ پٹن سے بھاری توپخانہ طلب کرکے ماہ اپریل میں اس قلعہ اور
سرحد پر بالکل اپنا قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کی فوجیں لاچار ہو کر واپس گئیں۔
پھر کرنگانور پر تاخت کرکے اُسکو بھی فتح کر لیا۔ اور جیکوٹہ۔ بارور۔ کوٹرپاپالی۔ اور
کئی قلعے آسانی سے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

جب ٹراونکور کے اتر کی طرف سد ہوگئی تو انگریزوں نے اس پیشقدمی کو خلاف
عہدنامہ دوستی قرار دیکر راجا کی مدد کے لئے کرنل ہرٹلی کو ایک بڑی فوج کے
ساتھ بھیجا۔ اور بمبئی اور مدراس کی افواج نے بھی تیاری کی۔ اور پیشوائے پونا
اور نظام حیدرآباد کو انگریزوں نے متفقہ جنگ پر آمادہ کر لیا اور ۱۵ جون ۱۷۹۰ء

کو جنرل میڈوس ایک فوج سنگین کے ساتھ ممالک سلطانی میں داخل ہو گیا پہلے کروڑ کے قلعہ کو فتح کیا پھر دارا پورام اور کومیاٹور کے قلعے فتح کر لئے اُدھر کرنل اسٹوارٹ نے ڈنڈیکل کی طرف کئی قلعے فتح کر لئے۔ اور کرنل فلایڈ نے اپنی فوج پیادہ سے آگے بڑھ کر ستی منگل فتح کر ڈالا۔

غرض انگریزی فوجوں نے تین جگہ لڑائی چھیڑ کر غیر متوقع طور سے قلعے اور علاقے فتح کرنا شروع کئے پھر مدراس سے کرنل میکسویل بھی مع اپنی فوج کے جنرل میڈوس سے آملا۔ اور فیمابین سلطان اور انگریزی فوجوں کے جابجا لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی سلطان کی فوج انگریزی فوج کو نقصان پہونچاتی کبھی انگریزی فوج سلطان کی فوج کو پسپا کرتی لیکن سلطان کی طرف اقبال مندی کی علامتوں میں روز بروز ضعف محسوس ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ لارڈ کارنواس صاحب بہادر گورنر جنرل کلکتہ سے چلکر مدراس اور مدراس سے مع فوج کثیر داخل ملک محروسہ سلطانی ہو کر ۱۱ - فروری ۱۷۹۱ء کو ویلور پہونچ گئے۔ اور اب انگریزی فوجیں پوری سرگرمی سے کام کرنے لگیں اور پونا اور حیدرآباد کی فوجیں بھی انگریزوں کی اعانت اور اُن کے ساتھ ہو کر جنگ کرنیکو روانہ ہو گئیں۔ لارڈ کارنواس نے ویلور سے چلکر کولار اور ہوسکوٹ کے قلعوں پر قبضہ پالیا۔ ۵ - مارچ ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے نواح بنگلور میں پہونچ کر کیمپ قایم کیا۔ اکیسویں مارچ کو وہ زبردست قلعہ فتح ہو گیا۔ اور تعداد مع ایک ہزار جوانوں کے مارا گیا۔ باقی سپاہ اسیر ہو گئی۔

۱۳ - اپریل ۱۷۹۱ء کو نظام علیخان کی فوج جس میں پندرہ ہزار سوار تھے

لارڈ موصوف کی فوج سے مل گئی اور ۳۰ مئی ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے سرنگاپٹن کی طرف کوچ کی تیاری کی۔ اور مقام اراگیری میں پہونچ کر خیمہ گاہ قایم کی سلطان نے اپنی فوجوں کو کاویری ندی کے اتر جانب ٹھہرایا۔ پندرہویں کو لارڈ کارنوالس نے اُس پر حملہ کیا۔ یہاں بمبئی کی پلٹن بھی جس کا سپہ سالار جنرل ابرکرمبی تھا عین وقت پر پہونچ گئی۔ لیکن بعض وجوہ سے لارڈ کارنوالس نے جنرل ابرکرمبی کو ملیبار کی جانب جانیکا حکم دیا۔ جب وہ اُس طرف کو روانہ ہوا تو راستہ میں سلطانی سواروں نے اُس کی فوج کو لوٹ ڈالا۔ اور بہت تنگ کیا۔ اِدھر لارڈ کارنوالس کے لشکر میں ہر روز ہزاروں مواشی مرنے لگے۔ اور سلطان کی طرف سے رسد کی راہیں ہر طرف سے بند تھیں اس لیئے رسد کا پہونچنا ممکن نہ تھا۔ لاچار لارڈ موصوف نے اپنے بھاری سامان اور بھاری توپوں کو مع بہت سے گولوں اور سامان جنگ کے دریا میں ڈلوا کر اپنے لشکر کو ہلکا کیا۔ اور ۲۶ مئی کو پھر بنگلور کیجانب واپس گئے۔ اس عرصہ میں سلطان نے لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کو صلح کا خط بھیجا اور اسی عرصہ میں لارڈ موصوف کو مرہٹوں کی طرف سے ضروری رسد پہونچ گئی جس سے کچھ دن سرینگاپٹن کے آس پاس رہنا ممکن ہوگیا۔ لیکن سردست سرینگاپٹن کا محاصرہ مشکل تھا۔ چھٹویں جون کو افواج متفقہ (مرہٹہ و نظام) نواح بنگلور میں پہنچیں وہاں سے مرہٹوں کی فوجیں چیتل درگ کیجانب روانہ ہوئیں۔ اور نظام علیخاں کا لشکر گنجی کوٹہ کی جانب رخصت ہوا۔ جولائی میں انگریزی فوج نے قلعہ اوسور کا محاصرہ کیا۔ یہاں کرناٹک کیطرف سے جبکہ ایک تازہ فوج لشکر انگریزی سے آملی تب تو انگریزی فوج نے اگست ستمبر اکتوبر میں کتنے ہی قلعے فتح کر ڈالے انہیں ایام میں جاسوس خبر

لائے کہ کوئمباٹور میں سلطانی سپاہ تھوڑی ہے۔ اُس پر سلطان نے میر قمرالدین خان بہادر کو مع فوج کے روانہ کیا۔ میر صاحب نے وہ تعلقہ فتح کر لیا۔ اور لفٹننٹ کالمرس مع ایک ہزار سپاہیوں کے اسیر ہو گیا۔ پھر سلطان انگریزی سپاہ کے مقابلہ کو بڈنور کی طرف بڑھا۔ اُس جانب مرہٹوں کی فوج بہ سرکردگی پرسرام بھاؤ چیتل درگ کے قلعہ کو گھیرے پڑی تھی۔ اُسکو پسپا کرتا ہوا سرینگ پٹن کی جانب روانہ ہوا۔

اُدھر لارڈ کارنوالس نے ساونددرگ اور اتری درگ کے نہایت مضبوط قلعے جو ناممکن التسخیر کیے جاتے تھے دسمبر ۱۷۹۱ء میں محاصرہ کر کے فتح کر لیے اور رام گڑھ کا قلعہ بھی انگریزوں کے ہاتھ آ گیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ بنگلور اور کاویری ندی کے درمیان کے سارے ملک پر انگریزی قبضہ ہو گیا۔ اُدھر نظام علیخان کی سپاہ نے اگست سے نومبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ اور کولار کی طرف کوچ کیا۔ لیکن شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے نظام کی فوج کو پسپا کر کے بخیر و عافیت سرینگ پٹن کی طرف مراجعت کی۔ اُدھر پرسرام بھاؤ نے حصار چیتل درگ کی تسخیر کو ناممکن سمجھ کر اُس نواح کو تاراج کر ڈالا۔ اور ہولی ہانور اور کئی دوسرے قلعے فتح کر لیے۔ اور مرہٹہ اور نظام کی فوجیں فتح و غارت کے بعد پھر لارڈ کارنوالس کی فوج سے آملیں۔ تب شروع فروری ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے نظام علیخان اور ہری رام پنڈت کے لشکر سمیت سرینگ پٹن کی جانب کوچ کیا۔ پانچویں فروری کو افواج متفقہ سرینگ پٹن کے سواد میں آ پہونچیں اور کاویری ندی کے کنارے خیمہ زن ہوئیں۔ اس سے قبل سلطان اپنی فوجوں کو قاعدہ سے جما کر صف بندی کر چکا تھا۔

اس وقت سلطان کے پاس پینتالیس ہزار پیدل اور بیس ہزار سوار کی جمعیت موجود تھی اور سو توپیں ساتھ رکھتا تھا۔ اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کے پاس صرف چھ ہزار سات سو فوج پیادہ کی جمعیت تھی مگر جب لڑائی شروع ہوئی تو ٹیپو سلطان کی فوج کثیر سے کچھ کام نہ نکلا۔ اور انگریزی فوج کا رعب سلطان کی فوج پر غالب آگیا۔ پھر ۱۶۔ فروری کو بمبئی کی پلٹن بماتحتی جنرل ابرکربنی نہایت ضروری وقت پر وہاں پہونچ گئی۔

اور انگریزی فوجوں کی رستخیز نے سلطان کو پریشان کر دیا تب سلطان نے قرار داد صلح کے لیئے ایلچی بھیجے۔ اور سرداران نے متفقہ نے ایک خیمہ میں بیٹھ کر امور صلح پر مشورہ کیا۔ اور آخر کار یہ بات قرار پائی کہ سلطان آدھا ملک سرداران ہمعہد کے حوالہ کرے۔ اور بارہ مہینے کے عرصہ میں تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ نقد ادا کرے۔ اور تمام انگریزی قیدیونکو رہا کر دے۔ اور اعتماد الیفاء شرائط کے لیئے اپنے دو فرزند بطور اول کے سرکار انگریزی کو سپرد کرے۔ مطابق اس کے سلطان کو لکھا گیا۔ اور سلطان نے یہ سب شرطیں منظور کرلیں اور ۲۶۔ فروری ۱۷۹۲ء کو دو شاہزادے سلطان عبد الخالق اور سلطان معز الدین بڑے تزک اور تجمل کے ساتھ انگریزی لشکر میں بھیجدیئے گئے۔ جن کو لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے بہت بڑی تعظیم سے استقبال کر کے انکے درجہ کے لایق اُنکے فروکش ہونے کا سامان کر دیا۔ پھر سلطان نے عہدنامہ پر باقاعدہ مہر و دستخط کر کے شاہزادہ عبد الخالق کے پاس بھیجدیا۔ اور شاہزادہ موصوف نے لارڈ کارنوالس کے سامنے اُسکو پیش کیا۔ لارڈ صاحب نے بڑی تعظیم سے اُس کاغذ کو لیا۔ پھر سب فوجیں واپس رخصت ہو گئیں

اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر گورنر جنرل ایسی نمایاں فتح اور غیر متوقع کامیابی حاصل کر کے واپس تشریف لیگئے جو صرف سلطانی ادبار اور انگریزی اقبال کا نتیجہ کہی جا سکتی ہے۔ سلطان نے اس مغلوبانہ صلح سے متاثر ہوکر کچہری میں بیٹھنا اور دربار کرنا چھوڑ دیا۔ بعد چندے اپنے چند رفیقوں کو خلوت بلا کر بات کرلیتا۔ اور پھر ایک علیحدہ محل میں چلا جاتا۔ ایک روز میر محمد صادق اور پورنیا نے دست بستہ عرض کی کہ بادشاہوں کو ایسے کتنے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ شہنشاہ ہمایوں نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ حضور کا تو سب کارخانہ بجائے خود قایم ہے۔ صرف حضرت کی ادنے توجہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اور تین کروڑ تیس لاکھ روپے کا جو خسارہ پہونچا ہے یہ رعایا سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ ایسی ایسی باتوں سے سلطان کو تشفی دی اور سلطان نے تیس لاکھ روپیہ چھوڑ کر تین کروڑ روپئے اضافہ خراج لگان کے طور پر رعایا سے وصول ہونے کا حکم دیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ یہ روپیہ بہت نرمی اور رعایا کی رضامندی سے حالت وقت کو ظاہر کر کے وصول کیا جائے لیکن کمبخت عاملوں اور تحصیلداروں نے وہ آفت برپا کردی کہ تین کروڑ کی جگہ دس کروڑ وصول کر ڈالا جس سے رعایا نہایت بددل ہوگئی اور سلطان تک رعایا کی فریاد پہونچنے کے ذرایع بھی بند کر دیئے۔ اور سب نے ملکر خوب ہی لوٹا کھایا۔

پھر سلطان نے اور نئی فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا جس میں نہایت خراب سپاہی بھرتی کئے گئے۔ قلعوں وغیرہ کی تعمیر و مرمت میں بہت سا روپیہ خرچ کیا گیا۔ اسی عرصہ میں سلطان نے صلحنامہ کی سب شرطیں پوری کردیں جب بہ اُس کے دونوں فرزند سلطان عبدالخالق اور سلطان معزالدین نہایت احترام و احتشام سے

میجر ڈفٹن کے اہتمام میں ۲۸ مارچ ۱۷۹۶ء کو سلطان کے لشکر میں بمقام دیون ہلی داخل ہو گئے۔ سلطان نے اُن کو گلے لگایا۔ اور میجر ڈفٹن کو بڑی مہربانی سے اپنے ساتھ رکھا چھٹویں اپریل کو رخصت کیا لیکن سلطان کی دھن جو انگریزوں کے خلاف تھی اس میں کمی نہ آئی اسی عرصہ میں پیشوائے پونا کے دربار والوں میں پھوٹ پڑ گئی اور مرہٹوں کی طاقت زایل ہونے لگی۔ اور نظام علیخان کو بیماریوں نے دبا لیا۔ اور اُسکے لڑکے اپنی اپنی آرزوئے جوانی میں مدہوش ہو گئے۔ اِسلئے سلطان نے اس موقع کو غنیمت جان کر فریدون جاہ کی طرفداری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ انگریز ان سب چالوں کو دیکھ رہے اور ٹیپو سلطان کی نسبت انتہا سے زیادہ بدگمان ہو کر جنگ کا سامان کر رہے تھے۔ اسی عرصہ میں سلطان نے خفیہ اپنے سفیروں کو ماریطیس میں فرانسیسیوں کے پاس بھیج کر دس ہزار فوج فرنگ اور تیس ہزار حبشی سپاہیوں کی مدد طلب کی تھی اس کے عوض میں اس نے فرانسیسیوں کے ساتھ کئی طرح کے سلوک کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ انکی مدد سے انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیگا۔ یہ راز انگریزوں پر ظاہر ہو گیا۔ اور ماہ جون ۱۷۹۸ء میں گورنر جنرل کو جزیرہ ماریطیس میں سلطان کے سفیروں کا جانا متحقق ہو گیا۔ پھر تو گورنر جنرل نے ایک بہت بڑا منصوبہ باندھا اور فروری ۱۷۹۹ء میں حکم ہوا کہ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی اور سرداران ہمعہد کی فوجیں سلطانی مملکت پر چڑھائی کرنے کے لئے تیار ہو جائیں۔ قصہ مختصر ۱۱۔ فروری ۱۷۹۹ء کو جنرل ہارس کی سرکردگی میں ایک فوج انگریزی ویلور سے نکلکر نظام علیخان کے لشکر سے جس میں چھ ہزار سپاہی تھے مقام کاری منگلم

میں آئی۔ اور چوتھی مارچ کو یہ فوجیں میسور کی سرحد میں داخل ہوگئیں پانچویں کو قلعہ نیلدرگم اور انچیٹی مسخر کرنے کے لیئے مقدمۂ جنگ کا آغاز کیا گیا۔ نویں مارچ تک ۳۷ ہزار فوج جمع ہوگئی اور بمبئی کی فوج قریب سات ہزار سپاہ کے ساحل ملیبار سے کوچ کر کے کوڑگ کے راجا کی سرزمین میں ہوکر سیداپور میں خیمہ زن ہوئی جب سلطان نے ان فوجوں کی یورش کا یہ حال دیکھا تو ۳۔ مارچ کو بارہ ہزار سپاہ سے آگے بڑھا تا بمبئی کی فوج پر جا پڑے اور اپنے کئی سردار مع افواج دوسری سمت تونکورک مقام کے لیئے روانہ کئے۔ اور سلطان نے آگے بڑھکر انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جو لفٹننٹ کرنل مانٹری سا کے سرکردگی میں تھیں شناخت کر کے گھیر لیا۔ مگر جنرل اسٹوارٹ کی فوج اُس کی مدد کو پہونچ گئی۔ اُس نے سلطانی فوج کو پسپا کر دیا۔ پھر سلطان نے پریا پاٹم کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں سے ۱۱۔ مارچ کو سرینگ پٹن کی جانب کوچ فرمایا۔ یہاں سے جنرل ہارس کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ ۲۷۔ مارچ کو جنرل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ کیا۔ اس مقام پر سلطانی فوجیں مع توپخانہ آمادۂ جنگ تھیں۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں خونریز جنگ واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں سلطان کے تین سپہ سالار اور ایک ہزار جوان کام آئے۔ ۲۹۔ مارچ کو افواج متفقہ نے کاویری ندی سے عبور کرنا شروع کیا۔ اور ٹیپو سلطان نے بھی کاویری ندی سے عبور کر کے اپنی فوجونکو مع توپخانہ قلعے کے پورب اور دکھن کی جانب مورچہ بند کر دیا۔ پانچویں اپریل کو جنرل ہارس کی فوج نے سرینگ پٹن کے مغربی جانب اپنا کیمپ قایم کیا۔ اور یہ مہینہ طرفین سے جنگ وجدل میں گزر گیا۔

اور انگریزی افواج اور سرداران ہمعہد کی فوجوں نے خوب مضبوط مورچے بنالیئے اور اس عرصہ میں میر صادق اور پورنیا اور قمرالدین خان سپہ سالار وغیرہ نمکحرامان سلطانی کی خوب گانٹھ لیا گیا۔ نویں کو سلطان نے مخالفوں کے اژدہام اور اپنی طرف کے نامکمل اہتمام سے متحیر ہوکر نامہ و پیام کی راہ نکالی مگر اس سے کچھ کام نہ نکلا۔ چودھویں کو بمبئی کی پلٹن جنرل ہارس سے آملی۔ سولھویں کو سب فوجیں کاویری کے پار ہوکر ایک محکم مقام پر مقیم ہوگئیں۔ سلطانی فوجوں نے بڑی جوانمردی سے ان پر حملہ کیا اور بہت نقصان پہونچایا لیکن کوئی حملہ کارگر نہ ہوا۔

سلطان نے پھر دوبارہ مصالحت کی درخواست کی اس پر گیارہ شرطوں کا ایک صلحنامہ سرداران ہمعہد کے اتفاق سے لکھا گیا۔ اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں:۔

(۱) سلطان یک قلم سب فرنگستانیوں کو جو اُس کے پاس نوکر ہیں۔ موقوف کر دے۔

(۲) فرانسیسیونکے ساتھ کبھی نامہ و پیام نہ کرے۔

(۳) اپنا آدھا ملک سرداران ہمعہد کو سپرد کردے۔

(۴) دو کروڑ روپے دینے کا وعدہ کرے جس میں سے نصف ابھی اور بقیہ نصف چھ مہینے میں ادا کیا جائے۔

(۵) سب اسیروں کو چھوڑ دے۔

(۶) اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی منعبدار ونکو تا ایفائے شرایط سرکار انگریزی کے پاس چھوڑے۔

سلطان کو ان شرائط کے منظور کرنیکے باب میں صرف ایک دن رات کی مہلت دی گئی تھی جو برائے نام تھی۔ اور انگریزی توپخانہ سے قلعہ پر برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ قصہ کوتاہ غرہ ماہ مئی ۱۷۹۹ء کی رات کو قلعہ شکن غبارہ ونکی مار سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا اور اسکے دوسرے روز فوج کے اندر جانے کے لایق راستہ ہو گیا لیکن ابھی تک قلعہ سے گولیاں برسائی جاتی تھیں اور سلطان ہر وقت اوسی شگاف کے پاس موجود رہتا تھا چوتھی تاریخ کو اُس نے معلوم کر لیا کہ اب یہاں رہنا پُرخطر ہے اور وہ اضطرابی حالت میں محل کے اندر جا کر پھر آیا۔ اور نجومیوں کی عرض ہروض کے موافق ہزاروں روپے کی مالیت کا صدقہ عنایت کیا۔ دوپہر کے وقت جب سلطان محل سے نکلا تا کہ اپنے خاص لوگوں سے ملاقات کر کے کچھ آخری حکم دے۔ اسوقت سلطان شیر رنگ کپڑے کی قبا پہنے تھا۔ اور شاہانہ پگڑی سر پر تھی تلوار مرصع کار پرتلے میں پڑی تھی۔ دہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا تھا۔

غیر جوں ہی سلطان ایک کھڑکی پر پہونچا ہرکاروں نے خبر دی کہ غالباً آج ہی قلعہ پر دھاوا کیا جائے۔ سلطان اس شش و پنج میں تھا۔ جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا گیا۔ یہ بہادر اُس شگاف پر لڑ رہا تھا۔ سلطان نے اُسکی جگہ محمد قاسم کو مامور فرمایا۔ اور خود خاصہ تناول فرمانے کے لئے دسترخوان پر بیٹھا۔ ہنوز کھانے سے فارغ نہ ہوا تھا جو شور و غل کی آواز کان میں آئی اور وہ کھانا چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ دھو کر کچھ دعائیں پڑھتا ہوا آگے بڑھا تلوار پرتلے میں ڈالی۔ اور اپنی دونال بندوق ہاتھ میں لی۔ اور چھوٹے دروازے میں سے

اُس شگاف کی طرف چلا۔ اور وہاں پہونچ کر غنیم کے سپاہیوں کو برابر بندوقیں مارتا رہا۔ لیکن انگریزی سپاہی اس راہ سے قلعہ میں آچکے تھے۔ اب اُن کا ہٹانا اُس کے اختیار سے باہر تھا کیونکہ اُس کے ساتھ والے بھی اُس کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تاہم بہادر سلطان نے اپنی جگہ سے ہٹنا اپنی ہمت اور شجاعت کے خلاف سمجھ کر بہادرانہ مدافعت میں کوتاہی نہیں کی۔ اسی عرصہ میں انگریزی پلٹن کی پیشرو سپاہ نے دروازہ کے آدمیوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری جس سے ایک گولی سلطان کے سینے کے بائیں جانب لگی۔ اور سلطان نے چاہا کہ اُس ہجوم سے نکلکر قلعہ کے اور کسی مقام تک پہونچے۔ لیکن اُس بھیڑ سے اُس کا نکلنا ممکن نہ ہوا۔ اور اسی جدوجہد میں گستاخ سپاہیوں نے ایک غول نے دروازہ کے اندر سے بندوقیں سر کیں اُن میں سے ایک گولی سلطان کے زانو میں اور دوسری گولی دہنے پہلو میں لگی۔ اور گھوڑا بھی زخمی ہو کر بیٹھ گیا تب سلطان نیچے گرا۔ اس دردناک حالت میں سلطان کے ایک نہایت نمک حلال اور وفادار خدمتگار نے دست بستہ عرض کی کہ کاش اس وقت بھی خود بدولت انگریزی سردار کے پاس تشریف لے چلیں۔ تو وہ ضرور جناب عالی کے درجہ و منصب کا پاس کرے گا۔ لیکن سلطان نے حقارت کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ ابھی سلطان اس حالت میں تھا جو کئی گورے اس طرف سے نکلے اُن میں سے ایک نے سلطان کی نہایت بیش قیمت پیٹی لینے کا قصد کیا۔ سلطان نے اس حالت میں بھی اُس کی گستاخی پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ جس سے اُسکے گھٹنے کی ہڈی کٹ گئی تب اس گورے نے سلطان کی پیشانی پر ایک گولی ماردی اور اُس گولی سے سلطان شہید ہوا۔ اُدھر انگریزوں نے قلعہ میں داخل ہو کر ہر مقام پر چوکی پہرے

بٹھادئے اور اپنا انتظام قایم کر دیا۔ بعد میں سلطان کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو دوسرے دن جنرل بیرڈ نے (جو اس سے پہلے کئی برس سلطان کے حکم سے اسی قلعہ میں اسیر رہ چکا تھا۔) شام کے وقت سلطان کے نوکروں اور شاہزادوں سمیت اُس دروازہ پر جہاں سلطان شہید کی لاش پڑی تھی آکر بڑی تلاش سے اُس کے جسم پاک کو دوسرے مقتولوں کے درمیان سے نکالا[لہ]۔

سلطان کے چہرہ پر کوئی تغیر پیدا نہ ہوا تھا۔ اب تک اسکے چہرہ سے شجاعت اور بہادری کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ دستار۔ تلوار مع دوال جواہر نگار ان میں سے ایک چیز بھی اُس کے جسم پر نہ تھی۔ زاں بعد سلطان کی لاش کو پالکی میں ڈال کر حرسرا میں لے گئے۔ جہاں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک سلطان کی ایسی موت اور تمام قلعہ پر غنیم کا قبضہ ہو جانے سے خواتین علیا کا کیا حال ہوگا۔ رات بھر وہ جنازہ حرسرائے سلطانی میں رہا۔ پھر جنرل ہارس نے حکم دیا کہ اُسکی تجہیز و تکفین نہایت احترام سے کیجائے مطابق اُس کے شہر کے قاضی نے دفن و کفن کا سامان کیا۔ جنازہ بہت بڑے احترام اور احتشام کیساتھ ۵ مئی ۱۷۹۹ء کو وقت ظہر قلعہ سے روانہ ہوا۔ تمام سرداران عہدہ دار شریک تھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم جنازہ کے پیچھے نوحہ کناں تھا۔ گوروں کی چار کمپنیاں پیچھے پیچھے ساتھ تھیں جب جنازہ لال باغ کے

[لہ] اس بے پروائی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ سلطان کی لاش کو دوسرے دن ڈھونڈا گیا راقم سے میر اسد علی اہلکار سرکار سر خورشید جاہ بہادر امیر کبیر حیدرآباد بیان کرتے تھے کہ سلطان کے دسترخوان پر جتنے لوگ شریک تھے وہ سب کے سب اسی دروازہ پر لڑ بھڑ کر ایک پر ایک مارے گئے۔ اور ان میں کوئی ایک بچکر نہیں گیا۔

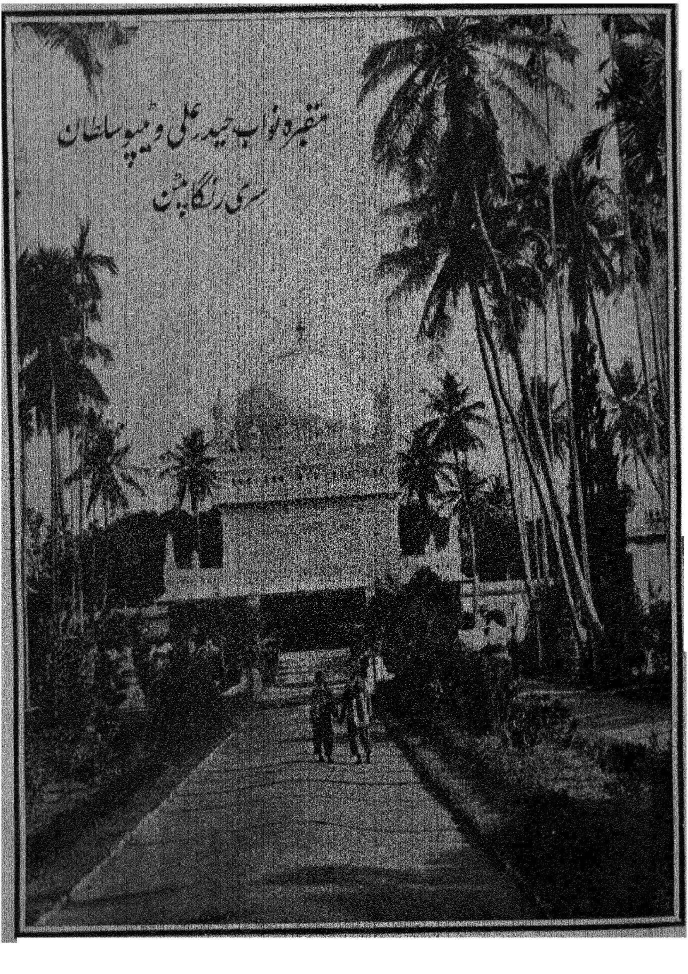

مقبرہ نواب حیدر علی و ٹیپو سلطان
سری رنگا پٹن

دروازہ پر پہونچا۔ نظام علیخانی فوج کے سب سردار اور سلمان شریک جنازہ ہوئے۔

راستہ میں جس گلی کوچہ سے سلطان کا جنازہ نکل رہا تھا عورت مرد کے صدائے نوحہ و ماتم سے ایک قیامت برپا معلوم ہوتی تھی۔ آگے بڑھکر نواب حیدر علیخان کے مقبرہ پر جنازہ ٹھیرایا گیا۔ اس وقت تمام سپاہیوں نے دو رویہ صف بستہ ہوکر اپنے ہتھیاروں کو خم کرکے رسم تعظیم ادا کی۔ پھر قاضی شہر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نواب حیدر علیخان کی قبر کے پاس دفن کیا۔ پانچ ہزار روپے فقراء کو خیرات دیئے گئے۔ جو جنازہ کے ہمراہ تھے۔ اور جس وقت سے سلطان کا جنازہ قلعہ سے روانہ ہوا۔ اس کی تدفین تک تمام سے توپوں کی ماتمی شلکیں برابر سر ہوتی رہیں۔ اتفاق سے اوسی روز شام کو دفعتاً ایک طوفان اٹھا۔ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے زمین کو ہلا دیا۔ اکثر مقامات پر بجلی گری خصوصاً سلطان کے دیوان خانہ اور محلسرا پر بجلی کا گرنا سلطان کی نسبت ایک قدرتی کرشمہ کو ظاہر کرگیا۔ اس سے تمام شہر میں سلطان کی شہادت نے اور ایک غیر معمولی عزت حاصل کی گویا آسمان نے بھی اُس کا غم کیا۔ اور برق و باد اُسکے ماتم میں شریک ہوئے +

عہدنامہ

جو ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر کے درمیان سلطان شہید کے ملکوں اور انتظام کی بابت لکھا گیا

اس نظر سے کہ ٹیپو سلطان مرحوم نے بنا اس کے کہ اُس کے ساتھ امیران ہمعہد کی طرف سے جنگ جوئی کے سببوں سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل میں آئی ہو۔ قوم فرانسیس سے مل کر اُن کے سپاہیوں کا ایک گروہ آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اُس کے خیرخواہوں نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر کے ساتھ حرب وکارزار کی بنیاد قایم کرنیکی عزم پر اپنے لشکر میں منگوایا۔ اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اس کے ہواخواہوں نے جو اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لیئے اُن عزمیتوں سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا ضامن اور اول دینے کے باب میں بجا درخواستیں کیں لیکن سلطان نے اُن کے اقبال سے پہلو تہی کی پس آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ آصف جاہ نے بیگانی فوجوں کے خطروں اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنوں کی لوٹ اور تاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت اور ملکیت یا سرحدوں اور ملکوں کی بہ آشتی اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کئے۔ اور چونکہ خواہش

ایزدی ہیں آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر امیران ہمعہد کی فتحیابی اور کامیابی اور ان کے ہاتھوں سلطان مغفور کا قتل اور اس کی رعایا اور متعلقوں کا منقاد ہونا مقدر تھا۔ اور چونکہ امیرانِ ہمعہد یہ چاہتے تھے کہ اس مکنت اور اقتدار جدید کو جو خداوند تعالے نے انہیں عطا کیا تھا گذشتہ لڑائی کے اخراجات کی تلافی میں اور اپنے اپنے ملکوں کی رعیتوں اور آس پاس کے صوبوں کے امن چین کیواسطے کام میں لائیں اس لئے سلطان مرحوم کے ملکوں کے بندوبست کے واسطے آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصف جاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد و پیمان باندھا گیا۔ معرفت لفٹنٹ جنرل ہارس کے جو بادشاہ انگلستان کی فوجوں اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر کی اُس فوج کا سپہ سالار فرمانروا ہے جو کرناٹک اور ملیبار میں ہیں اور آنریبل کرنل آرتھر ولزلی اور آنریبل ہنری ولزلی اور لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پاترک اور لفٹنٹ کرنل باری کلوز۔ رائیٹ آنریبل ریچارڈ ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل کی طرف سے۔ اور بمعرفت نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے تا موافق آیندہ شرطوں کے کہ تائید ایزدی سے جب تک مہر و ماہ آسمان پر جلوہ گر ہیں پائدار اور برقرار رہیں گے۔ وہ اور اُن کی آل واولاد بدل متوجہ رہکر فیما بین ان باتوں کے رعایت کریں۔

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اِس بات کا ہے کہ سرداران ہمعہد اس عہد نامے کے ذریعہ سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنی جبر نقصان میں

اُن اخراجات کے جو خوانین کی حفاظت اور استمداد میں ہوتے ہیں اور بھی اپنے خاص ملکوں کی قرار واقعی نگہبانی میں کہ آیندہ کے دشمنوں سے بے کھٹکے رہیں کوشش لازمی ہے۔ اسیواسطے اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ فرد (الف) کی درج کی ہوئی زمین سلطان مرحوم کے ملکوں کی اُن شاہراہوں سمیت جو کمپنی انگریز بہادر یا اُس کے ہوا خواہوں اور خراج گزاروں کے اُن محالوں اور سرکاروں سے ملے ہوئے ہیں جو درمیان پائیں گھاٹوں کے پورب پچھم کے دونوں ساحلوں پر ہیں یا ان قلعوں کے جوان راہوں کے آس پاس ہیں سرکار انگریز بہادر کے دخل میں رہے گی۔ اور کمپنی انگریز بہادر اسی مرزمین کے خراج سے نواب حیدر علیخاں مغفور کے خاندان اور سلطان مرحوم کے کل متعلقوں اور لواحقوں کی بخوبی گزران و پرورش کے لئے معقول خرچ جو (دو لاکھ اسٹار پگوڈا ہون) سے کم نہ ہوگا۔ (اور یہ حساب کی رُو سے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹریہ ہون ہوتا ہے) جو سات لاکھ بیس ہزار روپے کے برابر ہے اور قیمت ایک کانٹریہ ہون کی تین روپیہ مقرر کرنے اور اس کا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہے چنانچہ فرد الف میں جو زمین مذکور ہوئی ہے اُس کا خراج ۱۷۹۲ء میں سلطان کے تعین کے موافق سات لاکھ چھہتر ہزار ایک سو ستر کانٹریہ ہون ہے۔ اس میں سے بعد منہا کرنے دو رمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مد خرچ کے کمپنی بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سو کانٹریہ ہون باقی رہتا ہے۔

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد (ب) کی لکھی ہوئی زمین نواب نظام الدولہ بہادر

سے عمل دخل ہیں اور ہمیشہ اُس کے ملکوں کے مضاف ہیں گی۔ اور نواب ممدوح اس زمین کے خراج سے میر قمرالدین خان بہادر اور اس کے اہل وعیال اور متعلقوں کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہے۔ اور اس مطلب کی تکمیل کیلئے اس کیواسطے گرم کنڈہ میں ایک جاگیر خاص جس کی سالانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپے یا ستّر ہزار کنٹریہ ہون ہو علیحدہ کر دے گا۔ اور یہ بھی اس کا عہد ہے کہ وہ سوائے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی اُن سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب نظام کی ملازمت کے واسطے جمعیت معقول میر قمرالدین خان بہادر کی سرداری میں نگاہ رکھی جائے گی۔ مقرر کرے گا۔ اور چونکہ زر خراج اس سرزمین کا جو فرد (ب) میں مرقوم ہے۔ سنہ ۱۷۹۲ء میں سلطان مرحوم کی تعین کے موافق چھ لاکھ سات ہزار تین سو تیس روپیہ کا ہے اس صورت میں میر قمرالدین خان بہادر کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تیس کنٹریہ ہون باقی رہے گا۔

تیسری شرط

کافۂ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بندوبست کے دوام کی نظر سے یہ نیک صلاح قرار پائی ہے کہ سرنگ پٹن کا قلعہ کمپنی بہادر کو چھوڑ دیا جائے اور اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ وہ قلعہ مع جزیرہ اور اس قطعہ زمین کے جو اسکے مغرب کیجانب ہے اور مغرب کیطرف محدود ہے اُس ندی سے جو میسور نالے کے نام سے مشہور ہے اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جا ملی ہے کمپنی موصوف کے

حصے والی سرزمین سے صاف کیا جائیگا۔ اور ہمیشہ کے واسطے اُسی کے عمل دخل میں رہے گا۔

چوتھی شرط

یہ ہے کہ میسور میں بالتخصیص ایک علیحدہ حاکم مقرر کیا جائے گا یعنی کشنا راجا اودیا ور بہادر میسور کا مہاراجا جو یہاں کے قدیم راجاؤں کی اولاد میں سے وہ اُس سرزمین کا مالک اور متصرف رہے گا۔ جو اُن شرطوں پر محدود کی گئی ہے جس کا عنقریب ذکر کیا جائیگا۔

پانچویں شرط

امیران ہمداستان باہمدیگر متفق ہوئے ہیں کہ بیشک فرد لج) کی لکھی ہوئی سرزمین جو اس عہدنامے کے ذیل میں مرقوم ہے مہاراجہ ممدوح کو اُن شرطوں پر جو آیندہ مذکور ہوں گی چھوڑ دیجائے گی۔

چھٹویں شرط

کمپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہے گا کہ وہ اُس مبلغ کو جو رفعات شرط اول اس عہدنامہ کے اس سے نواب حیدر علیخان اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہے جب کبھی چاہے درصورت سرزد ہونے انواع اقسام واردات کے مثلاً اس خاندان میں سے کسی رکن کے فوت ہونے یا کسی طرح

بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست وحقیت پر ہاتھ بڑھانے یا اُن کے اور راجہ میسور کے ملکوں کے درمیان امن چین کے مقدمہ میں کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانہ میں جیسا بہتر جانے عمل میں لائے خواہ اُسے کیو تت خاص پر منحصر کرے یعنے کچھ مقرر کئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ یک قلم بند کر دے یا کچھ اس میں تخفیف کر دے۔

ساتویں شرط

پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر ضرور اس عہد و پیمان میں شریک کیا جائیگا۔ ہر چند وہ اس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اُس کے ضروری خرچوں اور کوششوں میں سرداران ہمعہد استان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتوں اور منفعتوں میں خواہ مخواہ فریقین متشارک یعنی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہے با ایں ہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ میسور کشنا راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہے اس رعایت سے رائیں اس بات پر قرار پائی ہیں کہ وہ خاص سرحد جس کی تفصیل فرد (د) اور ذیل میں اس عہدنامہ کے مرقوم ہے اسکے تصرف میں دینے کے لئے باقی رکھی جائے گی تا در ولیت پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُس کی مملکت میں داخل ہو اس طور پر کہ گویا پیشوا بہادر بھی اس عہدنامے کے ہمعہد ستانوں میں ایک رکن تھا۔

مگر اس شرط پر کہ پیشوا انگور سراسر اس عہدنامے کو اس دن سے ایک مہینے کے

اندر جس میں امیران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نامہ کی اطلاع کریں گے منظور کرے۔ اور بھی اُن امور میں کہ ابھی نواب اور پیشوا کے درمیان تنک اور شبے میں ملتوی ہیں اور نیز اُن باتوں میں جن کی خبر کمپنی انگریز بہادر کی طرف سے گورنر جنرل انگریزی رزیڈنٹ کی معرفت پونا میں اُس کے پاس بھیجدے گا کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کردے۔

آٹھویں شرط

اگر پیشوا موصوف امیران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہدنامے کے منظور کرنے یا اُن باتوں کے خاطر نشان کر دینے سے جن کا ساتویں شرط میں اشارہ ہوا ہے پہلوتہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین جو اُس کے لئے مقرر کی گئی ہے کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کی شرکت اور ملکیت میں رہے گی۔ وہ اُس سرزمین کو چاہیں تو راجہ میسور کے ساتھ اُس کے اُس محال اور صوبے سے جو اُنکے خاص ملکوں کے نزدیک ہے مبادلہ و معاوضہ کرلیں خواہ کسی اور طور سے اُس کا بندوبست جیسا بہتر سمجھیں ٹھہرائیں۔

نویں شرط

مہاراجہ میسور کشنا بہادر کو یہاں کے تخت سلطنت پر بٹھانے کے واسطے یہ تدبیر پسند ہوئی ہے کہ کمکی فوجوں کی ایک معقول جمعیت سے اوسکی پشتی اور حمایت کیجائے۔ اور اسپر اتفاق کیا گیا ہے کہ بموجب تفصیل کمپنی انگریز بہادر کے ذریعہ سے

موافق اُس جداگانہ قول و قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور میں ہوگا
مقرر کی جائیں گی۔

دسویں شرط

یہ عہد و پیمان دس شرطوں پر مشتمل آج کے دن بائیسویں جون ۱۷۹۹ء
مطابق ۱۷۔ محرم ۱۲۱۴ ہجری رایٹ آنریبل ارل مارننگٹن گورنر جنرل بہادر اور نواب
نظام الدولہ بہادر کے نام پر روبرو ایک طرف کے وکلاء لفٹننٹ جنرل جارج ہارس
آنریبل کرنل ارتھر ولزلی۔ آنریبل ہنری ولزلی۔ لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پاترک۔
لفٹننٹ کرنل باری کلوز۔ اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے منعقد ہوا۔
طرفین کے وکیلوں نے اس عہدنامہ کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر اور
دستخط کر کے ایک دوسرے کے حوالہ کیئے اور اس کا اقرار کیا کہ یہ عہدنامہ
آج سے آٹھ روز میں گورنر جنرل کے دستخط اور مہر سے اور پچیس روز میں نواب
نظام الدولہ بہادر کے دستخط و مہر سے بتیک مزین اور مستحکم ہو جائیگا۔

مہر نواب نظام الدولہ بہادر کی

نواب نظام الدولہ بہادر نے حیدرآباد میں مُہر و دستخط کیئے ۱۳ جولائی ۱۷۹۹ء کو۔ اور
رایٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر نے سینٹ جارج نام قلعہ میں مہر و دستخط کیئے سنہ مذکور کی چھبیسویں جون کو[له]

له۔ اس عہدنامہ کی مندرجہ تفصیل نشانِ حیدری یا حملات حیدری یا تاریخ انگریزی
بورنگ صاحب میں کہیں درج نہیں جس سے کل ملک محروسہ کے اضلاع و قلعہ جات وغیرہ کی صراحت
معلوم ہوتی+

بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علیخان بہادر اور ٹیپو سلطان کی اولوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے

نواب حیدر علیخان نے ایک بڑی بادشاہی کا ڈول ڈالا تھا اور ٹیپو سلطان نے جس اولوالعزمی کا اظہار کیا وہ حیرتناک ہے ٹیپو سلطان سے دو غلطیاں بہت بڑی سرزد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس نے اپنے پرانے رفیقوں اور امیروں کو نکال کرنئے لوگ فوج اور دربار میں داخل کئے جو اُس کام کے اہل نہ تھے۔ اور آخر میں اُن کی بد دیانتی اور سازش نے ٹیپو سلطان اور اُس کی سلطنت کو برباد کر کے چھوڑا۔ دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس کو غیر معمولی کاوش ہوگئی تھی جو انگریزوں کے طرز عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر قوم ہونے اور مذہبی حیثیت سے انگریز اور فرنچ دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے اور اوسوقت بھی انگریزوں کا سلسلہ انتظام فرنچ سے زیادہ با اثر نظر آتا تھا۔ ایسی حالت میں ٹیپو سلطان کا انگریزوں کی بیخ کنی پر آمادہ ہوجانا اُسکا قصور عقل نہیں تو کیا تھا۔ اب چند کاغذات کی نقل کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خیالات دولت ایران اور سلطنت عثمانیہ اور سلطنت فرانس و افغانستان وغیرہ کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔

نامۂ نواب حیدر علیخان بہادر فرمانروائے ممالک دکن[ل]

بنام

کریم خان (زند) فرمانفرمائے مملکت ایران مورخہ نہم رمضان ۱۱۷۹ھ

جب تک آفتاب کے ظہور اور ماہتاب کے نور سے ساحت آسمان زمین نور یاب اور گلزار عالم ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت سے

خداوند اورنگ شاہنشہی — سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زماں شاہ عالی تبار — شہ دادگر خسرو نامدار

فرازندۂ رایت سروری — فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کی شمع اقبال تائید ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رایحہ پیدا ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی خبر خیریت کے دریافت کا انتظار تھا۔ بساعت مسعود و زمان محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا۔ اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل اور دماغ میں کمال انبساط اور سرور نے جگہ پائی۔ مخلص نیاز مند اُن مراتب موالات و محبت کے

ل۔ یہ خط فارسی میں نواب حیدر علیخان بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کا لکھا ہوا ہے

بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علیخان بہادر اور ٹیپو سلطان کی اولوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے

نواب حیدر علیخان نے ایک بڑی بادشاہی کا ڈول ڈالا تھا اور ٹیپو سلطان نے جس اولوالعزمی کا اظہار کیا وہ حیرتناک ہے۔ ٹیپو سلطان سے دو غلطیاں بہت بڑی سرزد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس نے اپنے پُرانے رفیقوں اور امیروں کو نکال کر نئے لوگ فوج اور دربار میں داخل کیے جو اُس کام کے اہل نہ تھے۔ اور آخر میں اُن کی بددیانتی اور سازش نے ٹیپو سلطان اور اُس کی سلطنت کو برباد کرکے چھوڑا۔ دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس کو غیر معمولی کاوش ہوگئی تھی جو انگریزوں کے طرزِ عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر قوم ہونے اور مذہبی حیثیت سے انگریز اور فرنچ دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اور اُس وقت بھی انگریزوں کا سلسلہ انتظام فرنچ سے زیادہ بااثر نظر آتا تھا۔ ایسی حالت میں ٹیپو سلطان کا انگریزوں کی بیخ کنی پر آمادہ ہوجانا اُسکا قصور عقل نہیں تو کیا تھا۔ اب چند کاغذات کی نقل کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خیالات دولت ایران اور سلطنت عثمانیہ اور سلطنت فرانس و افغانستان وغیرہ کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔

نامۂ نواب حیدر علیخان بہادر فرمانروائے ملک دکن[ل]

بنام

کریم خان (زند) فرمانفرمائے مملکت ایران مورخہ نہم رمضان ۱۱۷۹ھ

جب تک آفتاب کے ظہور اور ماہتاب کے نور سے ساحت آسمان زمین نور یاب اور گلزار عالم ابر آذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت وحشمت ؎

خداوند اورنگ شاہنشہی ‌ ‌ سپہدار اقلیم فرماندہی
خدیو زماں شاہ عالی تبار ‌ ‌ شہ دادگر خسرو نامدار
فرازندۂ رایت سروری ‌ ‌ فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کی شمع اقبال تائید ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رایحہ پیدا ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی خبر خیریت کے دریافت کا انتظار تھا۔ بساعت مسعود و زمان محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نوراللہ اور والا جاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا۔ اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل اور دماغ میں کمال انبساط اور سرور نے جگہ پائی۔ مخلص نیاز مند اُن مراتب موالات و محبت کے

ل۔ یہ خط فارسی میں نواب حیدر علیخان بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کا لکھا ہوا ہے

سُننے سے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے۔ الطاف سامی کا شکر گزار ہوا چونکہ اتفاق و وفاق عائد بنی آدم سے نیکیاں اور حسنات پیدا ہوتے ہیں پھر جب دو صاحب شوکت حاکموں اور ذی اقتدار بادشاہوں کے درمیان موالفت اور موانست کی بنیاد قائم ہو تو بیحد و بیشمار برکات و فوائد کا مترتب ہونا ظاہر ہے اس لئے یہ وفا کیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی اور کمالات فطری سُن کر حسب مضمون اس شعر کے ؎

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را

ہنوز یاد میں مخو نگہت عربی است

اُس جناب سے اتحاد و ارتباط کا خواہاں ہوا تھا الحمد اللہ کہ دِل نیاز منزل کو اُس شاہ والاتبار کی فتوت اور مروت سے جو امید تھی وہ بخوبی ظہور میں آئی یعنی اتحاد و محبت کا آفتاب دونو دلوں پر پرتو فگن اور کاشانۂ وداد و اتفاق روشن ہے یہ بات جو از راہ الطاف و کرم قید تحریر میں آئی ہے کہ یہ اخلاص شعار اپنی سرکاری کشتیوں اور جہازوں کی لنگر گاہ کے لئے جو بندر کہ ممالک ایران سے متعلق بنادر ایران سے درکار و ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے۔ الحق جب یگانگی و اتحاد قائم ہوئی تو جانبین کے دیار و امصار ایک حکم میں داخل ہو گئے۔ نیاز مند ملک ایران کے کل علاقوں اور جزیروں کو اپنا ہی سمجھتا ہے۔ اور اب اُس فروغ اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب امید یہ ہے کہ اس صفا کیش کے قلمرو کے سب جزیروں اور بنادر کو اپنا تصور فرما کر جس بندر کی خواہش اُس سے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور دولت ایران کے شاہی

معتمدوں کو وہاں روانہ فرمائیں۔ بندر مذکور بسر و چشم اُن کے حوالہ کر دیا جائیگا تا یہاں سے بڑے بڑے شہتیر اور کُندے اور تختے وغیرہ جہازوں کی تیاری کا سامان جو اس اطراف میں کثرت سے ہے اور نیز اس دیار کے دوسرے تحایف اور عجایب ہمیشہ وہاں پہونچا کریں باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور اللہ کے ذریعہ سے رائے جہاں کشا پر روشن ہونگے۔ شفقت شاہانہ سے امید ہے کہ ہمیشہ بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن کی صحت و آسایش اور تحایف کی فرمایش پر متضمن ہوں دل آرزو مند کو محظوظ فرماتے رہیئے۔ الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہے فقط۔

خط زمان شاہ والئے افغانستان بنام ٹیپو سلطان

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ کے مشاطۂ قلم شاہد مُدّعا کے چہرہ سے یوں نقاب اٹھاتی ہے کہ

خط مسرت نمط۔ جواہر محبت و وفا کا مخزن۔ کنوز مودّت و ولا کا معدن جو آپکے اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بد دینان بدعتی کے تباہ و تاراج کرنے پر متضمن ہے اور اُس میں آپنے لکھا ہے کہ سلطانی قلمرو کی جامع مسجدوں میں ہر جمعہ کے روز بعد نماز کے اس نیاز مند کی وسعت مملکت اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہٗ کی جناب میں مناجات کی جاتی ہے۔ اُس عالیجاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ اور سید محمد رضا کے ہاتھ مع سوغات مندرجہ اس مُدّعا سے کہ اُس سرکار کے دوشمن اس مخلص کے

دربار میں حاضر ہوکر ساعت سعید میں پہونچا جس سے دوستی اور یکجہتی کا گلزار تر و تازہ ہوا۔

چونکہ اُس سلطان والاشان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہے۔ ہم بعون الٰہی مع لشکر قاہرہ جلد اُس طرف کوچ کرتے ہیں تاکفار بدکردار ضلالت شعار کے ساتھ غزا و جنگ کرکے اُس ملک کو لوث و کفر و بدعت سے پاک و صاف کریں [۱]۔

آپ اس امر میں خاطر جمع رکھیں کہ شتاب باشندے وہاں کے اپنی داد کو پہونچ کر بہد امن و آسایش میں اچین سے رہیں گے۔

اور اُس سلطنت پناہ نے جو واسطے استواری محبت اور ارتباط کے اپنی سرکار والا کے دو شخص ہمارے یہاں بھیجنے کے باب میں درخواست کی اس کو ہم بخوشی قبول کرتے ہیں۔

اس عالی منزلت کے سفیروں کی معرفت جو اپنی سفارت کے کام بخوبی بجا لائے۔ کچھ ہدیئے اور تحفے جو ہماری وفور محبت کی نشانی ہیں بھیجے جاتے ہیں مدام اپنے مرکوزات خاطر سے مع اعلام خصوصیات دیگر کے ہمارے دل مشتاق منزل کو مذاق کو شیریں کام رکھا کیجئے گا +

---

[۱] اس کے بعد زمان شاہ والئے افغانستان مع فوج کے آیا بھی تھا۔ لیکن درمیان سے بے نیل مرام واپس گیا۔ اور ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہونے کا موقع نہ ملا۔

سلطان سلیم فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کا

خط مورخہ ۸۔ ربیع الآخر ۱۲۱۳ھ بنام ٹیپو سلطان

یہ اصل خط عربی میں تھا۔ عربی سے انگریزی ترجمہ کیا گیا۔ اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہوا۔

اُس سلطان برادر قدر دان کو معلوم ہو کہ ان ایام میں کہ فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستوں کے ساتھ سرگرم پیکار تھے۔ ہماری سرکار نے ان لوگوں کے تعارف اور دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہے اُنکے دشمنوں کے طرفدار نہ ہوکر صلح کل کا طریقہ اختیار کیا۔ اِس سرکار کو چونکہ بہ نسبت ان لوگوں کی نہایت درجہ میلان و التفات اور اُن کی لگاوٹ کی باتوں کا کمال اعتماد تھا۔ اسی سبب سے دوسروں کے سوال و پیغام اُن کے خلاف مسموع نہ ہوئے۔ سرکار عالی کو خیال یہ تھا کہ وہ بھی اِن مدارات کے بدلے لوازم مروّت اور دوستی بجا لائیں گے۔ لیکن برخلاف اسکے اُن لوگوں نے ایکا ایکی دغابازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہے چنانچہ پہلے تو انہوں نے طولوں میں جو ملک فرانسیس کے متعلق بندروں میں سے ہے جہازوں کی تیاری کی۔ اور اِن جہازوں کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب مہیا کرنیکے بعد کثیر لشکر اُن پر چڑھایا۔ اور بعض آدمیونکو جو عربی زبان سے ماہر اور قبل اس کے ملک مصر میں گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری اُس کی بونا پارٹی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا۔ چنانچہ سپہ سالار

مذکور نے اُن جہازوں وغیرہ سمیت جزیرہ مالطہ کی سمت کوچ کر اُس مقام کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر یہاں سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کر ۱۷ محرم ۱۲۱۳ھ ہجری کو اس کے سامنے جا کر اکبارگی اپنا سارا لشکر شہر میں داخل کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اس نے وہاں عربی عبارت میں اس مضمون کے اشتہار شائع کئے۔ کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ پرخاش نہیں بلکہ تادیب و تعذیب مصر کے بیگوں کی جنہوں نے قوم فرانسیس کے سوداگروں کو تکلیف پہنچائی منظور ہے۔ عرب کے جتنے آدمی فرانسیسیوں کی موافقت اختیار کریں گے اُن کے ساتھ حُسن سلوک عمل میں آئیگا۔ اور جو لوگ مخالف ہونگے وہ موت کا مزا چکھیں گے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اُن مفتریوں نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ مصر کی مہم ہماری مرضی اور صلاح سے واقع ہوئی ہے حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔

زاں بعد اُس مکار نے شہر مصر میں داخل کر لیا تب تو دولت عثمانیہ کی فوجوں نے جو شہر قاہرہ سے اُن مصیبت زدوں کی مدد کو بھیجی گئی تھیں اُن کا مقابلہ کیا اور مصر کی سرزمین جو اس اعتبار سے کہ متصل قبلہ اہل اسلام مکہ معظمہ اور نیز مدینہ منورہ کے واقع ہے اُس کی نسبت قوم مذکور کے بعض خط پکڑے گئے۔ اُن کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ عرب کے ملک کو لے کر اُسکو چھوٹے چھوٹے صوبوں پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو نیست نابود کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اسلیئے ہمارے دل میں یہ بات سمائی ہے کہ توفیق الٰہی اور تائید رسالت پناہی سے اِن دشمنوں اور دین کے بدخواہوں کے دفع کرنے میں ہر طرح کی کوشش عمل میں لائی جائے۔

چونکہ اُس برادر قدردان کے ساتھ جو دین واسلام کی حمایت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ مدت سے مراسم یک جہتی ثابت و مستحکم اور طرفین سے ارتباط و یگانگت کی رسمیں جاری ہیں امید قوی ہے کہ وہ برادر مہربان اس خرخشے کی صفائی کے لیئے اس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و رزم کے متفق اور معاون ہونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ اور ہم نے سنا ہے کہ اندنوں قوم فرانسیس نے سرکار انگریزی کے علاقہ ہندوستان میں طرح طرح کی سازش کی ہے اور اس تقریب سے درمیان قوم فرانسیس اور اُس برادر کے نہایت موافقت اور میل پیدا ہوا ہے چنانچہ اُن کے سرداروں نے مصر کے راستہ سے فوجوں کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُن کا مکر و فریب جلد کھل جائے گا۔

چونکہ اس قوم کے مقابلہ کو اُدھر سے تو ناظمان سرکار انگریز مستعد ہیں۔ اور ادھر ہم بھی اُن کے فتنہ و شورش کا دفعہ کرنا ضرور جانتے ہیں اس صورت میں دونوں سرکار کے سردار ونکو لازم ہے کہ ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہیں۔ اور یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہوگئی ہے کہ فرانسیونکے سرداروں نے ہر دین و مذہب کے نیست نابود کرنے پر کمر باندھی ہے یہاں تک کہ پاپائے روم کے ملکوں پر جو یہاں کے قدیم رئیسوں میں سے ہے۔ اور دیار فرنگ کی سب قومیں اُس کی عزت اور توقیر کرتی ہیں ظلم و تعدی کا ہاتھ دراز کیا ہے اور ریاست بینگراں بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی لے لی ہے اور اب سرکار عثمانی کے ملکوں پر تاخت کی ہے۔ اور آیندہ اُن کو ہندوستان لینے

اور انگریزوں کو وہاں سے نکال دینے کی دھن ہے الحاصل فرانسیسیوں کی قوم ایسی بے مروت ہے کہ ان کے مکر و دغا کا کچھ ٹھکانا نہیں اس لئے امید ہے کہ وہ برادر طریقۂ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے ہم مذہبوں کی کمک اور مدد میں بکہ قوم فرانسیس کے شر و تزویر سے خطۂ ہند کے بچانے میں دریغ نہ فرمائیں گے۔ اور اگر درمیان اُس برادر اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط اور میل ملاپ ہوا ہے۔ تو امید ہے کہ وہ برادر والا قدر حال و استقبال کے آغاز و انجام کو ملاحظہ کر کے اور اُس نشیب و فراز کو جو اس مذہب کی ملاوٹ میں متصور ہو اور ممکن ہے ترازوئے دانش میں تول کر اُس سے احتراز لازم جانیں گے اور انگریزوں سے لڑنے کے قصد کو دل سے محو کر ڈالیں گے۔ اور جس صورت میں اُس برادر کو انگریزوں سے کچھ شکایت ہو تو ہمیں مفصلاً اُسکا حال لکھیں گے۔ تاکہ اُس کی صفائی کے لئے ہر طرح کی دوستانہ کوشش عمل میں لائی جائے۔ امید کہ وہ برادر ان امور میں غور و فکر کر کے قدیم دوستی اور ارتباط کی بنیاد کو جو جانبین سے بطور شائستہ ثابت و قایم ہے۔ اور زیادہ مضبوط و استوار کرینگے فقط۔

ٹیپو سلطان کی طرف سے سلطان سلیم کے خط

کا جواب جو عربی عبارت میں مرقوم تھا

سب ستایش اور حمد اُس خدا کو سزاوار ہے جس نے ملوک صاحب احتشام اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور و ظہور بخشا۔

اور درود وسلام اُس کے رسول مجتبیٰ محمد مصطفےٰ اور اُن کی آل واصحاب امجاد پر جنھوں نے شریعت خیر الآنام کے طریقے کو اوج کمال پر پہونچایا۔

بعد اس کے شہنشاہ جمجاہ حکومت وابہت پناہ ظل ملک صمد مورد الطاف ربانی منبع دانش وعرفان مجمع بر وامتنان بمقدمۃ الجیش فیروزی واقبال برگزیدۂ حضرت ذوالجلال۔ بادشاہ بر و بحر۔ نایب ایزد داور اعنی سلطان روم کی بارگاہ والا میں (خدا اُن کے ملک وسلطنت کو ہمیشہ قایم رکھے) پوشیدہ نہ رہے کہ آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین وتذلیل اور جمیع سلمین کے ساتھ اُن کے عناد رکھنے اور یکقلم مذہب کے طریقوں کو صفحۂ جہاں سے محو کر ڈالنے پر مشتمل۔ اور انگریزوں کی تعریف وتحسین اور درمیان اُن کے اور ہمارے صفائی کر دینے کے لئے اُس عنایت دستگاہ کے کفیل وعازم ہونے اور ہم میں اُن میں جو خصومت اور دشمنی واقع ہے۔ اُس کا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا نیک ترین ساعت میں پہونچا۔

خاطر عاطر پر روشن اور برہن ہو کہ ہم نے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے کے واسطے کمر باندھی ہے اور فی الواقع فرانسیسوں کی ذات جیسا آپ نے لکھا ہے بڑی بیوفا اور سنگ دل ہے۔ ہم اُن کی برائیوں سے خوب آگاہ ہیں۔ اور چونکہ انگریزوں کی قوم نے ان دنوں ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں ساعی ہو کر مستعدی اور حرب وضرب کی تیاری کی ہے اسلیئے ہم پر بلکہ سب مسلمانوں پر جہاد واجب ہوا ہے۔ توقع کہ جناب عالی اوقات خاص میں مناجات کرکے ہمت اور دعا سے ہماری معاونت فرمایئں گے۔ بعد اسکے ہم سب کو فضل الٰہی

اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہے۔ قبل اس کے ہم نے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہے۔ جس میں بخوبی مفصل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ مدینے کے راستے سے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہے وہ عنقریب بارگاہ والا میں حاضر ہو کر ہمارے مقاصد و مطالب شرحوار عرض کرے گا۔ صلوٰۃ و سلام خدا کا نبی برحق اور اُس کی آل امجاد و اصحاب پر ہو فقط۔

مخترعات ٹیپو سلطان

(۱) اپنی تمام سپاہ اور رعایائے سرینگ پٹن۔ کولار۔ ہکوٹہ۔ دیون ہلی صوبہ سرا۔ بالاپور کلاں۔ تجاور وغیرہ سے دس ہزار شیوخ و سادات اور شرفائے قوم منتخب کر کے اُن کا ایک زمرہ بنایا۔ اور اس زمرہ کو "غم مباشد" کے حرفوں پر تقسیم کیا جس کی تشریح یہ ہے۔ غ سے غیر ملک والوں کی مراد سمجھی گئی۔ م سے مغل اور مرہٹہ ن سے نائطہ ب سے برہمن آ سے افغان۔ ش سے شیعہ اور د سے اہل دایرہ یعنی مہدوی۔ اس تقسیم میں داخل تھے۔ اور یہ ناواقف۔ ناتجربہ کار۔ نااہل۔ ناکردہ کار زمرہ یہاں تک دخیلکار رہا کہ اُس نے تمام نظام سلطنت کو درہم و برہم کر ڈالا۔ اور اس میں ایسے ایسے سفیہ مکفرات۔ زمانہ ساز۔ بے ایمان فتنہ پرداز۔ قابوچی۔ خوشامدی عیار مکار۔ اور مہام سلطنت سے ناواقف اور امور جنگ سے ناخبردار لوگ سلطان کے منہ لگ گئے کہ قدیم خیرخواہوں اور جاں نثاروں کا دربار میں نام نہ رہا۔ اور جو بچ گیا وہ اِدھر اُدھر متعین کر دیا گیا تاکہ سلطان سے عرض معروض کا قابو نہ پاسکے۔ آخر کو جب وقت پڑا تو ان میں سے کوئی انگریزی

حکام کے ساتھ مل گیا کسی نے مرہٹوں سے سازش کر لی۔ کوئی حیدرآباد (کے ایماء سے) کی معرفت نظام کی خیر خواہی کرنے لگا۔ کوئی ہکّا بکّا منہ تکتا رہ گیا۔ اُس سے سوائے خوشامد کی اٹکل کے کچھ بن نہ پڑا۔

(۲) چند سپہداروں کے افسر اعلےٰ سپہ سالار کو خطاب "میر میراں" سے مخاطب فرمایا۔ اور فوج میں بہت سے ناتجربہ کار میر میراں مامور ہو گئے۔ ہر میر میراں کو نوبت و نقارہ اور فیل و علم عنایت کیا گیا۔ اور سب کو طرہ ہائے طلائی مرصع نگار . . . . اور پدک ہائے مرصع مرحمت ہوئے۔ اس طرح اور سب عہدوں کے جدید نام تصنیف ہوئے۔

(۳) پہلے لشکر کو جیش کہتے تھے۔ سلطان نے جیش کے بدلے عسکر نام رکھّا۔

(۴) تمام کچہریاں اسماء حسنےٰ کی تعداد ننانوے ناموں کے حساب سے ننانوے مقرر کی گئیں اور ہر کچہری کو ایک خاص نام سے موسوم کیا گیا۔ جیسے اللّٰہی کچہری رحمان کچہری۔ غفار کچہری۔ غفور کچہری۔ عزیز کچہری وغیرہ وغیرہ۔

(۵) پہلے بندوق کو بندوق کہتے تھے۔ سلطان نے بندوق کو تفنگ کے نام سے بدل دیا۔

(۶) توپ کا نام درخش رکھا گیا۔

(۷) بان کو شہاب سے موسوم کیا۔

(۸) شیر کی صورت پر تخت بنوایا۔ اور کاریگروں سے اپنی اختراع کے موافق کام لیا۔

(۹) شمسی مہینوں کے نام شروع حرف ابجد ہوز حطی سے مقرر کئے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

احمدی - بہاری - جلوی - دارائی - ہاشمی - واسعی - زبرجدی
حیدری - طلوعی - یزدانی - ایزدی - بنائی -

پھر آخر سلطنت میں اُن ناموں کی جگہ یہ نام بدل دیئے۔

احمدی - بہاری - تقی - ثمری - جعفری - حیدری - خسروی
دینی - ذاکری - رحمانی - ربانی - زکی -

(۱۰) چونکہ عربستان اور ترکستان میں ساٹھ سال کے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں جیسے سال اول قصوراط - سال دوم عالماط - سال سوم صراط - سال چہارم غیراط سال پنجم ستقیماط وغیرہ اُن کی جگہ سلطان نے بتعداد ابجد یہ الفاظ مقرر کئے۔

سال اول احد - سال دوم احمد - سال سوم آب - سال چہارم جا - سال پنجم باب - سال ششم بجا - سال ہفتم ابد - سال ہشتم جاد - سال نہم جاہ - سال دہم اوج وغیرہ وغیرہ -

(۱۱) ہون اور روپیہ اپنی اختراع کے موافق مسکوک کرائے۔

(۱۲) سولہ روپئے قیمت کی ایک اشرفی مسکوک کرائی - اُس کا نام صدیقی رکھا۔

(۱۳) ہون کو فاروقی لقب دیا - فاروقی ہون کے ایک طرف اُس کا نام اور دوسری طرف حرف (ح) مسکوک کرایا۔

(۱۴) امامی روپیہ جاری کیا جسکی چاندی دو روپئے حال کے برابر تھی -

(۱۵) اکھتی کا نام باقری رکھا۔

(۱۶) دوتی کو کاظمی کے نام سے موسوم کیا۔

(۱۷) آئنہ کو آیہ کا نام مرحمت ہوا۔

(۱۸) غلہ وغیرہ تولنے کے اوزان میں سیر کا نام دک رکھا گیا۔ اور من کو جو چالیس سیر کا ہوتا ہے بتید کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور کھنڈی کو جو دکن میں غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے اَحیا کا لقب بخشا گیا۔

(۱۹) خاص خاص توپوں کے نام علیحدہ علیحدہ رکھے گئے۔

(۲۰) چاندی۔ سونے۔ لوہے۔ لکڑی کے کارخانوں کو ملاحظہ فرمانیکے لئے جب نزول اجلال فرماتے تو توپ بندوق تبنچہ۔ کٹار چھری۔ چاقو تلوار قینچی وغیرہ میں کوئی نہ کوئی نئی اختراع ظاہر فرماتے۔

(۲۱) شال۔ مخمل۔ کمخواب۔ بانات۔ زربفت وغیرہ کے عالیشان کارخانے جاری فرمائے تھے۔ اور ان میں نئی نئی اختراعوں کی تعلیم وہدایت فرماتے تھے۔

(۲۲) خنجر کا نام صفدرہ رکھا تھا۔

(۲۳) ایک نہایت اعلے درجہ کا کپڑا جو مثل مخمل کے لطیف و دبیز ہوتا تھا۔ شیر کی کھال کے نمونہ پر ایجاد فرمایا۔ اُس کا نام ببری رکھا۔ اکثر خود بدولت اُسکی قبا زیب جسم فرماتے تھے۔

ٹیپو سلطان کا ارغنون

ٹیپو سلطان کے مخترعات تعجب خیز میں سب سے زیادہ دلچسپ ایک ارغنون تھا۔ چونکہ سلطان شیر کی صورت سے خاص دلچسپی رکھتا تھا اور شیر کے بہادرانہ اوصاف سے

اُس کو خاص مناسبت تھی اس لئے وہ اپنے مخترعات میں بھی اکثر شیر کی صورت اور مشابہت کا خیال رکھتا تھا اس لئے سلطان نے اس "ارغنون" کو بھی شیر کی صورت پر بنوایا تھا۔ اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔ اس شیر کے پیٹ میں موسیقی کے ساز اور سُروں کی کوک کے کل پُرزے نہایت اُستادانہ حکمت سے لگائے گئے تھے۔ ممکن کہ کسی فرانسیسی اُستاد نے یہ لطیف کاریگری ظاہر کی ہو۔ اس ارغنون سے جو آواز نکلتی تھی وہ چیتے کے غرّانے اور ایک آدمی کی خوفزدہ آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔ گویا ایک چیتا آدمی کو پھاڑ کھانا چاہتا ہے جس سے وہ آدمی سہمے ہوئے لہجے میں اظہار عجز کر رہا ہے۔ یا یوں کہو کہ اُس کی گھگی بندھ گئی ہے۔

یہ ساز جب باقاعدہ کوکنے سے بجتا تھا تو وہ فرنگی بار بار ہاتھ اٹھاتا تھا۔ گویا اپنی بے چارگی کو ظاہر کر رہا اور کہہ رہا ہے کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔

یہ ارغنون ایک پورے قد کے شیر اور ایک پورے قد کے فرنگی سے مرکب تھا۔

یہ ارغنون بعد فتح سرنگ پٹن کے راگ محل میں پایا گیا۔ جہاں اور بہت سے آلات موسیقی رکھے ہوئے تھے۔ اور ولایت کو بھیجدیا گیا۔

اس ارغنون کی آواز ایک بہت بڑے شاہی کمرہ میں گونج جاتی تھی۔ اور اُس کے سروں سے ایک خاص ہیبت اور جلالت کا اظہار ہوتا تھا۔

نظام حیدر آباد سے قربت کی درخواست

ٹیپو سلطان نے ۱۲۰۲ھ ہجری میں اس باب میں غور کیا کہ میں مسلمانوں کی سلطنت کو تقویت دینا اور اپنی جان اور اپنا مال خدا کے سچے مذہب اسلام پر نثار کرنا چاہتا ہوں۔ ایسی حالت میں تمام مسلمانوں کو میرے ساتھ ہونا چاہیئے نہ یہ کہ میرے خلاف بت پرستوں کا ساتھ دیں اور ان کے ساتھ ہو کر اسلامی ممالک کا تاخت تاراج کرنا ذریعۂ حصول جاہ خیال کریں جیسے نواب نظام علیخان بہادر (نظام حیدر آباد) بار بار پیشوائے پونہ کا ساتھ دیتے اور دونوں فوجیں ملکر میرے ملک کو پامال اور میری رعایا کو شکستہ حال کرتی رہتی ہیں۔ اور افسوس کہ میں نے مخفی طور پر نظام علیخان بہادر کو سب کچھ سمجھایا لیکن وہ مرہٹوں کے یلغار کو اپنے ملک سے دور رکھنے کے لئے اُن کی دوستی کو مقتضائے مصلحت جانتے ہیں۔ حالانکہ مرہٹوں نے اُنکو جیسا نقصان پہونچایا۔ اور اُنکے ممالک کو تاخت تاراج کیا۔ اور مسجدوں کو ڈھایا۔ اور خانقاہوں کو گرایا۔ اُسکا اقتضا یہ تھا کہ وہ میری طاقت کو اپنی طاقت سمجھہ کر رہتے۔ اور جب میری اور اُن کی دو طاقتیں ایک جگہ مل جاتیں تو مرہٹوں کی کیا طاقت تھی جو وہ اپنے ملک سے ایک قدم باہر نکالنے کا حوصلہ کرتے۔ لیکن اس کا بڑا سبب انگریزوں کی عقلمندی ہے۔ جو نظام حیدر آباد کو مجھ سے ملنے نہیں دیتے۔ اور نظام کو مرہٹوں سے متفق ہوکر میرے خلاف میں فوج کشی پر ابھارتے رہتے ہیں۔ اب اگر کوئی تدبیر میرے اور نظام کے اتفاق و یکجہتی کی ہوسکتی ہے تو یہ کہ میرے

خاندان کی لڑکیاں نظام کے بیٹوں بھتیجوں اور نظام کے خاندان کی لڑکیاں میرے
بیٹوں بھتیجوں کو بیاہی جائیں تاکہ طرفین سے ابواب یگانگت کشادہ ہو کر سب کو
ان دونوں اسلامی طاقتوں کے متحد ہو جانیکا علم ویقین ہو جائے۔ سلطان یہ
خیال بیشک بہت ہی مناسب وقت اور زبردست ومااثر خیال تھا لیکن سلطان کے
دوسرے حریف اور اس پولٹیکل بساط کے شاطر کب یہ بازی کھیلنے دیتے تھے چنانچہ
سلطان نے محمد غیاث کو جو ایلچی گری کی خاص قابلیت رکھتا تھا مع ایک خط خاص کے
حیدرآباد روانہ کیا۔ اور نظام کے لئے نہایت اعلےٰ درجہ کے قیمتی تحالیف اور جواہر
اور چند امراء حیدرآباد کے لئے نہایت قیمتی خلعت اُسکے ساتھ کر دیئے جب ایلچی
مذکور نظام کے حضور میں پیش ہوا تو اُس نے وہ خط اور وہ تحفے اور خلعت نظام کے
پیش کر کے نہایت شیریں گفتاری سے یہ تقریر کی کہ اعلےٰ حضرت پر یہ بات روشن
ہے کہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان نے محض خدا کی تائید اور اپنے زور شجاعت سے
سلطنت خداداد حاصل کی اور تمام ملک دکن اور تلنگانہ سے بت پرستی کو میٹ کر
کلمۂ توحید جاری کیا۔ ایسی حالت میں اعلےٰ حضرت کیجانب سے اُس سلطان دین پناہ
کی حمایت لازم ہے نہ یہ کہ بت پرست کافروں کی اعانت ہو کر اسلامی ممالک کو
تاخت تاراج کیا جائے۔ اور حمایت اسلام کا کچھ پاس نہ ہو۔ حالانکہ اگر یہ دونوں
اسلامی سلطنتیں ایک دوسری کی مدد میں متحد ہوں تو کافروں کی مجال نہیں جو ایک
قدم آگے بڑھنے کا حوصلہ کر سکیں۔ نظام کے دل میں بھی اس سچی اور مناسب
تقریر کا اثر ہو رہا تھا لیکن جب نظام حرمسرا میں تشریف لیگئے اُسوقت دوسرے
شاطروں نے مزاج کا دوسرا ہی رنگ بدلیا۔ اور کئی طرف سے نظام علیخان کے

دل میں یہ بات ڈال دی کہ حضرت کا درجہ ایک نایک کے فرزند سے قرابت کا نہیں ہو سکتا حالانکہ نایک کوئی قوم نہیں سپہ سالار کے معنی میں ایک معزز خطاب تھا جو ابتدا امارت میسور میں نواب حیدر علیخاں نے حاصل کیا تھا اس سے حیدر علیخاں یا ٹیپو سلطان کے حسب و نسب پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا لیکن حرمسرائے نظام سے برانگیختہ کرنے کو اتنا شوشہ کافی تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ یہاں کی لڑکی وہاں جانے سے اس کا یہ درجہ باقی نہ رہے گا جو یہاں دیکھا جاتا ہے۔

قصہ مختصر اس قسم کی باتوں سے متاثر ہو کر نظام نے ٹیپو سلطان کی نسبت عدم التفات ظاہر کر کے ایلچی کو بے مقصود واپس کیا۔ صاحب نشان حیدری جو ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر بھی رہے اپنے آقائے نعمت کی نسبت یہ جواب ناپسند کر کے نظام علیخاں بہادر کی نسبت لکھتے ہیں:۔

این زعم باطل بود کہ سوائے ذات خود احدی را در دولتمندان دکن شریف تر قوم نمی دانست و بر حشمت و شوکت خود می نازید الحق سلطان ذیشان باعتبار نسب خود از دیگراں کم نبود و از بطن زن ارذل تولد نہ شدہ۔ و در حسب از روئے اقتدار اسباب دنیا داری وجاہ و دولت ید طولے و در شجاعت و تہور یکتائی داشتند۔ و بعضے کساں کہ بر لقب (نایک) انگشت ایراد می نہند صریح مغالطہ عظیم خوردہ اند چہ اویک عہدۂ سپہ سالاری است قوم نیست۔ ایں کساں نمیدانند۔ قدرت نامتناہی قادر برحق عظیم است ہر کسے را کہ او میخواہد سعادتمند دارین میکند۔ و بجاہ و حشم دنیا سرافراز میدارد۔ اغلب کہ ایشاں از احوال بعضے سلاطین ہند و دکن کہ مرجع طوائف انام و برگزیدہ درگاہ ملک العلام اند واقف نیستند

دراصل کہ بودند و آخر چہ شدند۔ واز کیفیت وسلطان حسن کانگوکہ دیباچۂ نسل نامۂ بہمنیہ میشود و بحسن شاہ بہمنی معروف گشتہ۔ چنانکہ بعد وفاتش برق آتشبار گرد مرقدش طواف نمودہ گذشت کدام کس بود خبرے ندارند۔ اللہ اللہ دریں زماں باعتبار جاہ و نکبت دنیا ارزال قوم دم صحیح النسبی میزنند و کم فطرتان و کم ظرفان نخوت بوج دعوے سیادت و شیخت میکنند و برابر خود کسے را اشراف نمی دانند۔

زشتی ظرف و اصالت ہست ہر دو نہان
عیب بوش قحبہ بدشکل زرین چادر است

ٹیپو سلطان نے اپنے تخت پر جلوس کا موقع نہیں پایا

ناظرین نے ٹیپو سلطان کی ہر تاریخ میں اُس کے نہایت قیمتی تخت شیر کا حال پڑھا ہوگا۔ اور ہم نے بھی اردو۔ فارسی۔ انگریزی تاریخوں سے اس کتاب میں اُس کا ذکر کیا ہے جس کی قیمت دو کروڑ روپیہ بیان کی جاتی ہے لیکن یہ بات معلوم ہونا چاہیئے کہ ٹیپو سلطان کو اُس تخت پر جلوس فرمانے اور اُس جلوس کے جشن شاہانہ مرتب کرنے کا موقع نہیں ملا جسکی بڑی وجہ سلطنت مغلیہ کے رسم تخت نشینی کی پاسداری تھی۔ یعنی جلال الدین اکبر کے دستور کے موافق اُس تخت پر جلوس کرنے کے لیئے ٹیکہ کا سامان نہ ہوسکا۔ چنانچہ صاحب نشان حیدری نے اِس باب میں یہ عبارت لکھی ہے کہ

تخت سلطنت و سریر معدلت و فرمانروائی کہ بصرف جواہر گراں بہا

بصورت شیر مرصع کردہ اگرچہ برحسب آرزو در ساعت ہمایوں ترتیب یافتہ بود اما برائے جلوس میمنت مانوس انتظار ٹیکہ برحسب قاعدہ سلاطین دہلی کہ از خاندان جسونت راجہ اودیپور مے گرفتند و بانی ایں دستور سلطان جلال الدین اکبر بود۔ آنحضرت نیز والئے نواح کچھ رالبصرف لکھو کہا زر و تحایف و تشریفات و عنایات شاہانہ مطیع و منقاد ساختہ بر فرستادن دخترش راضی کردہ بودند مے کشیدند۔ بائی حال زمانہ کہ در شکست ارباب ہدایت و صلاح خلق اللہ میکوشد مساعدت ننمود۔

اب یہ تخت حسب صراحت بالا ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و شہنشاہ ہندوستان کے دارالامارۃ ونیڈسر کیسل میں رکھا ہوا ہے۔ اور ملکہ وکٹوریہ کے عہد سلطنت میں سلطان عبدالعزیز خان فرمانروائے دولت عثمانیہ کے جلوس فرمانے کو نکالا گیا تھا۔ اس سے عقلائے انگلستان نے تو یہ بات دکھائی کہ یہ تخت اُس سلطان سے چھنا ہوا ہے جو سلطان ٹرکی کی حمایت پر فخر کرتا تھا۔ اور ٹیپو سلطان کی روح نے یہ اثر ظاہر کیا کہ اگر اُس تخت پر اُسکو جلوس کرنے کا

لہ شاید شہنشاہ اکبر نے کوئی دستور مقرر کیا ہو کہ تخت پر جلوس کے وقت ایک بڑے سورماں راجہ کی لڑکی کوئی رسم خاص ادا کرے اوسی کے موافق ٹیپو سلطان نے بھی اس رسم کیلئے کچھ کے راجہ کو ادائے رسم مذکور کے لئے لڑکی بھیجنے کے لئے راضی کیا ہو تعجب کہ ٹیپو سلطان جیسا شخص ایسی رسم کی پابندی سے تخت پر جلوس کر سکا

موقع ملا۔ تو ایک ایسے سلطان نے اُس پر جلوس فرمایا جو تمام دنیا کے مسلمانوں کا سرتاج تھا۔ اور میں اُس سلطنت کی مطابعت کو اپنی سعادت جانتا رہا ہوں۔ اور آج اس مصرعہ کا مصداق ہوں۔ ؎

بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

ہندوؤں کی نسبت ٹیپو سلطان کی رائے

خدا نے فصلی حیثیتوں سے جیسے اِس ملک میں تمام دنیا کے مجموعی اوصاف جمع کر دیئے ہیں یعنی سردی، گرمی، بارش، برف وغیرہ آثار قدرت جو دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں وہ سب قدرت نے اس ملک کے مختلف حصوں کو عنایت کئے ہیں۔ باشندگان ملک کے لئے تمام زمین کو ہر قسم کے غلّوں سے ذخیرہ گاہ قدرت بنایا ہے۔ سیکڑوں ندیوں اور عالیشان دریاؤں سے ملک کی سیرابی کا سامان موجود۔ ہر طرح کے پھل پھول سے جنگل گلزار ہو رہے ہیں۔ یہاں کے دریا موتی مونگوں کی کان پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے پہاڑ یاقوت و الماس کی جھولیاں بھرے کھڑے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ویسے ہی قدرت نے یہ نعمتِ عظمےٰ اُس قوم کو عنایت فرمائی تھی جو اپنے وقت میں تمام دنیا کی قوموں سے بہتر اوصاف رکھتی تھی۔ یہاں کی قوم ہنود کی تعریف دور دور کے ملکوں میں بطور ایک نادیدہ مثال کے بیان کی جاتی تھی۔ اُن کی نفس کشی اور ریاضت کی کوئی حد نہ تھی۔ نرم دل ایسی تھی کہ کسی ذی روح کو اگرچہ وہ کھٹمل اور چونٹی کیوں نہ ہو تکلیف نہ دیتی تھی۔ محبت اور ملنساری میں دوسرے ملک

والوں کو ایسا موقع ملتی تھی کہ وہ اُس کے اطوار سنجیدہ اور اخلاق برگزیدہ کے رہین منت ہو کر اُس کی تعریف کا افسانہ ساتھ لیجاتے تھے۔ کسی جاندار کا آزار دینا حرام مطلق تھا۔ اور اس حکم کی پابندی اس دلی رحم و لینت سے کی جاتی تھی کہ وہ ہر شخص کی طبیعت ثانی بن گئی تھی۔ خیرات اور صدقات کی کچھ حد نہ تھی حتیٰ کہ خیرات اور صدقات لینے والے بمشکل دستیاب ہوتے تھے۔ بعض راجے مہاراجے اپنا راج تک خیرات کر دیتے تھے ایفاء عہد اور قول پروری اُس وقت کا خاصہ تھی۔ ذرا ذرا سی قدرتی جھلک میں مظاہر یزدانی کی پرستش پر آمادہ رہتے تھے۔

زاں بعد وہی قوم دوسری قوموں کی آمیزش اور اختلاط اور اپنے قانون عملی کو چھوڑ کر ایسی گمراہ اور خراب ہوئی کہ ان کی ہر نیکی سے اَن گنتی برائیاں پھوٹ نکلیں۔ بت پرستی نے سرتاپا کفر و ضلالت میں مبتلا کر دیا۔ ان کی خیرات و مبرات کے بیجا مصرف نے ان گنتی فقیر و سایل پیدا کر دیئے جن کے افعال و اطوار اس لائق نہ تھے کہ اُن کو حرام خوری کا موقع دیا جاتا۔ اُن کے دلوں سے رحم اور خدا ترسی کا مادہ گھٹنے اور تعصب اور نفسانیت کا مادہ بڑھنے لگا۔ اور اُن کا رحم قدیم بجائے عام بنی نوع انسان کے اپنے اغراض و خصوصیات سے متعلق ہو گیا جس نے اُن سے وہ عام برگزیدگی کے اوصاف واپس لے لئے۔ اور یہ بتدریج روحانیت کی تابناک روشنی سے کفر و مادہ پرستی کی تاریکی میں پڑ گئے۔ مسلمانوں کے وقت میں اُن کے تعصب اور نفسانیت اور ریاء و خوشامد وغیرہ نے ترقی کی اور وہ دنیا طلبی جو تونگری اور تمول کو لازم ہے اون میں گھر کر گئے۔ اولاد کی کثرت۔ تعلیم کی قلت علاوہ تنعم کے اسباب ہنرمندی کے فقدان نے انکو شاہراہ ترقی سے دور رکھا

دونی ۔ فرومایگی ۔ رذیل شیوؤں کا اختیار کرنا ۔ خوشامد ۔ چاپلوسی ۔ مکروفریب سے دوسرے کے ساتھ ملنا ۔ دغا و زور کو اپنا ذریعہ کامیابی جاننا اُن کا شیوہ ہوگیا ۔ غیرت اور حمیت سے سروکار نہ رہا ۔ بیکار پڑے رہنے کو ذریعہ تنعم خیال کیا ۔ دولت جمع کرنیکے لئے ان کے لالچ اور طمع کی حد نہ رہی فی الحقیقت اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس میں تو لڑیں لیکن دوسروں کو اپنا خداوند نعمت بنائیں اُن کے سامنے ذلت اور عاجزی سے سر جھکائیں اور انواع مکر و خوشامد سے پیش آئیں اور خود اُن کے بار حکومت کے نیچے دب جائیں ۔ ہندوؤں کے مذہبی تنوع نے اُن میں سخت تفرقہ پیدا کردیا ہے انہیں وجوہ سے بعض غیر ملک کے بہادر اور اولوالعزم اور محنت کوش بادشاہوں نے اپنی قوم کا اس ملک کی بود و باش سے علیحدہ رہنا پسند کیا ہے ۔ چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی میں لکھا ہے کہ جب ضحاک نے اپنے سپہ سالار گرشاسپ کو ہندوستان کی تسخیر کے لیے بھیجا تو اُس کو یہ نصیحت کی

مثنوی

وصیت چنیں کرد گرشاسپ را ۔ کہ در ہند پرورد کم خواب را
نداری ز خونِ سیاہان دریغ ۔ ہمیں کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی چو انجام کار بزرگ ۔ بر ایشاں چناں زن کہ بر گلہ گرگ
نمانی دراں بوم سالے تمام ۔ کہ لشکر گراں گیرد از ننگ نام
گر ایدر بگزرد چار موسم دراں ۔ ز فرہنگ و مردی نیابی نشاں

یعنی اسے گرشاسپ تو بعد حصول فتح ہندوستان کے وہاں رہنے کا ہرگز قصد

نہ کرنا کیونکہ اگر تجھ پر اور تیرے لشکر پر ایک سال وہاں گذر گیا تو یقین کر کہ پھر مردی اور فرزانگی کا نام و نشان بھی تیرے لشکر میں باقی نہ رہیگا۔

اس کے بعد مسلمانوں کی حالت میں غور کیجیے کہ ایران۔ توران بلخ ہرات۔ غزنین۔ قندھار وغیرہ سے کیسے کیسے توانا و اولوالعزم مغل و پٹھان یہاں آئے لیکن یہاں کی رہایش سے وہ کیسے خانہ نشین و عشرت پسند ہوگئے۔ اور اُن شیر دل بہادروں کی اولاد کیسی کمزور اور زنخی ہوگئی اور انہوں نے کیسی ضعیف اور رذیل عادتیں اختیار کیں کہ اُن میں اُن کی اصلیت کا کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہا۔ اور وہ بھی ہندوؤں کے ساتھ بلکہ اپنے اوصاف شجاعت و مردانگی و غیرت و حمیت کھو بیٹھے۔ اور اولوالعزمی ان کی سرشت سے نکل گئی۔ اسی وجہ سے عقلائے فرنگ نے منجملہ اور تدابیر حکمت کے ایک خاص دانشمندی کا یہ قول اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے رئیسوں اور اعلےٰ خاندان کے لوگوں کو اس ملک کی بود و باش سے منع کرتے ہیں اور کسی طور پر اس ملک کا توطن اور یہاں کے لوگوں سے خلاملا پسند نہیں کرتے

ٹیپو سلطان کا ملک لینے کے بعد ۱۸۲۱ء تک انگریزوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک بقید سال تصرف مقابلہ

عہد سلطنت اورنگ زیب

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ممالک محروسہ سلطنت میں اکیس صوبجات

ذیل باقی چھوڑے تھے۔

(۱) صوبہ لاہور (۲) صوبہ ملتان (۳) صوبہ اجمیر (۴) صوبہ دہلی (۵) صوبہ آگرہ (۶) صوبہ الہ آباد (۷) صوبہ اودھ (۸) صوبہ بہار (۹) صوبہ بنگالہ (۱۰) صوبہ مالوہ (۱۱) صوبہ گجرات (۱۲) صوبہ کابل (۱۳) صوبہ کشمیر (۱۴) صوبہ سندھ (۱۵) صوبہ برار (۱۶) صوبہ خاندیس (۱۷) صوبہ اورنگ آباد یا احمد نگر (۱۸) صوبہ بیدر۔ (۱۹) صوبہ حیدرآباد (۲۰) صوبہ بیجاپور (۲۱) صوبہ اڑیسہ۔

ان اکیس صوبوں کا محاصل اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھیانوے ہزار نوسو اکیس روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوتا تھا اور حاصل زمین سے فی دس روپیہ ایک روپیہ لیا جاتا تھا۔

عالمگیر کے بعد آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کی فرزانگی اور اقبال اور سلاطین کی عیش پرستی و ادبار اور ملکی اور قومی تفرقوں نے انگریزوں کو زمانہ انتزاع سلطنت ٹیپو سلطان یا اس کے چند سال بعد تک ممالک مندرجہ ذیل کا حکمران بنادیا۔

تفصیل شہر یا ملک مفتوحہ و مقبوضۂ انگریزی	سال دخل و تصرف
شہر مدراس بانضمام قطعۂ زمین جو دریا کے کنارے طول میں پانچ میل اور خشکی کی جانب ایک میل بارگاہ شاہی سے حاصل ہوا......	سنہ ۱۶۳۹ء
جزیرہ ممبئی	سنہ ۱۶۶۴ء
قلعۂ سینٹ ڈیوڈ کرناٹک میں سمندر کے کنارے پر	سنہ ۱۶۹۱ء
کلکتہ	سنہ ۱۶۹۶ء
جہانگیر کرناٹک میں	سنہ ۱۶۹۳ء / سنہ ۱۶۹۴ء

تفصیل شہر یا ملک مفتوحہ و مقبوضۂ انگریزی	سال دخل و تصرف
چوبیس پرگنہ	سنہ ۱۷۵۷ء
چار گانوں۔ بردوان۔ میدنی پور	سنہ ۱۷۶۱ء
بنگالہ۔ بہار اور اڑیسہ کی چار سرکاریں	سنہ ۱۷۶۵ء
سالسٹی کے علاقہ جات اور جنگل	سنہ ۱۷۷۶ء
بنارس کی زمینداری	سنہ ۱۷۸۱ء
سرکار گنٹور	سنہ ۱۷۸۸ء
ملیبار۔ کنڑا۔ کویمباتور۔ ڈنڈیگل۔ بارہ محال سالم وغیرہ وغیرہ (جو ٹیپو سلطان کے ملکوں سے علیحدہ کر کے لیے)	سنہ ۱۷۹۲ء
سرینگاپٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان سے لی گئی	سنہ ۱۷۹۹ء
بالاگھاٹ۔ بلاری۔ کڑپہ	سنہ ۱۸۰۰ء
اعانت دائمی کے اقرار پر نواب اودھ کے دیئے ہوئے ملک روہیلکھنڈ مع بریلی۔ مراد آباد۔ شاہجہانپور وغیرہ اور ملک پائین دو آب وخطہ فرخ آباد و الہ آباد و کانپور و گورکھپور و اعظم گڑھ وغیرہ صوبۂ کرناٹک مع ان خطوں کے جو نواب کرناٹک کے تحت میں تھے۔	سنہ ۱۸۰۱ء
دہلی۔ آگرہ۔ دوآب بالا۔ ہریانہ۔ سہارنپور۔ میرٹھ۔ علیگڈھ۔ اٹاوہ۔ بندیلکھنڈ۔ کٹک۔ بالاسور۔ جگناتھ وغیرہ	سنہ ۱۸۰۳ء
حصۂ ملک قوم ڈچ متعلق جزیرۂ سیلان	سنہ ۱۸۰۳ء
پیشوائی پونا اور گائیکواڑ بڑودہ کے دیے ہوئے خطہ جات صوبہ گجرات میں	سنہ ۱۸۰۳ء

نیپال سے فتح کئے ہوئے اضلاع درمیان ستلج اور جمنا اور گڑھوال اور کماؤں ۱۸۱۵ء
اسجار اور سنڈاوی مع متعلقات نول کچھ ہیں ۱۸۱۶ء
پونا اور تمام ممالک پیشوا کے خاندیس و ساگر مع صوبۂ مالوہ و اجمیر و .....
سنبھل پور و سرگوجہ و گڑھا منڈلہ مع اُن علاقوں کے جو راجہ ناگپور سے حاصل کیے ۔ ۱۸۱۸ء
خطہ جات متعلقہ برہما۔ آسام۔ کاچار۔ منی پور۔ رخنگ۔ ماریتان ٹناسیرم
کے دیے ہوئے۔ اور جزائر مرکائی ۱۸۲۵ء

یہ تو سرکار انگریزی کا خاصہ ہے باقی تمام دیسی ریاستیں سرکار انگریزی کی مطیع و منقاد اُس کو خراج دیتی ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے ۱۸۲۱ء اور ۱۸۲۲ء میں اس کے خراج و محاصل کی تفصیل یہ ہے۔

بابت خراج زمین بنگالہ	بابت خراج ممالک مدراس	بابت خراج علاقہ جات بمبئی
۱۳۳۴۰۵۰۲۰ روپیہ	۵۵۵۸۱۲۹۰ روپیہ	۲۸۵۵۷۴۱۰ روپیہ

جملہ اکیس کروڑ بہتر لاکھ تینتیس ہزار سات سو بیس روپیہ

محاصل نمک	محاصل افیون	حاصل کاغذ اسٹامپ	جملہ محاصل ممالک قدیمہ مع ممالک جدیدہ	
۶۰۶۰۷۶۸۰	۱۱۲۵۷۲۸۰	۲۱۵۷۶۰۰	۴۷۹۰۰۱۴	۴۴۴۴۹۰

سب چار کروڑ ستر لاکھ ستاسی ہزار انسٹھ روپے ہوتے ہیں۔

جمع خراجی ۲۱۷۲۳۳۷۲۰ جمع سائر ۴۷۲۸۷۰۵۹ کل ۲۶۴۸۲۰۷۷۹

سب کا مجموع چھبیس کروڑ اڑتالیس لاکھ بیس ہزار سات سو اناسی روپے حساب میں آتے ہیں جو ۱۸۲۱ء کے حساب سرکاری کے موافق ہیں اور ٹنگ زیب کے وقت میں فی بیگھ ایک روپیہ سرکار میں لیا جاتا تھا اب سرکار انگریزی میں نصف سرکار کا اور نصف زمیندار کا حق سمجھا گیا ہے

ٹیپو سلطان کی اولاد کا مجمل حال

جب سرینگ پٹن کا قلعہ فتح ہوگیا اور سلطان کی سلطنت انگریزوں کے قبضہ میں آگئی تو لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل کی رائے نے دو امور ضروری کی جانب توجہ کی - ایک نامی عہدہ داروں اور سپہ سالاروں کی دلجوئی - دوسرے نواب حیدر علیخان بہادر خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے زن و فرزند کا سرینگ پٹن سے علیحدہ کہیں بھیجنا چنانچہ امراؤں کی نسبت نہایت نرمی اور فیاضی کا برتاؤ کر کے ہر ایک کے مناسب حال تنخواہیں مقرر ہوگئیں بعض نے جاگیریں حاصل کرلیں - اور امر دوم کی نسبت کہ نواب مرحوم اور سلطان مغفور کا تمام کنبہ رائے ویلور کے قلعہ میں جو مدراس کے ماتحت ہے بود و باش اختیار کرے - اور ہر ایک کے لیے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا - اور شاہزادوں کی نگہداشت اور پیغام سلام کے لیے ایک سپرنٹنڈنٹ ساتھ کیا گیا - مطابق اُس کے یہ سب کے سب عزت و احترام سے اُس قلعہ میں رہنے لگے - قریب آٹھ سال تک وہاں قیام کیا - پھر اتفاق سے قلعہ کے سپاہیوں میں بلوہ ہوگیا - ہر چند یہ لوگ اُس میں شریک نہ پائے گئے لیکن بعد تحقیق مقتضائے احتیاط کلکتہ کو بھیجنا مناسب سمجھا گیا - اور وہ سب کے سب کلکتہ کو روانہ کیے گئے۔

اِس محترم گروہ میں سلطان کے چھوٹے بھائی نواب کریم شاہ بھی تھے نواب کریم شاہ مع اپنے دو فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی

اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شہزادگان سلطان کے جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) شہزادہ فتح حیدر سلطان (۲) شہزادہ عبدالخالق سلطان (۳) شہزادہ محی الدین سلطان (۴) شہزادہ معزالدین سلطان (۵) شہزادہ محمد یٰسین سلطان (۶) شہزادہ محمد سبحان سلطان (۷) شہزادہ شکراللہ سلطان (۸) شہزادہ سرورالدین سلطان (۹) شہزادہ جامع الدین سلطان (۱۰) شہزادہ منیرالدین سلطان (۱۱) شہزادہ غلام محمد سلطان (۱۲) شہزادہ احمد سلطان۔ اور تیرہویں اُن میں نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان تھے۔ سنہ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہونچ کر مقام رسا میں ٹھیرائے گئے۔ پھر کتنی مدت کے بعد سید شہباز مرحوم کے فرزند یعنی سلطان فردوس مکان کے نواسے بھی اِن سے جا ملے۔

وہاں یہ سب شہزادے نہایت عزت و احترام سے رکھے گئے۔ اور شاہزادوں کی تعلیم و تربیت کا بجائے خود علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اب بھی کلکتہ میں اُن کی اولاد عزت و احترام سے گورنمنٹ کے زیر سایہ بسر کرتی ہے۔ اور شہزادگان میسور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ٹیپو سلطان کے صاحبزادوں میں شاہزادہ غلام محمد سلطان نے کلکتہ میں دو مسجدیں نہایت عالیشان بنوائی ہیں۔ اُن میں ایک مسجد مقام رسا میں واقع ہے۔ یہ مسجد سنہ۱۲۵۱ ہجری میں بن کر تمام ہوئی۔ اس مسجد کی تاریخ یہ ہے۔

تاریخ بنائے مسجد

نام خدا مسجدے پُر ز بہا و صفا ۔۔۔ قبلۂ اہل سجود کعبۂ اہل قیام

چیست جبیں پرورش طالب حق فردار ۔۔۔ اینک سر وہ صفا زمزم و رکن و مقام

پرنس غلام محمد خلف ٹیپو سلطان

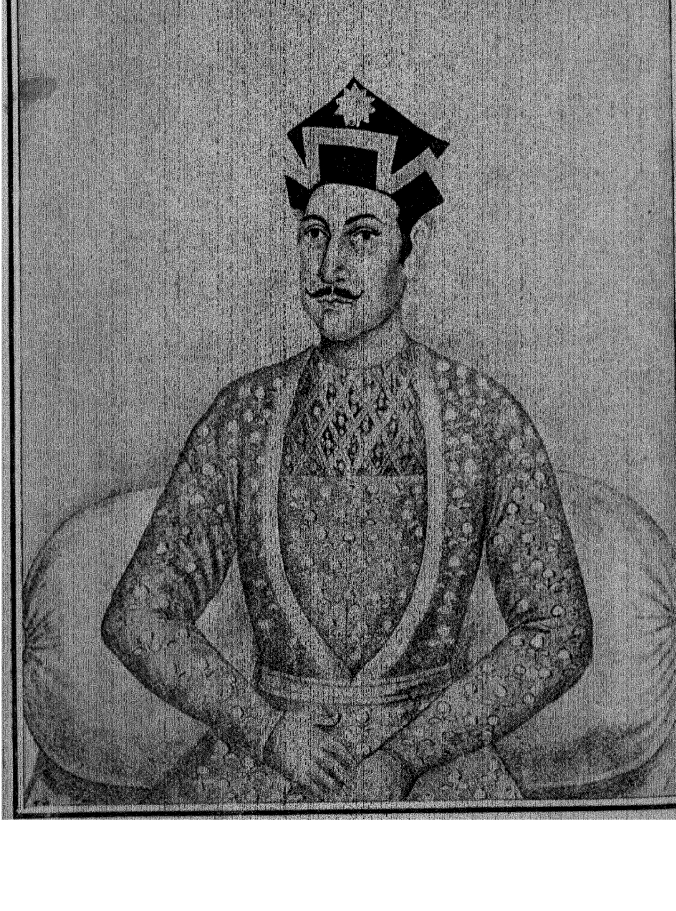

سال بنایش ازاں گفت سرفروش بخشین گرنہ دوئی خانۂ ثانی بیت الحرام
۱۲۵۳
۱۲۵۱ھ

اور دوسری مسجد نامٹ شہر دارالامارۃ کلکتہ میں ایسے پُر فضا مقام پر واقع ہے۔ جو اس عالیشان شہر کے امراء و متمولین سے گھری ہوئی ہے اس کی تاریخ یہ ہے:۔

قطعہ تاریخ بنا مسجد واقع دھرم تلا کلکتہ

تعمیر ۱۲۵۸ھ

ابن سلطان ٹیپوے مغفور ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اَش از دل پیرو دین او بصدق وصفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
دستمتع چو کعبۂ اسلام در ترفع چو مسجد اقصا
گفت روح الامین ازاں تاریخ بہر اتمام او بجہر ندا
عمرک اللہ مسجد الاقصےٰ
برسول حق و باٰل عبا
۱۲۵۸ھ

اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گھاٹ سنگین گور غریباں اور عاشور کو تدفین تعزیوں کے لیے وقف کیا ہے۔ عملات حیدری اسی شاہزادہ کے نام پر لکھی گئی ہے۔

شاہزادگان ٹیپو سلطان مقیم کلکتہ کی بقاء و رحلت تا ۱۸۴۷ء

مصنف تاریخ حملات حیدری نے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق ۱۸۴۷ء تک ٹیپو سلطان کے شاہزادوں اور اُن کی اولاد وغیرہ کا حال یوں لکھا ہے کہ نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد سلطان مع اپنے دو فرزندوں نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب جبل شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شاہزادگان ٹیپو سلطان کے سنہ ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہونچے۔
اُن شاہزادوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) فتح حیدر سلطان (۲) عبدالخالق سلطان (۳) محی الدین سلطان۔
(۴) معزالدین سلطان (۵) محمد یٰسین سلطان (۶) محمد سبحان سلطان (۷) شکرالله سلطان
(۸) سرورالدین سلطان (۹) جامع الدین سلطان (۱۰) منیرالدین سلطان (۱۱) محمد سلطان (۱۲) احمد سلطان۔

اور تیرھویں اُن میں نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان تھے۔ زاں بعد نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکے یعنی سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی اُن سے جا ملے۔ سلطان کے چار شاہزادوں کا ڈھائی ڈھائی ہزار اور باقی کا دو دو ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا۔ ان کے علاوہ دوسروں کی مناسب تنخواہیں مقرر کر دی گئیں۔ اور کلکتہ میں یہ گروہ نہایت عزت اور احترام سے دیکھا جانے لگا۔ اکثر اُن میں سے غریق رحمت ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

شاہزادہ عبدالخالق سلطان نے غرہ شوال سنہ ۱۲۲۲ھ کو بعارضہ بواسیر رحلت فرمائی دو لڑکے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار چھوڑے۔

(۲) نواب حید رحسین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپرز ماہ رجب ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا اور ایک فرزند نواب خیر اللہ خان اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی۔

(۳) محی الدین سلطان چوتھی ربیع الآخر ۱۲۲۶ھ ہجری کو گولی کی بندوق سے خود کو ہلاک کیا۔ اور پانچ شہزادے اور کئی بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ شاہزادوں کے نام یہ ہیں:-

شاہزادہ سعید الدین۔ شاہزادہ برہان الدین۔ شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد ٹیپو۔ شاہزادہ غلام دستگیر۔

(۴) فتح حیدر سلطان نے ۱۲۔ شعبان ۱۲۳۰ھ ہجری کو مرض سرسام میں رحلت کی سات بیٹے حسب ذیل یادگار چھوڑے۔

شاہزادہ جعفر الدین۔ شاہزادہ محمد باقر۔ شاہزادہ غلام محی الدین۔ شاہزادہ شہاب الدین۔ شاہزادہ محمد سلطان۔ شاہزادہ سلطان حسین۔ شاہزادہ محمد علی۔ اور کئی بیٹیاں اُن سے علاوہ ہیں۔

(۵) معز الدین سلطان نے ۲۲۔ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ ہجری کو رحلت کی۔ ایک فرزند شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۶) احمد سلطان دسویں شعبان ۱۲۳۹ھ ہجری رہگرائے عالم بقا ہوا تین بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۷) نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد ٹیپو سلطان خلف ثانی نواب حیدر علیخان بہادر مغفور نے اسی برس کی عمر میں بماہ جمادی الثانی ۱۲۴۶ھ کو رحلت فرمائی نواب غلام علی اور نواب امام بخش دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۸) نواب امام بخش خلعت نواب کریم شاہ نے ۱۸۳۲ء عیسوی میں انتقال کیا۔ ایک فرزند نواب نورالحق یادگار چھوڑا۔

(۹) سرورالدین سلطان نے ۶۔ جمادی الثانی ۱۲۴۹ھ کو رحلت کی۔ دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۱۰) شکراللہ سلطان نے ۲۴۔ جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ کو انتقال کیا اور حسب چھ فرزند یادگار چھوڑے۔

شاہزادہ بشیرالدین۔ شاہزادہ جلال الدین۔ شاہزادہ اعظم الدین۔ شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین۔ شاہزادہ محمود شاہ۔ دو بیٹیاں ان کے علاوہ ہیں۔

(۱۱) منیرالدین سلطان ۲۔ رمضان ۱۲۵۳ھ کو بعارضہ سپرز ہیگر لے گئے عالم بقا ہوا۔ شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۱۲) جامع الدین سلطان نے ۱۷۔ شوال ۱۲۵۸ ہجری کو بیرین دارالسلطنت فرانس میں رحلت کی۔ شاہزادہ بدرالدین یادگار رہا۔

(۱۳) سلطان محمد سبحان نے ۲۴۔ رمضان ۱۲۶۱ھ کو بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا۔ چار بیٹے شاہزادہ شوکت الدین۔ شاہزادہ پاک اختر۔ شاہزادہ اللہ نواز۔ شاہزادہ غلام محمود اور کئی بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۱۴) نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکوں میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہیں۔ اب صرف تین شاہزادے محمد رفیع الدین۔ محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین باقی ہیں۔

(۱۵) اب سلطان جنت مکان کے یہ دو شاہزادے یٰسین سلطان اور

شہزادہ محمد فیروز شاہ خلف پرنس غلام محمد

محمد سلطان باقی ہیں۔ اور شاہزادہ یٰسین سلطان کے یہ پانچ فرزند۔ شاہزادہ کیقباد شاہزادہ عالی گوہر۔ شاہزادہ فیروز شاہ۔ شاہزادہ مظفر شاہ۔ شاہزادہ بہرام شاہ۔ اور کئی بیٹیاں زندہ موجود ہیں۔

(۱۲) شاہزادہ محمد سلطان[۵] کے یہ دو بیٹے شاہزادہ فیروز شاہ اور شاہزادہ حلیم الزماں اور تین بیٹیاں زیب افزائے کاشانہ محمد سلطان ہیں۔

ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مؤلف

کتاب ہذا کی رائے

سنہ ۱۹۰۸ء

اِس وقت تین مستقل تاریخیں میرے سامنے ہیں۔ ایک نشان حیدری فارسی جس کے مؤلف میر حسین علی کرمانی نے حیدر علی خان کا زمانہ دیکھا۔ اور ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر رہے۔ محاصرۂ قلعہ اور روئیداد تاراجی کا معاینہ کیا۔ اور قریب قریب اُسی زمانہ میں تاریخ لکھنے پر قلم اٹھایا۔ اور قابلانہ جامعیت سے سنہ ۱۲۱۷ ہجری میں اُس کو پورا کیا۔ اِن صاحب کی تالیف سے تذکرۃ البلاد نام ایک کتاب اور بھی ہے۔ جس میں ٹیپو سلطان کے ماتحت شہروں اور قلعوں

---

[۵] - اسی شاہزادہ محمد سلطان کے نام پر کتاب حملات حیدری لکھی گئی۔ اور اسی شاہزادہ نے کلکتہ میں دو مسجدیں عالیشان تعمیر کیں اور مسلمانوں کے لئے ایک قبرستان وقف کیا۔

اور قابل ذکر راجاؤں اور اعلیٰ عہدہ داروں کا ذکر ہے جس کا حوالہ جابجا اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ لیکن وہ تذکرہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

دوسری تاریخ حملات حیدری ہے۔ جو شیخ احمد علی گوپاموی نے ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں بمقام کلکتہ مولوی عبدالرحیم کی تاریخ فارسی موسوم بہ کارنامۂ حیدری اور میر حسین علی کرمانی کی نشان حیدری سے اُس وقت کی زبان اُردو میں ترجمہ کے طور پر مدون کرکے حملات حیدری نام رکھا اور شاہزادہ محمد سلطان عرف غلام محمد ابن ٹیپو سلطان نزیل کلکتہ کے نام نامی سے معنون کیا۔ ہرچند اس کتاب کی ترتیب میں طوالت زیادہ ہوگئی ہے اور اُس زمانہ کی اُردو آج کل پسند نہیں کی جاتی۔ پھر بھی اس خیال سے کہ مولف نے خاندان ٹیپو سلطان کے شاہزادوں سے ملنے اور تحقیق مزید کرنے کا موقع پایا۔ اس میں کئی واقعات نشان حیدری سے زیادہ آگئے ہیں۔

تیسری تاریخ انگریزی لیوان۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس۔ آئی۔ چیف کمشنر ریاست میسور کی ہے۔ جو صاحب موصوف نے چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں لکھی ہے۔ اور انگریزی تحقیق و تدقیق اور قوم انگریزی کی برتری اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے اس تاریخ کو ایک سرکاری تاریخ قرار دے سکتے ہیں۔ اور الحق بورنگ صاحب نے اگر بعض جگہ اپنی قوم اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے کسی بات کو بنانے یا کسی بات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے تو بعض مقامات پر نواب حیدر علی خان بہادر خلد مکان ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مورخانہ رائے دینے میں اپنے غضبناک و لیر قالو بھی رکھا ہے۔ اور ان کی سچی تعریفوں کو

تفصیل سے بیان نہیں کیا لیکن اجمالاً ان تعریفوں کا اقرار فرمایا ہے اور اس تاریخ میں زیادہ تران واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جن کو سرکار انگریزی کی ذات یا اسکی پالیسی سے تعلق تھا۔ ٹیپو سلطان کی اولوالعزمیوں میں سب سے زیادہ جس خیال نے گورنمنٹ انگریزی کو بیدار اور نعل در آتش بنایا وہ ٹیپو سلطان کا فرانسیسیوں کے ساتھ ملکر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا خیال تھا۔ اس کے ساتھ سلطان کی وہ پولیٹکل کارروائیاں جو سفیروں کے ذریعے سے امیر افغانستان اور شاہ ایران اور سلطان روم (فرمانروائے سلطنت عثمانیہ) اور دوسرے والیان ملک کے ساتھ جاری تھیں۔ وہ بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹوں سے لیکر حضور ولسرائے و گورنر جنرل تک کو آرام کی نیند سونے نہ دیتی تھیں۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس وقت میں فرانس کی گورنمنٹ بیدار ہوتی اور اسکو یورپ میں انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہندوستان کی طرف سے تساہل کا وقت نہ آیا ہوتا تو انگریزوں کی شکست میں شک نہ تھا۔ چنانچہ خود بورنگ صاحب بہادر نے ٹیپو سلطان کی سلطنت سے بھی پہلے (جس کی طاقت بعد کو اور زیادہ بڑھ گئی تھی) نواب حیدر علیخان کی نسبت آخر کتاب میں یہ ریویو کرتے ہوئے یہ فقرے لکھے ہیں "نواب حیدر علیخاں کے بہت بڑے ارادہ میں ناکام رہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اس کے ہندوستانی سردار نے آخر وقت میں اس سے دغا کی۔

دوسری وجہ فرانسیسی گورنمنٹ کی کاہلی تھی جس نے اپنی کل طاقت کو اسلئے بیکار رکھا تھا کہ شمالی امریکہ میں انگریزوں کا مقابلہ کرے اور اس نے کچھ پروا

نہ کی۔ کہ اپنی گئی ہوئی ہندوستان کی فضیلت کو پھر سے قایم کرے۔ اگر فرانیسی گورنمنٹ کافی فوج کارومنڈل ساحل پر بھیجدیتی جبکہ حیدر علی مدراس گورنمنٹ سے جنگ کر رہا تھا۔ (حیدر علی کی طرف سے ٹیپو سلطان ہی لڑ رہا تھا) تو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ کہ فورٹ سینٹ جارج فتح ہو جاتا۔ اور انگریزی حکومت کی بجائے فرانسیسی جھنڈا لہرانے لگتا۔ ڈی لبی بہت دیر میں آیا اور حیدر علی کی وفات کے بعد وارن ہیٹنگز کے توڑ جوڑ نے فرانیسیوں کے زوال کو ہندوستان میں پورا کر دیا۔"

یہ توڑ جوڑ کیا تھے۔ فرانیسیوں کی کوٹھیاں توڑ دیں۔ فرانسیس جہاں جہاں ملازم تھے یا سوداگرانہ تعلق رکھتے تھے وہاں سے اُن کو برخاست کرادیا۔ نظام حیدر آباد کے پاس چودہ ہزار فرانیسیوں کی فوج تھی۔ اُن سے عہد کرالیا کہ وہ فرانیسیونکو موقوف کر دیں گے۔ اور آیندہ نوکر نہ رکھیں گے۔ صرف ٹیپو سلطان پر قابو نہ تھا۔ اُسکے لئے بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی انگریزی فوجوں سے زور ڈالا۔ اور پیشوائے پونہ اور نظام حیدر آباد کو ورغلا کر ٹیپو سلطان کے ممالک محروسہ میں آئے دن آفت برپا رکھی۔ اور پھر ٹیپو سلطان کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا۔

دوسرا نہایت غور طلب معاملہ یہ ہے۔ کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے ساتھ کیوں اتنی خصومت اور ایسی پرخاش تھی۔ برخلاف اسکے فرانیسیوں پر کیوں اتنا مہربان تھا۔ حالانکہ یہ دونوں سوداگری پیشہ اور عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ اس بات کو ہم سلطان کی فطرت اور بدنیتی اور بغض بے واسطہ پر محمول

نہیں کرسکتے بلکہ اُس کے اور اُس کے باپ کے عہد حکمرانی کی متعدد مثالوں سے ایسا پتہ ملتا ہے کہ انگریزی قوم میں اُس وقت تک سلطنت کے اخلاق کی خُوبو نہ آئی تھی اور فرینچ قوم کا اخلاق انگریزوں سے زیادہ یگانگت پیدا کرنے کی تاثیر رکھتا تھا۔ سوائے اِس کے انگریز صرف اپنے مطلب کے غرضی تھے اُن کو اپنی قول پروری یا گزفتہ عہد و پیمان کی پروا نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ جس وقت جیسا موقع پاتے تھے اُس موقع سے اپنا فایدہ اٹھانا مقصود سمجھتے تھے کبھی مرہٹوں سے ملکر حیدرآباد پر زور ڈالا۔ کبھی نظام سے ملکر مرہٹوں سے کام نکالا کبھی نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان سے دب کر غرضمندانہ باتیں بنانے لگے کبھی نظام حیدرآباد اور مرہٹوں کو حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کے خلاف بھڑکا دیا کبھی خود ان دونوں سے ملکر حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کے پیچھے پڑ گئے۔ غرض اُس وقت میں انکے قول و قرار کا کچھ اعتبار نہ تھا اپنے وقت اُن سے مدد چاہتے اور ان کے وقت پر علیحدہ ہوکر دور سے تماشا دیکھتے۔ برخلاف اس کے فرانسیس لوگ بات کے پکے قول کے سچے اور شریفانہ برتاؤ میں انگریزوں سے فایق تھے۔ وقت کی خیرخواہی و وفاداری اور جان نثاری کو حاضر رہتے تھے اسلئے طبعی طور پر انکی محبت نے سلطان کے شریف دل میں گھر بنا لیا تھا۔ اور انگریزوں سے وہ اتنا بیزار ہوگیا تھا کہ علانیہ طور پر اُن کے خلاف اپنی نیت کو تحریر و تقریر میں ظاہر کردیا کرتا تھا۔ اور بے شک یہ ایک اخلاقی غلطی تھی جس نے اس حد تک خرابیاں پیدا کیں ورنہ قوم فرینچ کو انگریزوں پر فوقیت کی کوئی وجہ قرار نہیں دیجا سکتی۔ یا یوں کہا جائے کہ انگریزوں نے اُسکے ملک اور خزانہ کے لئے لالچ کے سامنے تمام اخلاقی معایب کی کچھ پروا نہیں کی۔ انگریزوں کی مخالفت کو صرف مذہب سے لگاؤ نہ تھا اگرچہ سلطان

مذہبی پیرایہ میں اس کا ذکر کرتا تھا۔ تاکہ عام مسلمانوں کو گرویدگی ہو لیکن فی الحقیقت وہ ایک ملکی خیال تھا اگر انگریزوں کی قوم مسلمان ہوتی اور سلطان کی نسبت ایسی کارروائیاں کرتی تو سلطان اُس کا بھی ایسا ہی دشمن ہو جاتا۔ تیسری بات جس نے انگریزوں کو بوکھلا دیا تھا ٹیپو سلطان کا عزم تجارت اور بحری فوج میں لگا ہوا تھا ٹیپو سلطان کا ارادہ ایک بہت بڑا جہازی بیڑا تیار کرکے بڑے پیمانہ پر ہر قسم کی تجارت کرنے کا تھا جس سے انگریزوں نے یہ رتبہ حاصل کیا۔ انگریزوں نے دیکھا کہ ہمکو ڈچ اور فرانسیسیوں کے شکست دینے میں اتنی دقتیں برداشت کرنا پڑیں اب اگر ٹیپو سلطان نے اس میدان میں قدم رکھا تو فرانسیسیوں کی شرکت سے ہمکو سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ٹیپو سلطان نے اس عزم کو بڑے پیمانہ پر شروع کیا تھا چنانچہ مسٹر بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

سلطان کی تیز دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی۔ اُس نے ۱۷۹۶ء میں امیرالبحروں کی ایک جماعت قایم کی جس میں گیارہ اراکین تھے ان اراکین کا لقب "میریم" رکھا گیا۔ ان اراکین کے ماتحت تیس امیرالبحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے اور ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز منگلور اور سات سات جہاز واجد آباد میں میرجان کی کھاڑی کے قریب اور سات سات ماجد آباد یعنی سدا شیو گڑھ میں متعین رہنے کو تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے یعنے درجہ اول اور درجۂ دوم۔ درجۂ اول کے ہر جہاز پر بہتر توپیں چڑھنے کا حکم تھا۔ اور درجۂ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز ہوئی تھی۔ یہ توپیں

تین مختلف اقسام کی تھیں۔ زیادہ چھوٹے جہازوں پر چھیالیس توپوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ سلطان نے ان امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے تک بھیج دیئے تھے۔ کہ ان نمونوں کے موافق جہاز تیار کیے جائیں اور جہازوں کے پیندے کے واسطے ہدایت ہوئی تھی کہ تانبے کے بنائے جائیں۔ اور جہازوں کی لکڑی کے لیے جنگل بھی نامزد کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ زبردست تجویز قوہ سے فعل میں نہ آنے پائی تھی کہ جہازوں کی تعمیر سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

یہ بات سچ ہے کہ جہازی بیڑہ کے تیار ہونے سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا لیکن سلطان کی اولوالعزمی کا خاتمہ نہیں ہوا وہ اب تک صفحات تاریخ پر اُس کے بلند خیالات کا اظہار کر رہی ہے۔

اور اگر ٹیپو سلطان انگریزوں اور مرہٹوں اور نظام حیدر آباد اور اندرونی راجاؤں کی چو طرفہ یلغار و یورش اور اپنے نمک حرام افسروں اور عہدہ داروں کی سازش سے بچ جاتا اور اس تجویز کو کامیاب ہو جاتا تو ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُس کی طاقت خشکی اور دریا میں کیا اثر پیدا کر سکتی تھی اور وہ دولت عثمانیہ اور ایران اور فرانسیسیوں سے ملکر کس حد تک اپنی بلند خیالی کا ثبوت دے سکتا تھا۔ جسکی دوسری مثال ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کے خیالات سے دستیاب نہیں ہوتی۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا عزم نادر اور نپولین کے عزم سے کم تھا۔

چوتھی بات غور طلب یہ ہے کہ ٹیپو سلطان نے اپنے باپ کے وقت سے

مختلف معرکوں میں باہر نکلکر جنگ کی۔ اور ہر معرکہ میں فنون جنگ و پیکار کے موافق اعلےٰ درجہ کا بہادر جنرل ثابت ہوا اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کو اس کی فوجوں نے پریشان کر کے ناکام واپس بھیجا لیکن خاص سرنگ پٹن کے محاصرۂ آخری میں کیا ہوا کہ اُس سے باوصف موجودی اپنی دار السلطنت کے قلعہ سنگین و افواج قہار و توپخانہ آتشبار کے کامیابی کی کوئی صورت بن نہ پڑی۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ ٹیپو سلطان نے بحیثیت ایک اولوالعزم اور جنگ آور بادشاہ ہونے کے اقتضائے طبیعت لوکانہ سے جو بات خلاف مصلحت ملکی کے جایز رکھی وہ یہ تھی کہ اُس نے اپنے باپ کے وقت کے تمام کار آزمودہ اور جاں نثار اور وفادار اور فن حرب و ضرب اور تاخت و شب خون سے واقف اور ماہر افسر اور سرداروں کو معزول و مخذول کر دیا۔ اسی طرح انتظامی صیغوں سے پُرانے تجربہ کار افسر نکل گئے۔ اور اُن کی جگھوں پر جو نئے لوگ مامور ہوئے وہ قریب قریب سب کے سب نااہل۔ ناتجربہ کار۔ فنون جنگ سے ناواقف انتظام سلطنت سے ناآشنا۔ عیاش۔ بوالہوس۔ گندم نمائو جو فروش۔ عیّار۔ مکار۔ دغاباز۔ کم حوصلہ۔ خوشامدی۔ خودغرض۔ سازشی۔ شریر۔ چالاک۔ مفتری کذاب تھے۔ اِن میں سے اکثر ہندو مرہٹوں سے مِل گئے۔ اکثر مسلمان نو دولتوں کو حیدر آباد کے میر عالم نے گانٹھ لیا۔ چند بڑے بڑے ذی اثر اور سیاہ و سپید کا اختیار اور ہست و نیست کا اقتدار رکھنے والے وزیروں ندیموں اور افسران فوج کو انگریزی افسروں نے ملا لیا۔ جس سے سلطان کا محکمہ جاسوسی بالکل بیکار ہوگیا۔ سلطان کو انگریزوں کے نقل و حرکت کی کوئی بھی خبر نہ پہونچتی تھی۔ اور سلطان کے نقل و حرکت کی ذرا ذرا سی بات انگریزی

افسروں تک پہونچادی جاتی تھی۔ سلطانی فوجوں کے سردار و افسر سوائے ادھر ادھر گھوڑا دوڑانے کے کوئی مناسب وقت کام نہ کرتے تھے۔ بہادر اور جاں نثار سپاہی دانت پیستے تھے کہ ہمارے افسروں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنے ایسے نامور سلطان کی عزت خاک میں ملا رہے ہیں لیکن وہ بغیر افسروں کے حکم کے کیا کر سکتے تھے۔ اسی طرح سلطان کی طرف سے عام دکھاوے کو جو بندوقوں کی باڑھیں ماری جاتیں وہ ایسے موقع سے ماری جاتیں کہ ان سے غنیم کا کچھ نقصان نہ ہوتا اور سلطانی توپوں میں سن اور مٹی کے گولے بھر کر چلائے جاتے۔ جس سے صرف آواز ہی آواز ہو جاتی۔ باقی ہیچ۔

سلطان کی طرف دو چار افسر جو اپنے آقا کے حق نمک پر جان دینے والے اور اپنے آقا کی بات رکھنے والے تھے وہ دو چار مقام پر لڑتے بھڑتے مارے گئے۔ پھر بالکل میدان خالی ہو گیا اور نہ صرف میدان جنگ بلکہ تمام قلعہ میں فولاد کا سازشی جال پھیل گیا۔ جس سے خود سلطان کو ایک کھڑکی سے نکلکر پھر اس کھڑکی کے راستہ سے آنا نہ ملا۔ کیونکہ اندر سے قفل ڈال دیا گیا تھا۔ جس سے مایوس سلطان نے سوائے شہادت کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے قریب دروازہ قلعہ کے شہید ہو گیا۔

مذہب کی حیثیت سے سلطان کو اسلام کی پاسداری بدرجہ کمال ملحوظ رہتی تھی۔ وہ اورنگ زیب عالمگیر کی طرح اعلے درجہ کا متقی۔ پرہیزگار۔ اور ہر باب میں پابند شریعت ہمیں پایا جاتا۔ لیکن وہ دکن کا دوسرا اورنگ زیب بننا چاہتا تھا اور اس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اوسکے سامنے

ہر طرح کے سامان فتوح جمع کر دیئے تھے وہ ایک بہت بڑے ملک اور بہت بڑی فوج اور بہت بڑے خزانہ کا مالک تھا۔ اور اس کی فوج آخر وقت تک اُس کی خیر خواہ اور وفادار رہی۔ اگر چند نمک حرام سازش میں حصہ نہ لیتے تو اُس کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر یہ تو اس ملک کی فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی غیر بادشاہ اس ملک کی تسخیر کا ارادہ کرے۔ اور اس ملک کے چند غدّار اور نمک حرام اُس کے خلاف ہو کر غنیم سے سازش پر تیار نہ ہوں شاید آپ کو اس سے ہندوستان یا ہندوستان کے کسی حصہ ملک کی تاریخ خالی نظر نہ آئے گی۔ جہاں دو چار نمک حراموں نے اپنی ملکی یا قومی عزت کو خیر باد نہ کہا ہو۔

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزوں کی بہت بڑی حکمت عملی تھی جو راجگان قدیم میسور میں سے ایک لڑکے کو اُس حصہ ملک جو میسور سے متعلق تھا حکمران کر کے اپنا ایک خاص اثر قایم رکھا۔ اور پھر حسن انتظام سے اُس ریاست کو اس درجۂ کمال تک پہونچا دیا کہ آج وہ تمام ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں بطور لاثانی نگینہ کے دیکھی جاتی ہے باقی جو حصہ نظام کو دیا گیا تھا وہ بہت تھوڑے عرصہ میں پھر انگریزوں کے پاس چلا گیا۔ اسی طرح پیشوائے پونا کا حصہ اُس کے دوسرے ممالک کو بھی اپنے ساتھ لگا لایا جس پر آج انگریزی پرچم لہراتا ہے اور ٹیپو سلطان کے شاہزادوں اور خواتین محلیا کو تو کلکتہ میں عزت واحترام سے جگہ بھی مل گئی لیکن سلطان کے دغاباز رفیق وندیم اور نمک حرام اہلکار وعہدہ داروں کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ اور نواب حیدر علیخان (اور

ٹیپو سلطان کا نام اس وقت تک تمام ملک میسور اور بنگلور اور تمام مدراس و بمبئی اور بلاد دکن میں نہایت عزت اور احترام سے لیا جاتا ہے اور اُنکی بہادری اور شجاعت کے حالات کو بطور افسانہ بیان کیا جاتا ہے۔

رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسمان کے تلے نام رہ گیا

اب ہم چند انگریزی الزامات کا جواب دیتے ہیں۔

انگریزی الزامات کے جواب

مسٹر لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

بدنور کا گورنر مالابار کی نیر قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا۔ یہ زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا۔ حیدر علی کو اس سے محبت تھی لیکن ٹیپو کو عداوت ہو گئی تھی اس لئے اس کی جگہ دوسرا شخص مقرر کر دیا تھا لیکن قبل اس کے کہ ایاز کا جانشین لطف علی بیگ حیدر گڑھ (بدنور) پہونچکر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہو گیا اور اس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھوز کے حوالہ کر دیا اور شیخ ایاز ایک بڑا خزانہ ہمراہ لے کر بمبئی کو فرار ہو گیا۔

جواب۔ مسٹر بورنگ یا اور کسی ایسی رائے ظاہر کرنے والے کو سچائی اور انصاف سے اس بات کا دیکھنا لازم ہے کہ شیخ ایاز ایک ذلیل قوم نیر کا کم عمر لڑکا تھا جس کو

حیدر علیخان نے اُس کے حسن صورت کی وجہ سے پالا اور تعلیم دلائی۔ اور چونکہ کوئی شخص مذہب اسلام کے موافق زبردستی مسلمان نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ وعظ و پند سے راضی نہ کیا جائے اسلئے وہ بالیقین رضامندی سے مسلمان کیا گیا۔ اور نواب حیدر علیخان بہادر نے اسکو اس درجہ تک ترقی دی کہ وہ بیرونجات میں سب سے اونچا درجہ سمجھا جا سکتا ہے یعنی حیدر نگر (بڈنور) کا گورنر مقرر کر دیا اس سے زیادہ فیاضی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ اور ٹیپو سلطان نے اس کو خواہ مخواہ موقوف نہیں کیا بلکہ جب اس کو مخفی تحریرات اور محکمہ جاسوسی سے اس بات کا صحیح علم ہو گیا کہ وہ انگریزوں سے ملگیا ہے اور عنقریب وہ انگریزونکو داخل کر لینا چاہتا ہے۔ تب اُس نے اُس کی معزولی اور لطف علی بیگ کے تقرر کا حکم دیا اس پر بھی اُس نمک حرام نے قلعہ وغیرہ جنرل میتھیوز کے حوالہ کر کے بہت بڑا خزانہ جو اُسکے چارج میں تھا ہمراہ لے کر انگریزوں کی حمایت پر بمبئی کا قصد کیا اور بمبئی میں جا بیٹھا انصاف پسند طبیعتیں خود فیصلہ کر سکتی ہیں۔ کہ انگریزونکو ٹیپو سلطان کے ایک گورنر کو ملا کر ایسی کارروائی کرنا اور ایسے نمک حرام۔ خائن۔ بددیانت کو اپنے پاس جگہ دینا کیسا ناپسندیدہ خیال سمجھا جا سکتا ہے۔

الزام۔ ٹیپو نے شیخ ایاز کے بھاگ جانے اور وہ قلعہ انگریزوں کو سپرد کر جانے کے بعد اس قلعہ کا محاصرہ کیا اس وقت انگریزی سپاہ میں صرف ایک ہزار چھ سو آدمی تھے۔ جن میں چار سو یورپین تھے۔ یہ تعداد ناکافی تھی اس لئے انگریزی فوج نے اطاعت قبول کر لی۔ اور ٹیپو نے سب انگریزونکو پابہ زنجیر کر کے سرنگا پٹم کو روانہ کر دیا

جہاں میتھوز کو بھوک سے اس قدر ایذا پہونچائی گئی کہ وہ زہر آلود کھانا کھانے پر مجبور ہوا۔ اور اسی میں اس کا کام تمام ہو گیا بعض بیانوں سے یہ معلوم ہوا کہ گارد کے سپاہیوں نے اُسے بندوق کے کندوں سے ہلاک کر ڈالا یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیپو نے ایسا شدید انتقام اس وجہ سے لیا۔ کہ میتھوز کی فوج کے ایک دستہ نے اننت پور کے باشندوں کو جو بڈنور سے علیحدہ ایک بستی ہے ظلم سے قتل کیا تھا لیکن مسٹر ولکس اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ یہ عذر قطعی غلط تھا۔

جواب۔ ٹیپو سلطان کے انتقام کے لئے یہ عذر کچھ کم نہ تھا کہ جنرل میتھوز نے ٹیپو سلطان کے ایک گورنر شیخ ایاز سے ملکر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اُس نمک حرام کو مع تمام خزانہ کے ممبئی کو بھاگ جانیکا موقع دیا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی والئے ملک کسی انگریزی قلعدار کو ملا کر ایک ایسے بڑے نامور قلعہ پر قبضہ کرے اور اُس کا تمام خزانہ نکلوا دے تو کیا اُس سے انتقام نہ لیا جائے گا۔ اب رہی یہ بات کہ جنرل میتھوز کو بھوک سے ایذا پہونچائی گئی اسلئے وہ زہر آلود کھانا کھانے پر مجبور ہوا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنرل صاحب کو ان کی مرضی کے موافق انگریزی کھانے میسر نہ آئے ہوں۔ یہ بات دوسری ہے لیکن بدنیتی کے ساتھ بھوک سے ایذا پہونچانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اکثر انگریز ہمارے یہاں کے کھانوں کو ناپسند کرتے اور اپنی صحت کے خلاف جانتے ہیں اس لئے ممکن کہ انگریزی رسالے کی غصہ آلود حالت میں اُن کھانوں کو زہر آلود خیال کر لیا گیا ہو کیونکہ اگر سلطان کو جنرل میتھوز کا زندہ اور سلامت رکھنا مقصود نہ ہوتا تو اسکو قتل کے حکم سے روکنے

والا کون تھا۔ ہمارے نزدیک جنرل میتھوز جو ایک بہت بڑا جلیل القدر افسر تھا اس طور پر سلطان کے ہاتھ میں پڑنے کے بعد جوش غیرت سے متاثر ہو کر فوت ہوا گو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ اس کے درجہ اور مزاج کے موافق ہر بات کا انتظام نہیں کیا گیا۔

الزام۔ بیان کرتے ہیں کہ ٹیپو نے بعض عیسائیوں سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنی بیٹیاں اس کے حرم میں داخل کرا دیں۔ اور جب ان لوگوں نے انکار کیا تو اُن کے ناک کان اور اوپر کے ہونٹ کاٹ کر مُنہ کالا کیا اور گدھوں پر چڑھا کر سڑکوں پر ہنڈایا۔

جواب۔ لاحول ولا قوۃ۔ بورنگ صاحب جیسے اعلےٰ عہدہ دار مورخ کو ایک ایسے لغو بیان کا اپنی کتاب میں درج کر دینا سخت شرمناک بات ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میں ایسے خیالات اسلئے تصنیف کیئے جاتے تھے تاکہ ولایت والے انگریزوں کو اُن کے سننے سے غیرت آئے اور وہ جو بار بار سلطان کے ساتھ صلح و آشتی پیش آنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں اس سے اُنکے دل پھر جائیں جیسا کہ آج کل بعض اینگلو انڈین ہندوستانیوں کی طرف سے شرفائے انگلستان کے قلوب پھیرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اگر ٹیپو سلطان ایسا چاہتا تو وہ کونسا عیسائی تھا جو فخریہ اسکو قبول نہ کرتا۔ ہمارے نزدیک اُس کی نسبت یہ خیال ہی غلط ہے چنانچہ خود بھی بورنگ صاحب اُس کی نسبت اپنے آخری ریویو میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کی طرح ہرگز عیاشی کا خوگر نہ تھا۔ وہ کبھی کسی عورت کا والا و شیدا نہیں ہوا۔ ہم نے اس تراشیدہ بیان کو سلئے اس مقام کے ہندو مسلمان

کی کسی تاریخ میں نہیں پڑھا۔اس لئے یہ ٹیپو سلطان کی نسبت محض افترا واتہام ہے۔

الزام۔ اسی قسم کے ظلم کورگ کے باشندوں کے ساتھ بھی ہوئے۔کورگ والوں نے ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا اسلئے وہ بذات خود فوج لیکر گھس پڑا۔اور کورگ والوں کی رسم قبیحہ پر کہ اُن کی ایک عورت کئی کئی شوہر کرتی تھی اُن کو ملامت کے ساتھ تنبیہ کی کہ اگر آیندہ پھر سرکشی اور بغاوت کروگے تو جلاوطن کر کے مسلمان کر لئے جاؤ گے۔چنانچہ آگے چلکر ٹیپو نے واقعی اپنی دھمکی کو پورا کر دکھایا یعنی تمام ضلع کو اجاڑ دیا۔اور وہاں کے باشندوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکا کر لے گیا۔اور سرنگاپٹم میں لے جاکر مردوں کے ختنے کئے گئے۔اور انہیں ایسے کام کرنا پڑے جو خود سر بادشاہ نے کرنے کا حکم دیا۔

جواب۔لیون۔بی۔بورنگ صاحب نے ان چند سطروں میں ٹیپو سلطان کو ظالم قرار دینے میں اظہار رائے فرمایا لیکن یہ معاملہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کی تمام تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔تاریخ میں دیکھنا چاہیئے کہ ملیبار کے نایر لوگوں نے کتنی مرتبہ اپنی سرکشی اور بغاوت سے نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کو فوج کشی وتنبیہ کی تکلیف دی ہے اور کس تمرد اور سرکشی اور سفاکی اور بغاوت سے اُن کا مقابلہ کیا جس میں ایک ایک وقت کی معرکہ آرائی میں ہزاروں آدمی طرفین سے کام آئے۔اور لاکھوں روپیہ خرچ برداشت کرنا ہوا۔اور ملک کی پامالی کا حساب نہیں ہے اور ہر مرتبہ انکو بعد فتح وسرکوبی کے اطاعت آیندہ کی ہدایت کی گئی۔ یہاں تک کہ چھ مرتبہ ایسا ہو چکا چھٹویں مرتبہ ٹیپو سلطان نے شاہی اعلان کے

ذریعہ سے تمام قوم نایر کو متنبہ کر دیا کہ اگر اب پھر تم نے ایسا کیا تو تم کو جلا وطنی کی سزا دیجائے گی لیکن وہ وحشی اور متمرد قوم اس سے بھی متنبہ نہ ہوئی۔ اور پھر خراج دینا موقوف کرکے سلطانی گورنر کا دار الامارہ گھیر لیا جس کی اطلاع سلطان کو دی گئی اور سلطان مع فوج و توپخانہ وہاں پہونچا اور جنگ عظیم کے بعد ساٹھ ستر ہزار اور بقولے اسی ہزار نایروں کو پکڑ لے گیا۔ اور سرنگا پٹن میں لے جاکر ان کی تلقین و ہدایت کے لیے اسلامی واعظ مقرر کئے۔ اُن لوگوں نے سمجھایا کہ تم نے بار بار کی سرکشی و بغاوت سے سلطان کو ناراض کرکے اپنا اعتبار کھو دیا۔ اب تمہارے حق میں سب سے بہتر بات یہ ہو سکتی ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو برابر کے بھائی سمجھے جاؤ اور فوج سلطانی میں نوکریاں پاؤ چنانچہ وہ سب اس پر راضی ہو گئے اور راضی ہونیکے بعد مسلمان کئے گئے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد حسب حیثیت اور وجاہت ظاہری سرکاری کارخانوں اور فوجوں میں جگہ دی گئی۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی پرانی وحشت اور جہالت اور بے غیرتی سے نکلکر ایک اچھی حالت میں آگئے۔ جس سے زیادہ بہتر کوئی سلوک ایسے لوگوں کی نسبت سلطان کی طرف سے نہ ہو سکتا تھا۔ عیسائی اہل الرائے انصاف سے دیکھیں کہ جب قحط پڑتا ہے تو وہ ہندو مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو کس کس ڈھب سے اپنی طرف لیجاتے اور اُن کو عیسائی بنا ڈالتے ہیں پس اسی دل سے سلطان کے اس خیال کو ملاحظہ فرمائیں۔

الزام۔ ٹیپو سلطان نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا۔

جواب۔ ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہدنامہ بلکہ زبانی قول و قرار سے بھی

انحراف نہیں کیا۔ چنانچہ خود لیون بی بورنگ صاحب بہادر اُس کی نسبت اپنی آخری ریویو میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہد کے متعلق جو انگریزوں سے تعلق رکھتا تھا وعدہ خلافی نہیں کی۔ پس یوں کہنا چاہیے کہ خود گورنمنٹ مدراس یا گورنمنٹ انڈیا کو جب کوئی کام اپنے مطلب کے موافق کرنا ہوتا تھا تو وہ اُس بھیڑیے کی طرح جس نے کشتی میں بکری سے کہا تھا کہ تو خاک اُڑاتی ہے اور اُس بکری نے کہا کہ پیر و مرشد یہاں خاک کہاں تو بھیڑیے نے نہایت غضبناک ہو کر جواب دیا کہ با بدولت کے سامنے یہ گستاخی اور اُس بکری کو پھاڑ چیر کر کھا گیا۔ ویسے ہی ٹیپو سلطان کی نسبت انگریزی تعلقات میں کوئی خلاف معاہدہ بات پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ تو ٹیپو سلطان کی کسی کارروائی متعلقہ نظام حیدرآباد یا پیشوائے پونہ یا راجہ کوچین و ٹراونکور کی بابت نکتہ چینی کی جاتی تھی۔ یا دوران سے اظہار دوستی کے پیرایہ میں ٹیپو سلطان سے کوئی نہ کوئی وجہ مخالفت پیدا کر لی جاتی تھی۔ چنانچہ خود بورنگ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہیں کہ مسٹر سلیوان انگریزی رزیڈنٹ نے ۱۷۸۲ء میں انگریزی مقاصد کو ترقی دینے کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترول راؤ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ سفیر معتمد راجہ کو گدی پر بحال کرانا چاہتا تھا۔ اس تجویز کو برٹش گورنمنٹ نے پسند کیا۔ اس کے بعد یہ خبر پاکر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا۔ کرنل فلرٹن پال گھاٹ کو روانہ ہوا۔ اور یہ سن کر کہ میسور کی فوج میں ناراضگی کے آثار موجود تھے۔ اور ٹیپو کو معزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی اس کی ہمت اور بڑھ گئی۔ لیکن ٹیپو کو خوش نصیبی سے عین وقت پر خبر مل گئی اور اس نے سازش کے سرغناؤں کے سر قلم کروا دیئے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی۔ گورنر جنرل نے مشیو لئے پونہ اور نظام حیدر آباد سے ایکا کر لینے کا میلان ظاہر کیا تھا۔

پس ناظرین انصاف کر سکتے ہیں کہ جب ایک طرف سے باوصف معاہدہ دوستی اس قسم کی کارروائیاں جاری ہوں تو ٹیپو سلطان کی انحراف طبیعت کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ ٹیپو سلطان انہیں باتوں سے انگریزوں کو ناپسند کرتا تھا۔

الزام۔ ۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے جب جنگ مرہٹہ سے فرصت پائی تو سرنگاپٹم واپس آکر شہر میسور کے نام و نشان مٹا دینے کا حکم دیدیا تا کہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔

جواب۔ کسی ہندو یا مسلمان مورخ نے اردو یا فارسی کی کسی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ سرنگاپٹم کا نام و نشان مٹا دینے کی غرض سے کوئی عملی کارروائی کی گئی بلکہ سلطان نے وقتاً فوقتاً قلعہ و عمارات اور باغات کی توسیع و ترقی میں کوشش کر کے اُس کو ایک اعلیٰ تخت گاہ بنا دیا۔ اور آخر کا فقرہ کہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔ ہندو سوسائیٹی پر انگریزی اثر ڈالنے کے لئے ایک چلتا ہوا پولیٹکل فقرہ ہے ورنہ وہ راجہ کی نسل ہی کو کیوں باقی رکھتا۔

الزام۔ ۱۷۸۹ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلحنامہ کر لیا تھا۔ اور اسپر وہ اپنی شجاعت کے خیال سے بہت متکبر ہو گیا تھا اور انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کے خیال پختہ

کرنے لگا تھا چنانچہ فرانسیسیوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکریں کرنے لگا۔ سلطان المعظم قسطنطنیہ اور لوئی شانزدہم بادشاہ فرانس کے پاس سفارتیں بھیجیں۔

جواب۔ یہ اور اس قسم کے سب الزاموں کا یہ جواب ہے کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے طرز عمل اور اُن کے عہد و پیمان اور قول و قرار پر اعتبار نہ تھا اور وہ دریافت کر چکا تھا کہ یہ اسکے ملک لینے کے درپے ہیں اور اُس کا بے انتہا خزانہ اور جواہر انکی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے اور بادشاہ انگلستان کے پاس سفارت کا بھیجنا آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی یا گورنمنٹ انڈیا کے خلاف کچھ مفید نہ ہو سکتا تھا جو وہ اس ذریعہ سے چارہ جوئی کی امید کرتا۔

الزام۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ ٹیپو اب ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا اور عمداً عہد ناموں کو ایسا بیدریغ شکست کرتا تھا۔ کہ سوائے اعلان جنگ کے گورنر جنرل کو چارہ کار باقی نہ رہا۔ اور جب یہ دیکھا کہ ٹیپو نے ٹراونکور پر بیوجہ حملہ کر دیا تو اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ قطعی کارروائی سے کام لیا جائے۔ تاکہ آیندہ برطانیہ کے دوست ناحق حملوں سے محفوظ و مامون ہو جائیں اور اسی لئے دسمبر ۱۷۸۹ء میں لارڈ کارنوالس نے نظام حیدر آباد اور مرہٹوں سے جارحانہ اور مدافعانہ عہد نامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتیوں کو روک دیا جائے۔ اور اُس سے اسکے ظلموں کا انتقام لیا جائے۔

جواب۔ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا اُس کی کسی بات میں عہد شکنی

جایز نہیں رکھی۔ نہ بورنگ صاحب نے کوئی مثال پیش کی ہے کہ فلاں باب میں معاہدہ توڑ ڈالا۔ اب رہا ٹراونکور کا معاملہ۔ وہ بیوجہ نہیں کہا جا سکتا جبکہ سلطان اور راجہ ٹراونکور اور راجہ کوچین ما تحت سلطان کے ساتھ بجائے خود دوسرے معاہدات تھے۔ جن کی عدم پابندی سے سلطان کو برافروختگی کی وجہ پیدا ہوئی اور اپنا حق لینے اور اثر قایم رکھنے کے لیئے فوج کشی لازم آئی۔ تو ریاست (ٹراونکور) کی دوستی کا پولیٹکل حیلہ قایم کر کے لارڈ کارنوالس کا ٹیپو سلطان پر اس اتفاق مشترکہ و متحدہ سے فوج کشی کر دینا اس سے زیادہ عجیب ہے۔ اس سے لارڈ کارنوالس کو تمام ہندو اقوام پر اثر ڈالنے کا بہت عمدہ موقع مل گیا۔ جس کے تحت میں ٹیپو سلطان کے تمام ساحلی علاقوں اور قلعوں پر قبضہ مقصود تھا ورنہ ایک گورنر جنرل کا کسی دیسی ریاست کی حمایت میں ایسی زبردست اسکیم سے کام لینا ہمارے افہام سے باہر اور گورنمنٹ انگریزی کی طبیعت کے خلاف ہے۔

الزام۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سلطان غاصب تھا۔ اور اس سے قبل اس کا باپ غاصب رہ چکا تھا۔ کیونکہ میسور کا جایز راجہ اگرچہ اسیر تھا۔ تاہم زندہ تھا۔

جواب۔ اللہ ری رحمدلی اور انصاف۔ گر معلوم نہیں بورنگ صاحب گورنمنٹ انگریزی اور اپنے پولیٹکل حکام اور وارن آفس کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں اور خود ٹیپو سلطان کی سلطنت جس کے بارہ فرزند مع ایک بھائی کے حقدار موجود تھے کس مد میں شمار کیجائے گی۔

الزام۔ سرنگاپٹم کے صلح نامہ کی تاریخ سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں ٹیپو سلطان کے ساتھ نہایت اعلےٰ درجہ کے اعتدال۔ انصاف۔ اور نیک نیتی کا صرف برتاؤ کرنے ہی کی کوشش نہیں کی بلکہ حتی الامکان یہ سعی کی ہے کہ وہ انگریزوں پر اعتماد کرے اور اس کی انتقام طلب طبیعت کے جوش میں کمی ہو جائے۔ مگر وہ اپنی ضد پر قایم رہا۔

جواب۔ بے شک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذمہ وار ڈائرکٹر نیز انگلستان اور دوسرے وزرا و مدبرین انگلستان ابتدا سے ایسا چاہتے رہے ہیں۔ اور یہاں بھی درمیان میں برس دو برس کو سکون ہو گیا ہے لیکن تمام انگریز اور فوجی افسر جن کو سلطان کی بڑھتی ہوئی دولت پر رشک تھا وہ اُس کو نیک نیتی سے نہ دیکھ سکتے تھے چنانچہ جب پہلے محاصرہ کے بعد صلحنامہ کا ہونا قرار پایا تو ایک جنرل نے اپنے ہلاک کرنے کو تپنچہ فیر کیا اور اُس آواز پر دوسرے انگریز دوڑے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ صلح پسند نہیں کرتا۔ قلعہ کی پوری تسخیر چاہتا ہے آخر کار اُس کو نشیب و فراز سمجھا کر راضی کیا گیا۔ اور اس کی امنگوں کو باقی آیندہ پر چھوڑا گیا جس کا حسب دلخواہ نتیجہ بعد چند سال ظہور پذیر ہو گیا۔

الزام۔ ٹیپو سلطان اور اُس کے باپ نواب حیدر علیخان بہادر نے بے شمار خزانہ اور بے انتہا جواہر لوٹ کر گھر میں رکھ لیا۔

جواب۔ جب ٹیپو سلطان تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنی تختگاہ میں پہنچا تو اُس نے تمام نقدی و زیور اور جواہرات و زیورات اور ہر قسم کے سامان کا جایزہ لیا۔ اور متصدیوں اور محاسبوں نے تمام نقود و جواہر کے کاغذات مرتب کئے

اُس میں اسی کروڑ روپے کے نقود و جواہر کی میزان بتائی گئی ہے۔ لیکن جب اُسی قلعہ اور اُسی تختگاہ پر انگریزی قبضہ ہوا جبکہ تمام مکانوں پر گوروں کے انگریزی پہرے متعین تھے تو لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں صرف نو لاکھ روپے کے جواہر کے برآمد ہونے کا اقرار کرتے ہیں باقی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کروڑوں روپے کی مالیت کس نے لوٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی۔ کہاں اسی کروڑ کا سرکاری جایزہ اور کہاں نو لاکھ روپے کا اقرار

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

الزام۔ بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

۲۔ اپریل ۱۷۹۰ء کو ٹیپو سلطان نے ماریشس کے گورنر فرانسیس کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں حیدر علی کے زمانہ سے فرانسیسیوں اور میسور کے باہمی دوستانہ تعلقات کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ بے غیرت چور اور لٹیرے انگریزوں نے جن سے خود تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے مرہٹوں اور نظام سے ایکا کر کے سلطان کو صلح کر لینے پر مجبور کر دیا اور دولت خداداد سے تین کروڑ تیس لاکھ روپے جبریہ وصول کئے۔ اسکے سوائے اسکے عمدہ سے عمدہ آدھے صوبے چھین لیئے اسلئے فرانسیسیوں سے مدد کی استدعا کیجاتی ہے۔

جواب۔ اس سے خود ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں سے بددلی اور خصومت کے کیا وجوہ تھے۔ جو یکے بعد دیگرے بڑھتے گئے۔

الزام۔ بورنگ صاحب نے ٹیپو سلطان کے دو خط سلطان روم کے

نام نقل کئے ہیں ان میں ایک خط کا مضمون یہ ہے کہ چونکہ فرانسیسی امیر المومنین کے مخالف ہو گئے ہیں اس سبب انہوں نے کل مسلمانوں کو اپنا دشمن بنالیا ہے اب سب مسلمانوں کو ان سے دوستی ترک کر دینا چاہئے۔ لیکن صاحب موصوف اس خط کو بناوٹی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے خط میں لکھا ہے کہ کافروں نے تمام ہندوستان کو تاخت تاراج کر ڈالا ہے۔ صرف یہ دولت خداداد محفوظ ہے۔ اور گورنر جنرل لارڈ ٹینمتھ نے آصف الدولہ وزیر زادہ کو زہر دیدیا اور اُس کی بیوہ کی عصمت پر دست درازی کی اور اُس کے محل سے زر نقد اور جواہرات قیمتی بیس کروڑ روپے کا لوٹ لیا۔ اور علماء اور سادات کی بے عزتی کی گئی۔ اور آل رسول یعنی سادات کو سور کا گوشت بجبر کھلایا گیا۔ اس خط کو صاحب موصوف سچا خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے ٹیپو سلطان کی پُر فریب کارروائی کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

جواب۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک جگہ سے دو قسم کے خط پائے جائیں۔ اُن میں جو خط فرانسیسیوں کے خلاف سلطان کے ضمیر کا اظہار کرتا ہے وہ تو مصنوعی قرار دیا جائے اور دوسرا خط جس کے واقعات غلط اور جس سے ولایت کے انگریزوں کو نفرت پیدا ہو سکتی ہے سچا مان لیا جائے حالانکہ خود اس خط کے واقعات ٹیپو سلطان اور سلطان روم کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتے ٹیپو سلطان کی تاریخ سے کہیں پتہ نہیں چلتا کہ اُس کو نواب آصف الدولہ کے ساتھ کوئی خاص

تعلق تھا۔ اور نہ بوجہ شیعہ ہونے نواب آصف الدولہ کے سلطان مرحوم کے ساتھ اُسکو کوئی خصوصیت ہوسکتی ہے اور نہ اودھ کی تاریخ میں ان شدائد کا پتہ ملتا ہے جس سے اقتباس کا گمان ہو اسلئے اس خط کے بناوٹی ہونے میں شک نہیں۔ اور مورخانہ تنقید ٹیپو سلطان کی طرف اس کو منسوب نہیں کرسکتی۔

الزام۔ سرنگاپٹم میں وشنو کا بلند مندر اب بھی سلطان غاصب بادشاہ کے ایوان کو گھورا دیکھ رہا ہے۔

جواب۔ معلوم نہیں اس تحریر سے بورنگ صاحب کا مطلب کیا ہے کیا ٹیپو سلطان نے اُس مندر کو توڑنے سے محفوظ رکھا یہ اس کا قصور ہے اور اس نقل سے اُسکے غاصب ہونے کی کیا دلیل ہم پہونچتی ہے۔ بجز اسکے کہ بورنگ صاحب ہندو پبلک کا دل خوش کردینے کے لیئے ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس سے سلطان کی کمال بے تعصبی اور فیاض بخشی کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ اُس نے اپنے ایوان کے سامنے اس مندر کو قایم رکھا

الزام۔ بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنری میسور کا چارج رکھکر اور ایک مغربی مورخ کا جامہ راستی زیب جسم فرماکر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ٹیپو سلطان نے ایک اعلان شایع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ سب مومنین گوش ہوش سے پنبۂ غفلت کو نکال ڈالیں۔ ملحدین کے ممالک چھوڑدیں اور سلطنت خداداد میں آکر پناہ لیں۔ اس عبارت کے تحت میں ایک نوٹ دیا گیا ہے اُس میں لکھا ہے

کہ ٹیپو سلطان نظام حیدرآباد کو ملحد خیال کرتا تھا۔ اس لیے کہ نظام چند
مرتبہ دولت اسلام کے خلاف مرہٹوں اور انگریزوں کا شریک ہو چکا
تھا اور سلطان نظام کے متعلق کلمات توہین بولنے میں کوئی پس و
پیش نہ کرتا تھا یعنی اس کو حجام کہتا تھا۔ مادر بخطا کہتا تھا۔

جواب۔ یہاں یہ دیکھنا چاہیے کہ انگریزوں نے سلطان کے ملک و مال پر قبضہ کر لیا۔ اور وہ شہید ہو چکا۔ اب ایسے پیرایہ تحریر کی کیا ضرورت تھی۔ جس سے نظام حیدرآباد کا دل اس سے صاف نہ ہونے پائے حالانکہ اس کی تاریخ پتہ بتاتی ہے کہ نواب حیدر علیخان او ٹیپو سلطان نے ہمیشہ نظام حیدرآباد کی برتری کا خیال رکھا اور نظام سے خلوص و محبت کے ساتھ اپنی نسبت صلح و آشتی کی امید ظاہر کی۔ ہے جس سے اُسکے ضمیر کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور نظام سے اُسکا کہنا حق بجانب تھا۔ اسی لئے تمام حیدرآباد میں ٹیپو سلطان کا نام نہایت تعظیم و ادب سے لیا جاتا اور سب سے زیادہ حیدرآباد میں اس کے نام کی عزت کیجاتی ہے۔ خداوند عالم اس سلطنت اسلام کو دیر تک سلامت رکھے۔

الزام۔ ٹیپو سلطان ظالمانہ طور سے بہت سخت سزائیں وحشیانہ
دیتا تھا۔ اکثر قیدی مرنے کے لئے کپال درگ کے قلعہ میں بھیجدیے
جاتے تھے۔ بڑے مجرم سولی پر چڑھائے جاتے۔ یا ہاتھی
کے پاؤں سے باندھدیے جاتے تھے۔ ناک یا کان کاٹ ڈالنا
تو معمولی بات تھی۔ بعض مجرموں کو بے رحمی سے شیر کے غار میں
ڈالدیتے تھے۔ انکو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا۔ ایک طریقہ سزا کا یہ تھا

کہ مجرم کو کاٹھ کے گھوڑے پر چڑھاتے تھے۔ جس کی کاٹھی
لوہے کی ہوتی تھی۔ اور اس کاٹھی پر نوکیلی کیلیں جڑی ہوتی
تھیں پھر ایک کمانی دبا دی جاتی تھی اور یہ کاٹھ کا گھوڑا ایسا اچانک
نیچے کو ہٹتا تھا وہ کیلیں بدبخت سوار کے جسم میں گھس جاتی تھیں۔

جواب۔ یہ سزائیں ٹیپو سلطان کی ایجاد کردہ نہ تھیں بلکہ اس کے بہت پہلے سے راجگان ملیبار اور دکن میں ان کا رواج تھا اور اس زمانہ کے سرکش متمرد جنگجو بغاوت پیشہ لوگ ان سزاؤں کو بھی خیال ہی نہ لاتے تھے۔ چنانچہ اب گورنمنٹ انگریزی کے اس پرامن و انصاف اور سراپا تہذیب زمانہ میں بھی بعض سرحدی قبائل جو ہمیشہ لوٹ مار مکر و دغا کے خوگر ہیں ان کے ساتھ حکام مقامی کو کیسا برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔ اکثر دیہات جلا ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں جو سرغنہ پکڑے جاتے ہیں ان کو طرح طرح کی اذیتوں سے مارا جاتا ہے اُن کے مواشی چھین لیے جاتے ہیں۔ پھر دکن میں سو برس پہلے کا زمانہ ایسی سخت سزاؤں کے لئے ٹیپو سلطان کو بدنام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ خود صاحب موصوف نے بھی آخر میں یہ رائے قائم کی ہے۔ وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا۔ جبکہ سخت مجرموں کو سزائیں بھی نہایت سخت دی جاتی تھیں اس لئے یہ بات انصاف کی نہیں ہے کہ ایسے تشدد اور زیادتیوں کو جو زمانہ کا عام دستور تھیں صرف ٹیپو سلطان سے منسوب کر دیا جائیں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ شیر کے غار میں وہی بہادر مجرم ڈالے جاتے تھے جن کو بہادروں کی موت سے مارنا مقصود ہوتا تھا۔ چنانچہ خود سلطان جب اپنے کسی افسر کو پولیٹکل جرم کا مجرم پاتا تھا تو اس کو

شیر کے کٹہرے میں چھوڑ دادیتا تھا۔ ایک زمانہ میں یہ سزا روبہونکے یہاں کثرت سے جاری تھی اکثر اس قسم کے مجرم ایک حربہ دیکر شیر کے کٹہرے میں ڈالے جاتے اور امرا اسکا تماشا دیکھتے تھے۔ اگر وہ بہادر مجرم شیر کو مار لیتا تو اسکو شاباش دیتے اور اس کی سزا میں کچھ رعایت کر دیجاتی۔ اور جو شیر مار ڈالتا تو اس کی نسبت حقارت کی آواز نکالتے۔

الزام۔ سلطان کو اپنے افسروں پر بہت کم اعتبار باقی رہا تھا صرف ایک برہمن پورنیا البتہ اُس کے تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا۔ یہ شخص جس کی لیاقت میں کلام نہیں سلطان کے آخری دم تک سلطان کے ساتھ رہا۔

سلطان کے وزیر خزانہ میر محمد صادق نے بھی ایسی ہی رفاقت کی سلطان کے ماموں علی رضا خان کا بیٹا قمر الدین خان بہادر سپہ سالار تھا لیکن سلطان کو تنہا اُس پر بھی اعتبار نہ تھا۔ اسی وجہ سے سلطان کو دھوکا اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

جواب۔ آر۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے آخر کتاب میں کن لوگوں کا ذکر کیا اور کن لوگوں کی لیاقت اور رفاقت کی داد دی ہے جن پر مشرقی مورخ نفرین کرتے۔ اور ان کو نمک حرام۔ دغاباز محسن کش۔ بے ایمان۔ عیار۔ غدار کے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پورنیا برہمن وہ مکار کارگذار تھا جس نے حیدر علیخان کے وقت سے ٹیپو سلطان کے وقت تک اپنے آپ کو جادۂ مکر و زور سے پوشیدہ رکھا۔ اور نواب مرحوم اور سلطان مغفور

اُس کی خدمات کی قدر کر کے اُس کو اپنا وزیر بنایا۔ اور اپنا معتمد جانتے رہے لیکن آخر کو وہ انگریزوں سے ملجانے پر راجۂ میسور کا وزیر بنایا گیا اور اس نے قلعہ اور خزانہ اور سلطنت کے تمام حالات انگریزوں پر منکشف کر دیئے۔

دوسرے میر محمد صادق جس کی نمک حرامیاں پہلے ہی سے مشہور ہو چکی تھیں اور وہ سلطان کی شہادت کے قبل ایک کھڑکی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔ کہ ایک نمک حلال دل سوختہ سپاہی نے اُس سے کہا کہ او مردود اپنے آقا کو اس حالت میں پھنسوا کر کہاں جاتا ہے یہ کہکر اُس نے تلوار سے اُسکا کام تمام کر دیا۔ چوتھے روز اُس کی لاش پائی گئی اور بے غسل و کفن دفن کر دی گئی۔ میسور کے مسلمان اب تک اُس پر نفرین کرتے اور اُس کی قبر پر تھوکتے اور نہایت ملامت سے اُس کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسرا شخص قمرالدین خان بہادر سپہ سالار تھا۔ جو بے شک سلطان کے ماموں نواب علی رضا خان کا بیٹا تھا۔ لیکن زمانہ کے رنگ کو کیا کیجیے کہ وہ بھی سلطان سے ٹوٹ کر انگریزوں سے جا ملا اور سلطان کی شہادت کے دوسرے ہی روز جنرل صاحب بہادر کے سامنے جا کر اپنی جاگیر گرم کنڈہ وغیرہ کا طالب ہوا۔ اور ایک ہفتہ میں بحالی کی سند لے کر نقارہ بجاتا ہوا اپنی جاگیر پر پہونچ گیا۔ بس جب اِن بہت بڑے بڑے رفقاء و معتمدین کی سازش اور نمک حرامی کا یہ حال ہوا تو دوسرے عہدہ داروں کا کیا پوچھنا۔ جن میں کوئی امراء حیدرآباد سے جا ملا تھا۔ کسی نے پونا کے سرداروں سے ملاوٹ پیدا کر لی تھی کوئی اُن کے تحت میں اپنی سازشی کارروائی پر نازاں تھا۔

کوئی انگریزوں سے ملجانے پر فخر کرتا تھا۔ اور ہرچند صاحبان انگریز نے اُس وقت سب کی عزت اور دلجوئی کا پاس کیا لیکن دل میں خوب سمجھ گئے کہ یہ کم ظرف اور نمک حرام منہ لگانے کے قابل نہیں۔ اور میسور ہی پر موقوف نہیں دلی اور لکھنؤ وغیرہ میں جہاں انگریزوں نے سازشی نمک حراموں کو اپنے آقاء ولینعمت کے خلاف پایا اُن سے اپنا کام نکالکر چند روزہ اُن کی پاسداری کی۔ پھر کبھی اُن کو مُنہ نہیں لگایا۔

الزام۔ بورنگ صاحب نے جابجا ٹیپو سلطان کو مغرور و متکبر ظاہر کیا ہے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

ٹیپو سلطان مغرور تھا۔ اوس نے بعد صلحنامہ سرینگ پٹن کے مبالغہ آمیز مدحیہ اشعار کے اعلان کی عام اجازت دیدی تھی۔ اُن اشعار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کو کیسا غرور ہوگیا تھا۔ ایک قصیدہ کا تھوڑا مضمون ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

جب بادشاہ رستم دل نے اپنے سمندِ غیظ کو گرم کیا۔ تو انگریزی شیر دیکھکے دِل خوف سے لرزنے لگے۔

اُس کی تلوار کی جھلک نے بیلی کی فوج پر برق خاطف کا کام کیا۔ اور منرو کی آنکھوں نے مثل ابر نوبہار کے تار اشک بندھ گیا میڈوز کا دِل لالہ کی طرح داغی ہوگیا۔ اور اس مصیبت پر کورنٹ پھوٹ پھوٹ کر رودیا۔

جب مرہٹے ہمارے بادشاہ کی فوجوں کو دیکھتے ہیں

توغزالانِ دشت کی مانند راہ فرار لیتے ہیں۔

فرنگی اور نظام الملک ہمارے بادشاہ کے خوف سے شب و روز یکجا بسر کرتے ہیں۔

حجّام کی فوج (نظام کو طنزاً حجام کہا گیا) تیرے خوف سے اس طرح فرار ہوتی ہے جس طرح شیر نیستان کو دیکھ کر شکاری بھاگتا ہے

اس کے مقابلہ میں حاتم تو بخیل اور افلاطون و سقراط طفل مکتب تھے۔ ہمارے سلطان کی ہیبت سے جلاّدِ فلک شیر خوار بچہ ہو گیا ہے

اس سلطان کے انصاف کی بدولت غزالان دشت شیر و پلنگ کے پہلو کو اپنا تکیہ بناتے ہیں اور یوز و اسد ان کے قالین ہیں

وغیرہ وغیرہ۔

جواب۔ بیون۔ بی۔ بورنگ صاحب کو مشرقی مذاق کی لاعلمی سے ایسی رائے قایم کرنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ مشرقی قصائد میں ایک بادشاہ تو بادشاہ معمولی درجہ کے والیان ملک کی تعریف بھی انہیں لفظوں میں کی جاتی ہے۔ چنانچہ میرزا غالب دہلوی نے جو قصاید انگریزوں کی تعریف میں لکھے ہیں ان میں بھی ایسے ہی مبالغۂ شاعری سے کام لیا گیا ہے۔ مشرقی شاعر اپنے ممدوح کی تاریخ بیان کرنے نہیں بیٹھتا بلکہ وہ صرف اس کی مدح کا پہلو اختیار کرتا ہے اور اس مدح کو اعلے درجہ کے مبالغہ تک پہونچا دیتا ہے۔ سوائے اسکے کسی شاعر کا فعل ٹیپو سلطان کا فعل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ایک شاعر کا یہ مشرقی مذاق اس کو مغرور قرار دینے کی دلیل قرار پا سکتا ہے اور حجّام کی فوج والا

شعر کے معنوی پہلو اُسوقت تک نہیں سمجھے جاسکتے جبتک کہ اصل شعر سامنے نہ ہو کیونکہ مشرقی شاعری کے موافق اُس کی تلمیح ٹھیک نہیں اور ترکیب بندش مہمل ہے۔ یا ترجمہ مہمل کیا گیا ہے۔

راقم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک مشرقی مذاق مغربی تنقید میں جاکر اپنے اصل مفہوم سے اس قدر دور جا پڑا ہے کہ دونوں میں کوئی مماثلت ہی قائم نہیں رہی۔ اور اس مذاق کی لاعلمی نے بعض مشرقی سائنس کے مقولوں کو بھی کچھ کا کچھ سمجھا۔ اور اپنی سمجھ کے موافق سمجھانے کی کوشش کی ہے چنانچہ انگلستان میں عمر خیام کی رباعیوں میں وہ عجیب معنی آفرینی کی گئی ہے۔ جو عمر خیام کے خیال سے بیگانہ ہے اسی طرح جب ہم مغربی مذاق کی نقل اتارتے ہیں تو وہ ایک مضحکہ خیز بات ہوجاتی ہے اور ہم مغربی مذاق کی حقیقت کو نہیں پہچان سکتے۔

الزام۔ بورنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ سلنۂ ء میں ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کرلیا تھا۔ اور اپنے تئیں حضور پرنور یا مابدولت کے الفاظ سے مخاطب اور اپنی بادشاہت کو بھی ایسے ہی تکبر ہم سے منسوب کرتا تھا یعنی دولت خداداد اور سلطنت حیدری۔ اُس کے غرور و تکبر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بجائے مغل شہنشاہ کے اُس نے خود اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا تھا۔

جواب۔ بورنگ صاحب یہاں بھی مشرقی مذاق کی لاعلمی اور نافہمی سے دور نکل گئے ہیں مشرقی ادب کا عام دستور ہے کہ ایک بادشاہ اپنے آپکو حضور پرنور یا مابدولت

کے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔ اور مشرقی مذاق میں دولت خداداد کے نام سے تکبر ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ بادشاہ کا انکسار ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی سلطنت کو خدا کی دی ہوئی سلطنت خیال کرتا ہے اپنے زور و طاقت پر نازاں نہیں ہے اسی طرح سلطنت حیدری کی نسبت نواب حیدر علیخان بہادر مرحوم سے ظاہر ہوتی ہے جس سے ٹیپو سلطان ضمیر کے اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے نام کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اب رہا خطبہ و سکہ اس کی صورت یہ ہے کہ عام مسلمانوں نے ٹیپو سلطان کو حامیٔ اسلام تسلیم کر لیا تھا اسلئے اُسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکّہ تو گھر گھر جاری تھا اسلامی ریاستوں اور ہندو راجاؤں کے سکّے بجائے خود جاری تھے۔ پھر ٹیپو سلطان جیسے مقتدر فرمانروا کے لئے اس پر کیا نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔

خاتمہ بر دعائے مغفرت

اب ناظرین سے امید ہے کہ وہ نواب حیدر علیخان بہادر خلد مکان اور ٹیپو سلطان فردوس مکان کی روحوں کو ثواب پہونچانے کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر اُن کی روحونکو ثواب پہونچائیں۔ اے خدا تو ان دونوں کو اعلےٰ علیین میں درجات عالی عطا فرما جن کی بدولت حکمرانی سے دکن میں چالیس برس تک اسلام کا ڈنکا بجا ہے اور اب بھی سرنگا پٹن میں اُن کی قبریں مطاف اہل روزگار ہیں +

مرقومہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ء مقام امرتسر راقم

سید امجد علی اشہری

اساس الاخلاق اس نام سے خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر آل کونسل آف ریجینسی بہاولپور نے حال میں ایک ایسی بےنظیر کتاب شائع کی ہے جو ہندوستان کے لیے ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اس میں اُن تمام مسائل کی نہایت دل آویزی اور وسیع ترین قابلیت کے ساتھ تشریح کی ہے جن سے اہل ہند کا اخلاقی پایہ بلند ہو سکتا ہے اور موجودہ تنزل کا زوال ممکن ہے کتاب کی ضخامت ۴۴۴ صفحات کی ہے۔ مگر عام فائدہ رسانی کے لیے محض ۲ قیمت رکھی گئی ہے

سوانح مولانا روم یعنی مولوی جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری جسمیں مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر نہایت تفصیل سے تقریظ اور تبصرہ لکھا گیا ہے۔ اور نام و نسب۔ ولادت۔ تعلیم و تربیت۔ سلسلہ باطن اور مولانا کے معاصرین و ارباب محبت کے حالات نہایت تحقیق کے ساتھ لکھے گئے ہیں۔ اور دکھایا گیا ہے کہ صوفیانہ مضامین میں کس طرح فلسفیانہ نکات پیدا کیے گئے ہیں اور سائینس کے وہ مسائل جو ایک مدت بعد آکر حل ہوئے ہیں مولانا نے اپنے زمانہ میں ہی اُنپر روشنی ڈالی تھی مؤلفہ شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی قیمت عہ

سیاحت ہند یہ کتاب حافظ عبدالرحمٰن صاحب مرحوم سیاح بلاد اسلامیہ کی آخری تصنیفات سے ہے۔ جو اُنہوں نے ہندوستان میں سات سال سفر کرنے کے بعد شائع کی ہے۔ اس میں ہندوستان کے صوبوں اور شہروں کے حالات چشم دید واقعات تمدنی ترقیات قابل دید مقامات کا تفصیلی بیان نیشنل کانگریس کے قیام۔ موجودہ شورش کی اجمالی کیفیت بعض مشاہیر

علما و امرا کا ذکر۔ ۴۴ عکسی تصویریں اور نقشہ ہندوستان شامل ہے۔ اردو انگریزی اخبار نویسوں نے اپنی قیمتی رائیں اسکی نسبت لکھی ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ نے اسکو پسند فرماکر چار سو روپیہ انعام عطا کیا اور پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے پنجاب کے تمام ورنیکلر مڈل سکولوں کی لائبریریوں کے واسطے اس کا ایک ایک نسخہ خرید کیا ہے۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنے (عہ۲)

خطبات احمدیہ: یہ وہ کتاب ہے جسکے لیے سرسید نے ولایت کا سفر کیا سنہ ۱۸۷۰ء سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اسکے ایک ایک حرف کا جواب ہے۔ نہایت محققانہ جواب ہیں۔ شرط یہ ہے کہ کسی شخص کے آگے ڈال دو۔ وہ کیسا ہی بے دین کیوں نہ ہو اسکو تسلیم کریگا۔ غرضکہ بے نظیر کتاب ہے جسمیں حقیقت اسلام کو روز روشن کیطرح ظاہر کر دیا ہے اسمیں بارہ خطبے ہیں جنمیں جاہلیت عرب۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات حضرت ہاجرہ کی حریت۔ ادیان وغیرہ پر بحثیں کی ہیں۔ دیگر الہامی مذاہب سے اسلام کی مناسبت کو دکھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لیے رحمت اور تمام انبیاء کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام تمدن کے موافق ہے۔ بکثرت ازدواج طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ پہنچا۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور نزول پر بحثیں۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اور بشارات نسبت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) جو توریت و انجیل میں ہیں محققانہ بحث کی ہے۔ بروایت شق صدر۔ اور معراج کی تحقیق اور ولادت سے بارہ برس تک کے حالات۔ قیمت مجلد عہ۔ بلا جلد عہہ

المشتہر منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ امرتسر